يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ

الحمد للہ کہ این وجیزہ ہدایت باستنباط کلام رب العزۃ در انواع خلافت وتقسیم امام

بیعت بضمن جواب صلح ومحاربت اصحاب عصمت بامراء جور و بدعت مسمی بہ

کشف الخلافۃ

از رشحات خامہ ومداد محی شعائر رشاد ومحی آثار لداد کہ خامہ اش کحل البصر للعمیا

ومدادش مداد العلما افضل من دمار الشہداست

در مطبع ضیاء ہا افروز ہا مطبوع طبائع وقاد گردید

امام مبین
وکل شیء احصیناہ فی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل القرآن علی حرفٍ واحدٍ لیکون للناس قرانہ وفہمہ
یسیراً ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً وقارن الکتاب
لعترۃ النبی فی حکمٍ واحدٍ فی قولہ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین قرآناً
مستنیراً وجعل عترتہ صلعم ملتحقاً بہ فی درجتہ العلیا بقولہ تعالی الحقنا بہم
ذریتہم جعلاً تابیلاً لا تغییراً بقولہ ولا تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً وطہرہم تطہیراً
ومیزہم عن غیرہم فی المواضع الشتی تمیزاً مستطیراً بقولہ حتی یمیز الخبیث
من الطیب لئلا یکون بینہم وبین غیرہم الالتباس قلیلاً ولا کثیراً: والصلوۃ
والسلام علی نبیہ ورسولہ الذی اجمع ذلک الکتاب وعترتہ الاطیاب فی
امرٍ واحدٍ فی حدیث الثقلین وفی اخبار شتی وخصص اخاہ ووصیہ
وخلیفتہ علیاً الشفیع فی الیوم الذی کان یوماً قمطریراً من سائر الوریٰ بقولہ
انا وعلی من شجرۃٍ واحدۃٍ والناس من اشجار شتی مشیراً الی العصابۃ

الذین کانوا من الشجرۃ الخبیثۃ المذکورۃ فی القرآن والی انفسھما بالشجرۃ الطیبۃ التی اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء واخبر عن احوال تلک البعض فی اخبار الحوض بانھم یرجعون عنہ بالرجعۃ القھقری الی دار الجزاء اور خداوند تعالے نے پہلے سے ہی اتباع ہر دو طائفہ و عصابہ مطابین کی شناخت قلت اور کثرت کے عدد سے جابجا فرما دی ہے کما قال ولاکن اکثرھم لایشکرون واکثرھم لایومنون واکثرھم یجھلون واکثرھم فاسقون و قال الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ماھم وثم تولیتم الا قلیلا منکم وبقولہ بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا ما یومنون وما اٰمن معہ الا قلیل اور اسلام مین بھی اسی تفریق پر دو گروہ مقلدین کے ممیز، طاعین بین عترۃ النبی وبین اصحابہ کی جدا جدا کثرۃً و مرتبۃً و شہرۃً و عظمۃً ہو گئے ایک وہ گروہ ہے کہ امر دین مین جسنے اپنا پیشواے مسلماً صحابہ کو ہی قرار دیلیا ہے اور اہلبیت نبی کی صرف توقیر زبانی مانتے ہین مگر اونکا قول و فعل بمقابلہ عمل صحابہ کے حجت نہین گردانتے اس مقام پر چند نظائر جو ممبران جماعت متحدہ امیر معاویہ نے مشتہر فرمائی ہین بثبوت مدعا پیش کیجاتی ہین فضل بن روزبہان نے کتاب ابطال الباطل مین فرمایا ہے اما ما ذکرہ ان اجماع العترۃ حجۃ ماذا اراد من العترۃ فان اراد بہ علیاً فھو واحد من العترۃ اما قولہ مجرداً اذا خالفہ جمھور الصحابہ فلیس بحجۃ موجبہ الی ان قال فان بعضھم ذھبوا الی ان قول الصحابۃ حجۃ

کما ہو فی بعض الکتب واما غیرہ من العترۃ فعدم کون قولہم حجۃ
فبالطریق الاولی فاجماع العترۃ لایکون حجۃ وان کانوا صادقین وان سلمنا
انہم معصومین انتہی ملخص ترجمہ یہ ہی کہ قول مجرد جناب امیر کا امر دین مین حجت
نہین جبکہ جمہور صحابہ اوسکے مخالف ہون نہ اجماع عترت رسالت حجت ہی بلکہ قول
صحابہ کا حجت ہی انتہی اور محقق دوانی نے شرح عقائد مین تو یہ تفریق صاف
لفظون مین بذکر نجات فرقہ اشعریہ کے افادہ فرمائی ہے کہ فانّہم یتمسّکون
فی عقائدہم بالاحادیث الصحیحۃ المرویۃ عنہ صلعم وعن اصحابہ و
لا یتجاوزون عن ظواہرہا الی ان قال لا مع النقل من غیرہم کالشیعۃ المتبعین
بما روی عن ائمتہم لاعتقادہم العصمۃ انتہی یعنے فرقہ اشعریہ عقائد مین احادیث
صحیحہ پیغمبر خدا واحادیث صحابہ سے تمسک کرتے ہین اور ظاہر معنے الفاظ احادیث
سے تجاوز نہین کرتے اور غیر صحابہ سے مثل فرقہ شیعہ کے استرسال اور موانست
و آویختگی نہین کرتے ہین کہ شیعہ تتبع کرنے والے ہین اُن روایات کی جو انکے ائمہ سے
مروی ہین بسبب اونکے اعتقاد کرنے معصوم ہونے ائمہ کے انتہی اس فصاحت
مرام سے تفرقہ و تمیز دونون گروہ اور اونکے متمسک بھم فی امر الدین کے ہوگئی اور
طائفہ اول الذکر کا نام سنہ ہجری مین بوجہ اونکے اجماع کرنے خلافت پر امیر معاویہ
کے اہل السنۃ والجماعت قرار پایا اور وہ قبل اوسکے شیعہ عثمان مشہور و نامزد تھے
اس مقام پر اسناد وجہ تسمیہ کو بھی نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے علامہ یحیی بن الحسن

القرشی نے کتاب منہاج التحقیق میں افادہ فرمایا ہو ان معاویۃ حین صار یسب علیاً سمّی ذلک العام عام السنّۃ و بہ سُمّیت اھل السنۃ اور اسی روایت کو حسن جمیل نے اوائل کتاب انوار البدریہ میں نقل کیا ہو اور ابن بطہ نے کتاب الابانۃ میں لکھا ہو سمّی معاویۃ السنۃ التی اجتمع فیھا علیہ النّاس بعام السنۃ والجماعۃ وکانت تلک السنۃ اربعین اور حسین کرابیسی نے یہ کھا ہو کہ انما سمّی ھذا الاسم یزید بن معاویۃ الخ اور شیخ العسکری نے کتاب الزواجر میں ذکر کیا ہے۔ ان معاویۃ سُمّی ذلک العام عام السنّۃ اور ابن عبد ربہ نے کتاب العقد میں اس طرح افادہ فرمایا ہو لمّا صالح الحسن معاویۃ سمّی ذلک عام الجماعۃ اور حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہو کہ فاستقر فیھا (فی الخلافۃ) من ربیع الآخر وجمادی الاولی سنۃ احدی واربعین فسمّی ھذا العام الجماعۃ لاجتماع الامّۃ فیہ علی خلیفۃ واحد انتھیٰ اور ماحصل جملہ مرویات کا یہ ہے کہ معاویہ نے جس سال میں امیر المومنین کو ناسزا کھا اُس سال کا نام سنت رکھا اور اوسی سال نام رکھے گئے اہل السنۃ اور معاویہ نے اُس سال کا نام جسمیں مردمان نے اجتماع اونکی خلافت پر کیا سنت وجماعت رکھا اور کرابیسی نے کھا ہو کہ یہ نام یزید بن معاویہ کا مقرر کردہ ہو بھر بھی یہ نام عطیہ امیر معاویہ یا یزید مشتق ہا ویہ کا ہے او متتبعین کتب سیر ومحاربات جمل وصفین و واقعات مابعد عہد امیر معاویہ پر مخفی نہیں ہو کہ محاربین جناب لاتماب شیعہ عثمان کے لقب سے لکھی جاتی تھی کہ جنگ جمل

وصفین مین جیسے محاربت کا بطلب دم عثمان کے تھا اور اگر کھا جاوے کہ محاربت صفین
مین مقابل امیر المومنین گروہ بنی امیہ و نواصب ملک شام کا تھا نہ فرقہ اہل السنتہ والجماعۃ
اسکے دفع دخل کو جوابات شتے ہین مگر یہان انکو از بسیار حالی کیا جاتا ہے کہ کیا یہ بھی
کھا جاویگا کہ مقابل امیر المومنین کے صحابہ ذوی الحلوم کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
مین سے بھی کوئی نہین تھا جنکی سیرت اساس مذہب اہلسنت قرار پائی ہے اور کیا اس
سیرت محاربت کو ترک کر کے اہلسنت مقلد و مقتدی بھی اُن صحابہ کالنجوم کے رہ سکتے
ہین اور کیا اہلسنت والجماعت نے سنہ جماعت امیر معاویہ مین شرکت نہین کی و خلیفہ واحد
امیر با تدبیر کی بیعت علی الخلافہ نہین فرمائی جو سنہ ۴۰ ہجری یوم بیعت عامہ امیر معاویہ
سے سنہ ۹۹ ہجری عہد عمر عبد العزیز تک سب و شتم علی الاتصال تمام ممالک اسلام مین خطیب
اموی اہلبیت نبی پر کرتے رہے کیا یہ بھی کھا جاویگا کہ اون خلفار کی بیعت اہلسنت نے
اختیار نہین کی جنکے زمانہ مین یہ بدعت و شناعت مورث ضلالت ہوا کی اور مخفی
نرہے کہ وہ خلفار سنہ ۹۹ ہجری تک کے امیر معاویہ و یزید و عبد الملک و ولید و سلیمان
ہین اونکو بھی قاضی عیاض و شیخ الاسلام عسقلانی نے خلفار اثنا عشر مین شمار
کیا ہے کما فی فتح الباری و فی المفہم و تاریخ الخلفار والصواعق المحرقہ یا یہ بیعت حضرات
اہلسنت کے اور سب و شتم کرنا اور سننا تقیۃً جائز تھا اور اس واقعہ قطیعہ سب و شتم
کو ہر چند بپاس بنی امیہ کے چھپایا گیا ہے کہ کہین بمصداق حدیث من سب علیاً
فقد سبنی الخ کے ثابت ہو کر نظر معتقدین مین مردود الخلافۃ و کافر خارج الملۃ

نہ سمجھے جاویں مگر طشتیکہ از بام افتادہ باشد کرا مجال انکار است اور لطف یہ ہے کہ بمصداق سہ کیا لطف جو غیر پردہ کھولے ❊ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے خود ہی حضرات نقل فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ جناب امیر پر سب و لعن کیا کرتے تھے اور غیروں کو اسکی ترغیب دیا کرتے تھے ہم یہاں پر ستار روایات پر بخوف طوالت اقتصار کرتے ہیں کہ امام مسلم نے باب فضائل علی ع میں نقل کیا ہے قال[۱] امر معاویۃ بن ابی سفیان سعداً فقال ما منعک ان تسب ابا تراب الخ و امام ابن ماجہ نے عبد الرحمٰن عن سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے قال[۲] قدم معاویۃ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد فذکروا علیاً فنال فغضب سعد الخ اور ملا علی القاری نے باب مناقب العشرہ المبشرہ میں شرح مشکوۃ کی نقل کیا ہے ثم[۳] تعلم ان علیاً و معاویۃ کانا علی القتال والخصام وکان الطائفتان یسب بعضہم بعضاً اور سبط ابن الجوزی نے تذکرہ خواص الامۃ میں ذکر فضائل علی میں حدیث مسلم ما منعک ان تسب ابا تراب کو نقل فرما کر لکھا ہے فان[۴] معاویۃ لما سب علیاً و امر الناس بذلک تورع سعد عن سبہ الخ اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں صاف نقل کیا ہے عن سعد

۱؎ معاویہ نے سعد وقاص سے کہا کہ کس چیز نے تجھے منع کیا ہے کہ جو گالیاں ابو تراب کو نہیں دیتا ہے

۲؎ معاویہ بعض حج کے سفر میں آیا سعد وقاص ملنے کو گئے علیؑ کا لوگوں نے ذکر کیا معاویہ نے علی پر سب و لعن کیا سعد خفا ہو گئے

۳؎ پھر جانتا ہے تو کہ ہر آینہ علی و معاویہ میں قتال و خصومت تھی اور ہر دو گروہ ایک دوسرے کو سب و دشنام کرتا تھا

۴؎ پس معاویہ نے جبکہ علیؑ کو دشنام دیئے اور لوگوں کو حکم کیا کہ علی کو دشنام دیں سعد وقاص نے دشنام دینے سے پرہیز کیا

قال امر معاویہ سعد ان یسب ابا تراب اور محدث عبد الحق نے شرح مشکوۃ کے
کتاب القنوت مین نقل کیا ہی عن انس ان النبی صلعم لا یقنت الا اذا دعی علیہم وقد
روی عن الصدیق انہ قنت عند محاربتہ علی اہل الکتاب وکذا علی فی محاربتہ معاویہ
و معاویہ فی ھذا العکس ایضاً اور شیخہم فی الاسلام ابن تیمیہ نے اوائل کتاب منہاج السنۃ
مین تائید حدیث مسلم کے لکھا ہی اما سعد لما امرہ معاویہ بالسب فابی فقال ما
منعک ان تسب علیاً فقال ثلاث قالھن رسول اللہ فلن استبہ لان یکون لی
واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم الحدیث فھذا حدیث صحیح رواہ مسلم فی صحیحہ
اندکے از غم دل گفتم و خاموش شدم ٭ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
پس یہ فرمایا جاوے کہ حضرات سلف صالحین اہلسنت زمان سب و شتم مین کہان
روپوش تھے حالانکہ عامۂ صحابہ بعد سال جماعت کے مطیع و منقاد امیر معاویہ کے ہوکر دست
بیع ہو چکے تھے اور سلسلہ سب و شتم کا علے الاتصال جاری رہا اگر حقیقۃً تقیہ فرماتی تھے
جیسا کہ امام شعبی سے ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہی کہ قال الشعبی کنا جماعۃ ما منا الا
من نال من علی ع مقاربۃ للحجاج غیر الحسن بن ابی الحسن یعنے امام شعبی نے کہا

---

۱ امیر معاویہ نے سعد کو حکم دیا کہ ابو تراب کو برا کہو ۲ ملخص یہ کہ پیغمبر خدا قنوت نہ فرماتے تھے مگر جبکہ نفرین
کرتے تھے اونپر اور صدیق نے اہل کتاب پر نفرین کی اور اسیطرح علی ع نے جنگ مین معاویہ کو اور معاویہ نے
عکس پر علی کو برا کہا ۳ سعد کو جب معاویہ نے حکم سب و دشنام کا دیا تو سعد نے انکار کیا معاویہ نے کہا کہ کس چیز نے تجھے منع
کیا ہی کہ جو علی کو دشنام نہین دیتا کہا تین چیزون نے کہ جو رسول اللہ نے فرمایا ہی پس مین برا علی کو نکہونگا الخ

کہ جماعت علماء سے کوئی ایسا نہیں تھا کہ جو سب و لعن علی پر نکرتا ہو بہ نیت تقرب
حجاج بن یوسف کے مگر حسن بصری۔ تو تقیہ جائز رہا فہو المطلوب و اگر سب و شتم قطعاً
جائز نہیں تھی تو سواد اعظم اپنی برات ثابت فرماویں کہ اونکی بیعت و اطاعت سے کس طرح انکو چھٹکارہ
ہوا کیا سنۃ جماعت میں اہلسنت شریک جماعت نہیں ہوئے جسکی نسبت ابھی
مذکور ہوا انہ سمی هذا العام الجماعة لاجتماع الامة فیه علی خلیفة واحد کیا ولید
و سلیمان کی خلافت تک بیعت خلفاء سے کنارہ کش رہے جنکی شوکت خلافت
کے بیان میں حافظ سیوطی نے صد۔ تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کان فی ایام بنی عبد الملک
یخطب للخلیفة فی جمیع الاقطار من الارض شرقاً و غرباً یمیناً و شمالاً الخ کیا
اہلسنت اس شرق و غرب و یمین و شمال سے کہیں باہر بیعت و حکومت خلافت سے
چھپکر چلے گئے تھے کیا اسوقت میں یہ سواد اعظم نکلے جاتے تھے کیا خلفاء مذکورین نے
اس سواد اعظم کی بیعت کے علاوہ اپنی خلافت پر جیسا انکی عامۃ الناس کی بیعت لی تھی
جو وہ بیعت عامہ سمجھی گئی اگر کہیں کہ انکی بیعت بالکراہتہ تھی تو مقصود ہمارا بھی یہ
رسالہ کی تحریر سے بس اسیقدر ہے کہ فعل بیعت خلافت کے حق ہونے کو ثابت کرنے والے
نہیں ہو اور اگر بیعت بالکراہت سے بوجہ سُنت سقیفہ ہونے کے گریز و کراہت ہے
اور بیعت بنی امیہ کا بھی قلادہ طاعت درگردن ہو جو ناگزیر ہے تو اہلسنت والجماعۃ
کی بیعت بالرضا و بالرغبت اُن خلفاء و امراء کی خلافت پر ثابت ہوگی جنسے خدا و رسول
ناخوش تھے اور جنکی خلافت کی خبر پانے سے پیغمبر خدا رنجیدہ ہوئے اور جنکے قوم سے

ملہ پسران عبدالملک کے زمانہ میں شرق سے غرب تک و یمین سے شمال تک خطبہ خلافت اون بنی امیہ کا ہی پڑھا جاتا تھا۔

آنحضرت تا رحلت کراہت فرماتے رہے اور جو اغیلمہ قریش کے لقب سے بحکم پیغمبر
زبان زد صحابہ رہا کئے اور وہ احادیث نبوی مین امرائے جور کے ساتھہ نامزد ہوئے
جو یہ احادیث کتب ملاحم و فتن صحیحین مین ماثور ہین گلے از گلشن و خوشۂ از خرمن نقل
کیجاتی ہین عن ابن عباس رض ان النبی صلعم نظر الی قوم من بنی فلان یتبخترون
فی مشیتہم فعرف الغضب فی وجہہ ثم قرا ؕ والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن فقیل
ای شجرۃ یا رسول اللہ حتے یتجنبہا فقال لیست بشجر نبات انما ہم بنو امیہ
اذا ملکوا جاروا و اذا اؤتمنوا خانوا الحدیث کما روی السیوطی فی تاریخ الخلفا
بسند الصولی فی ترجمۃ المعتصم باللہ اور بخاری شریف مین ماثور ہی ابو ہریرہ
سے عن النبی ؐ ہلکۃ امتی علی یدی اغیلمۃ من قریش الحدیث اور ترمذی مین
منقول ہی کہ مات النبی و ہو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیفا و بنی حنیفۃ و بنی امیۃ اور واضح رہے
کہ خلیفہ ثانی نے خلافت کے لئے اپنی فراست کی رو سے شوری مین اونکو منتخب کیا تھا
جنسے پیغمبر خدا خوش رہی تھی پس معلوم ہوا کہ بنی امیہ جن مین عثمان و معاویہ وغیرہما خلیفہ ہوئے

---

۱ پیغمبر خدا نے ایک قوم کو دیکہا بنی امیہ سے کہ وہ تبختر سے چلتے ہین آپکے چہرہ مبارک پر غضبناکی پائی گئی اور
آیت والشجرۃ الملعونۃ کو پڑھا آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سا درخت ہی تاکہ ہم اوس سے حذر کرین فرمایا وہ شجرہ
نباتات سے نہین ہی جز این نیست وہ قوم بنی امیہ ہی جب وہ متملک ہونگے ظلم کرینگے اور جب وہ امین بنائے جاوینگے خیانت کرینگے
۲ فرمایا آپنے کہ میری امت قریش کے چہوکردن کے ہاتہون ہلاک ہوگی ۔
۳ پیغمبر خدا نے اوس حالت میں وفات پائی کہ آپ تین قبیلون سے ناخوش رہے بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے

بوجہ ناخوشی رسالتمآب کے مستحق خلافت نہین تھے اور یہ حدیث مات النبی کی منافی
اوس فراست کے ہے جو فاروق نے بزعم خود سمجھ لیا کہ رسولخدا عثمان سے خوش تھے
پس سواد اعظم نے کیا اسی قوم کی خلافت کو امارت حقہ اعتقاد فرماکر بیعت اونکی
برضا و رغبت فرمائی اور احادیث صحیحہ صحاح کو باطل اور اخبار مخبر صادق کو باتباع سنت
عمری معطل گردانا یا اونکے اجبار پر تقیۃً بیعت اختیار کرلی اور صحت احادیث پیغمبر
کو جو اونکے شان مین وارد ہین اعتقاد ہاتھہ سے نہین دیا فانظروا یا ایہا الناظرون
ع باش تا آفتاب جلوہ کند۔ کاین ہنوز از نتائج سحر ست ۔ اور ایک وہ گروہ ہے
جو ائمہ اہلبیت کو ہی خلفاء نبوت مفترض الطاعۃ و اہل طہارت جانتے ہین اور
صحابہ نبی صلعم مین اونکا اعتقاد بس اسیقدر ہے کہ [۱] ھم الذین امنوا باللہ ورسولہ
وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون اور بعد
حضرت رسالت جو پیرو امیر المومنین خیر الوصیین کے رہے ہین اونکو بزرگان دین الہیہ
مانتے ہین باقی صحابہ کو جو آپ سے منحرف و مخالف رہے بس اونکو مرتد جانتے ہین اور وجہہ
تسمیہ اس گروہ شیعہ مین احادیث کثیرہ وارد ہین از انجملہ حدیث نبوی مخاطباً لعلی علیہ
السلام [۲] انت وشیعتک فی الجنۃ وحدیث وشیعتک ھم الفائزون ہر

[۱] صحابہ نبی وہ لوگ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لاے اور نبی کی رفاقت اور نصرت بالسیف کی اور بزرگی کی اونہون نے اوس نور کی جو نور پیغمبر مین ملا ہوا نازل ہوا (اس مین اشارہ ہے نور علی کیطرف) وہی لوگ فلاح پانے والے ہین [۲] تو اے علی اور شیعہ تیرے جنت مین ہونگے اور تیرے شیعہ فائز ہین ۔

کما فی الصواعق المحرقہ والمودۃ القربیٰ للسید الہمدانی وفی غیرہما باوجود تقیہ کے تمتیغ بید ربیع ہی عہد بنی امیہ و بنی عباس مین فائز ہوا کئے ہین کما یاتی بیانہ۔ اور مختصراً وجوہ تمسک فریقین کے بھی اس مقام پر لکھے جاتے ہین کہ گروہ اہلسنت و الجماعۃ صحابہ نبی کو من حیث المجموع ممدوح القرآن او رفضیاب صحبت نبوی کہتے ہین اور جو آیات قرآنی فضائل صحابہ مین لکھتے ہین وہ بوجہ عموم خطاب کے مفید باعیانہم المخصوصہ و باشخاصہم المعینہ کے نہین ہین لہذا نقل محتجات کا کو یہاں پر عبث دیکھا گیا کہ صاحب واقف وغیرہ نے خود ہی فرمادیا ہی لاثناء علیہم خاصۃ ای لا ثناء فی القرآن علی واحد من الصحابہ بخصوعینہ انتہی ما اردناہ اور جب من حیث المجموع پر علی زعمہم ارتداد مالک بن نویرہ سے ایراد کیا جاتا ہی جو اصحاب نبی مین شمار کئے جاتے ہین اور رسولخدا کے مقرر کردہ عامل صدقات تھے تو متسنین اس گروہ کے دست و پاچہ ہو جاتے ہین چنانچہ فضل ابن روزبہان نے کتاب ابطال الباطل مین بجواب علامہ حلی کے اول تو اپنا ہی مسلک واجب التعظیم ہونے صحابہ کلہم کا بدین الفاظ افادہ فرمایا ہی فنقول مذہب عامۃ العلماء انہ یجب تعظیم الصحابۃ کلہم والکف عن القدح فیہ لان اللہ تعالیٰ عظمہم واثنی علیہم فی غیر موضع من کتابہ

۱ اثنا و مدح کسی خاص صحابی کی قرآن مین نہین آئی ۲ مذہب جمہور علماء کا یہ ہی کہ کل صحابہ کی تعظیم کرنا اور انکی قدح کرنے سے باز رہنا واجب ہے اسلئے کہ اللہ تعالے نے صحابہ کی تعظیم و مدح جگہ جگہ قرآن مین فرمائی ہے

عقیدت اہلسنت در خلافت پیغمبر

بعد ازان جواب حدیث انا فرطکم علی الحوض الی قولہ صلعم فیقال انک لا تدری[1] ما احدثوا بعدک الخ کے مضطرب ہوکر یہ کہدیا کہ فاتفق العلماء ان ہذا فی اہل الردۃ الذین ارتدوا بعد وفاۃ رسول اللہ وھم کانوا اصحابہ فی حیوتہ صلعم ثم ارتدوا بعدہ انتہے بقدر الحاجۃ ملخص ترجمہ یہ کہ علمانے اتفاق کیا ہی کہ یہ حدیث بحق ان ہین جنکے ارتداد کی خبر ہی وہ بعد رسو لخدا مرتد ہو گئے تھے اور زمانہ حیات پیغمبر مین اسکے اصحاب تھے اور لطف یہ ہی کہ جنکو اہلسنت والجماعۃ کے علماء و مقتدا مرتدین کہتے تھے اور سمجھتے ہین وہ لوگ ابوبکر عتیق کو ہی مرتد جانتے تھے چنانچہ ابن حزم وغیرہ محدثین عامہ نے لکھا ہی کہ ان الذین منعوا ابابکر عن اداء الزکوۃ[2] حتی سماھم باھل الردہ لم یکونوا مرتدین بل کانوا یدعون الردۃ علے ابی بکر بارتکاب ما لا یستحقہ من الخلافۃ والامامۃ انتہے موضع الحاجۃ اور جن صحابہ کی کہ علماء اہل سنت نے تعیین و تشخیص و تعریف فرمائی ہی وہ بہت ہی عام ہی چنانچہ امام بخاری نے بزو طبع آرائی لکھا ہی کہ من صحب النبی اور اٰہ من المسلمین فھو من اصحابہ یعنے جو شخص معیت پیغمبر اصلعم کی صحبت مین رہا یا جس کسی نے اہل اسلام مین سے آپکو دیکھہ لیا پس وہ آپکے صحابہ مین ہی و ہکذا قال اماھم

---

[1] پس کہا جاویگا کہ ہر آئنہ ای پیغمبر تو نہین جانتا ہی کہ انہون نے تیرے بعد کیا احداث دین مین کیا ہی

[2] وہ لوگ کہ جنہون نے ابوبکر کو زکوۃ ادا کرنے سے منع کیا یہانتک کہ اونکا نام منع زکوۃ پر مرتد رکھا گیا وہ اہل ردت نہین تہی بلکہ وہ ابوبکر کو مرتد کہتے تہے بسبب ارتکاب کرنے ابوبکر کے اُس چیز کو جسکے کہ وہ مستحق نہین تہی امر خلافت و امامت سے ۔ احقاق الحق ورق ۱۲۴ ۔

احمد و جمہور المحدثین اور معتقدین صحابہ نے اسی مجموعہ کے حق مین والزمہم کلمۃ التقوی تجویز فرمایا ہے حالانکہ صحبت دیرینہ انبیا رنے ارتداد کو الذین آمنوا کے نہین روکا چہ جائیکہ محض رؤیت موجب لزوم کلمۃ التقوی کے اون مخصوصین صحابہ کے لئے ہو سکتے جنکا ارتداد باتفاق علما مسلم ہے اور من صحب النبی اوراٰہ من المسلمین کے حق مین ہی تو آیہ واقی ہدایہ یاایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ[1] آیا ہے اور اصحاب موسیٰ کلیم اللہ مدت العمر بمقابلہ فرعون کے حق رفاقت نبی اللہ ادا کرتے رہے اور فیض صحبت اپنے نبی سے مستفید ہوتے ہی مگر آخر مین باغوای سامری گوسالہ پرستی مین مبتلا ہوگئے اور اخبار مین انتم اشبہ الامم ببنی اسرائیل[2] جو صحابہ حاضرین حدیث کی ہی خاصتہ وارد ہوا ہے اور علی بن مدینی شیخ بخاری نے وفور عقیدت اور رسوخ ارادت سے تعریف صحابہ مین یہ توسیع فرمائی ہے کہ من لقی النبی اوراٰہ ساعۃ من نہار فہو من اصحاب النبی یعنے جس شخص نے رسول خدا صلعم سے ملاقات کی یا اونکو ایک گھڑی دن مین دیکھ لیا وہ آپکے اصحاب مین ہے کما نقلہ العسقلانی فی فتح الباری اس وسعت حد مین قید صحبت اور قید اسلام صحابی کی بھی نہین رہی اور اس گروہ پر شکوہ صحابہ کی مزید توقیر و تعظیم مین حدیث مشہور بین الجمہور جسکا پتہ صحاح ستہ سے نہین ملتا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم[3]

---

[1] اے وہ لوگو جو ایمان لائے جو شخص تم مین اپنے دین اسلام سے مرتد ہوجائیگا۔ الخ

[2] تم یعنے اصحاب اور امت زیادہ مشابہ ہو بنی اسرائیل قوم ہونے سے۔

[3] اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین ان مین سے جنکی اقتدا کرو گے ہدایت یافتہ ہو گے

روایت کیجاتی ہی اس مقام پر جو تعریف صحابی اور حدیث نجوم کو منطبق کیا جاتا ہی تو نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہی کہ جس دیکھنے والے پیغمبر خدا کی اقتدا کیجاوی عام اس سے کہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو اور اُسکو رویت پیغمبر خدا کی ایک ساعت ھی نصیب ہوئی ہو یا زیادہ ایک ساعت سے تو مہتدی ہدایت یافتہ ہی اور صحابہ کی تجویز و تعریف جو کچھ بھی ہو یہان پر اطلاق صحابہ مین حدیث نبوی کا ظاہر کرنا بھی موثر اور پر معنے ہے کتاب شرح شفا مین مذکور ہی الذی رواہ البخاری فی عبد اللہ بن ابی سلول قال بعض الصحابہ تقتل لنفاقہ فقال صلعم فکیف اذا تحدث الناس ان محمد ایقتل اصحابہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسولخدا منافقین کو بھی اپنا صحابی فرمایا کرتے تھے اور لا ادری ما احدثوا بعدی بھی اونسے ارشاد کیا کرتے تھے کما فی الموطا لامام مالک بن انس اور بناے خلافت سقیفہ انہین صحابہ ذوالاقتدار کا نہم خشب مسندہ کی غور و پرداخت سے قایم ہوئی ہی اور تابعین امیر معاویہ نے برغم خاندان رسالت اور در بدر و خانہ بخانہ دایر و سایر ہونے اوس خلافت کے جو حقیقۃً خلافت دینویہ تھی امامت دینیہ و خلافت نبویہ سے بنصوص مخترعہ کے تبدیل بدل کرلیا ورنہ یوم سقیفہ سے الی یومنا ہذا ثابت نہین کہ کسی نے صحابہ ذوی الوجوہ

---

۱ امام بخاری نے جو عبد اللہ بن ابی سلول کے بارہ مین لکھا ہی کہ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ابن ابی سلول کو آپ حکم قتل کا بسبب اوسکے نفاق کے فرمادیجئے تو پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کیونکر حکم دیا جاوے جبکہ لوگ کہین گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین۔ ۲ مین نہین جانتا ہون کہ تم میرے بعد کیا احداث کروگے۔ ۳ گویا کہ وہ لوگ لکڑی ہوئی لکڑیان خوبصورت ہین۔

سے کسی آیہ قرآنی کو فضائل خلیفہ اور بخصوص اجماع سقیفہ مین نقل کیا ہو۔ وس راوی نقل
نے تیس سال جماعت کے بلافصل بیعت امیر معاویہ کے وفات پائی ہونہ یوم سقیفہ کوئی حدیث
کوئی خبر کوئی قول بمقابلہ انصار خصوصاً سعد بن عبادہ مدعی خلافت کی شان عالی عتیق
مین براہ مفاخرت دنیوی وقومی یا محبت دینی شرعی کے پڑھا گیا جس سے استحقاق خلافت
عتیق اور کم از کم فضائل ہو بقہ اونکے کچہ نہ کچہ ثابت ہوسکتے بہرنوع مسلک قوی ہی
اہل سنتہ اربعین کا اسپر ہی مستحکم ہوگیا کہ بعد رسول خلیفہ مقبول اور افضل صحابہ عدل و
حضرت ابوبکر ہی ہین اور خلفا بنی امیہ و بنی عباس کی خلافتون نے جو منوال سقیفہ
پر ہی قرناً بعد قرن و دہراً بعد دہر منسوج ہوا لیکن اوسکو برغم عترت رسالت زیادہ قوی
کردیا جسے کہ شروع عہد امیر معاویہ سے ہی قسم قسم کے فقدالاستحقاق وانحطاط مدارج جناب
امیر علیہ السلام کے بلکہ سب وشتم واظہار واعلان احادیث فضائل موضوعہ ومناقب
مخترعہ اصحاب ثلاثہ تعلیم اطفال مین داخل کیگئی تہی تاکہ آیندہ نسلین دین حق کی تعلیم
مین فضائل مفتعلہ لاحقیقۃ لہا بحق اصحاب ثلاثہ کو اور خطبون مین سب وشتم اہلبیت
مصطفےٰ صلعم کو دیکہکر خوگرفتہ اوسی مسلک کے ہوجاوین فمن شاء ان یطلع علی تلک
القصص مفصلا فعلیہ ان یرجع الی کتاب الاحداث لابی الحسن وہو المداینی والی الجزء
الحادی عشر من شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید المعتزلی اب مختصراً وجوہ عقیدت فرقہ
اثنا عشریہ کے درباب تمسک کرنے امر خلافت ودین رسالت مین ائمہ عترت سے
بیان کیجاتی ہین کہ خداوند عزوجل نے اونکو آیہ مباہلہ مین نفس پیغمبر اور اولاد پیغمبر کہا ہے

اور اونکی مودت کو امامت پر آیہ مودت مین واجب کیا ہی اور آیہ اطیعوا اللہ مین انکو
اولی الامر بتایا ہی اور امامت پر اونکی اطاعت کو مقترن باطاعت نبی واجب گردانا ہی
کما فی کتاب الاربعین جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب اور آیہ انما ولیکم اللہ
مین اونکی ولایت کو اپنی ولایت اور اپنے نبی کی ولایت کے بعد بنا بر ترتیب مدارج
کے حالی فرمایا ہی تاکہ رعایا و برایا کو خلیفہ نبی و امام دینی کی شناخت اسی ترتیب سی ہوجاوے
اور بعد اعلام قصہ ابراہیم علیہ السلام فی قولہ لا ینال عہدی الظلمین کے آیہ تطہیر مین
اہلبیت کی عصمت و طہارت کو بھی واسطے تمیز و تخصیص حاصل ہوجانے ائمہ دین
و خلفاء ختم المرسلین کے ظاہر فرمادیا ہی تاکہ مسلمین و مومنین امامت کو عہد ظالمین نہ
سمجھلین اور نہ مانند عہد رب العالمین جانکر خلافت کبری و امامت عظمی کو من عنداللہ
ہونا باور کرین اور عوام الناس کی دست درازی بیعت اور اقرار کی خلافت کو
بمصداق آیہ لیس لک من الامر شی کے امور دینیہ سے بنہایت اقصی متجاوز جان
لین اور یہ عہد امامت مخصوص بآل عصمت دیکھکر حق امامت ذریت رسالت کا ہی
منحصراً و محدود اً سمجھا لین کہ سواے اہلبیت نبوت کے عام یا خاص گروہ امت کی
طہارت و عصمت کسی آیہ مین نازل نہین ہوئی اور امامت مستلزم عصمت کو ہے
کما ھی مذکورۃ فی مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مصرحا و مدللا
فمن شاء ان یطلع علی کتاب الامامۃ مع شرائطھا و نصوصھا فلیرجع الیہ
لانہ جامع للمباحث کلھا مع موجبات الخلافۃ لعلی و سوالب الحق عن

شیعوں کی جگہ مومنین لکھا ہے تا کہ سب ان میں شامل ہوں

ابی بکر مفصلاً پس یہ اسلام دین خیر الانام (جو من عند اللہ الاحد الواحد الوحید المنفرد المنعام ہے اور مصداق ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے) قطعاً اختلافات سے مبرا تھا مگر اہل اسلام نے بوجہ ذیل خلافت کے اسکو بہت ہی مکدر کر دیا ہے حالانکہ باہمی فیصلہ اس اختلاف مقتدیین صحابہ و معتقدین ذریت طاہرہ کا حدیث ثقلین اور اخبار کثیرہ حوض نے فرما دیا ہے کہ صحابہ حضرات کو حوض سے ارتداد قہقری نصیب ہوگا اور ذریت پیغمبر بموافقت قرآن کے حوض کوثر پر یقیناً فایز ہونگے مگر اس قول فیصل پر ایک فریق نے رضامندی نہیں فرمائی اور فیصلہ اختلاف کا بزور شمشیر اور خونریزی طرف مقابل کے بنا بر فتوائے نفس امارہ خود رائی سے کر لیا گیا اور اسیوجہ سے شرائط امامت میں قہر و غلبہ و استیلا منفرد کیا گیا ہے تاکہ جواز قہر کے صورت ہو جاوے لاکن یہ ظلم و غلبہ کب اطفاء نور اللہ کر سکتا ہے ظہور مخالفت مذہب جماعت صحابہ کا بوجود اہل حق کے ہر زمانہ میں ہوتا رہا ہر چند جبروت بنی امیہ و بنی عباس میں پے در پے شیعہ قتل ہوا کئے اور ہمیشہ مضروب و منکوب کئے گئے لاکن صمیم قلب سے کبھی امر حق کو فرقہ شیعہ نے زائل نہیں کیا اور اور بالاستقلال مخالف رہے حتے کہ باہمی اختلاف فریقین نے اسقدر طوالت کھینچی کہ اسلام میں مسئلہ خلافت عظمی و زعامت کبری کو مبدء فسادات و اعظم اختلافات و راس النزاعات کر دیا گیا صاحب ملل نے لکھا ہے الخلاف الخامس فی الخلافۃ و اعظم

لہ یعنے پانچواں خلاف صحابہ کا امر امامت میں ہوا اور یہ خلاف بین الامۃ اعظم ہے دیگر مختلفات سے

الخلاف بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدۃ
دینیۃ مثل ما سل علی الامامۃ فی کل زمان اور اس نزاع اور خصومت نے
جس طرح سابق مین تفرقہ قایم رکھا اسی طرح تعلیم یافتگان مدرسہ امیر معاویہ اور درس
کنندگان خطبا بنی امیہ کا شیوہ الی آلان کما کان دیکھا جاتا ہی اور وہ ثابت کرنیوالا
اسی تفرقہ صحابہ و عترت خیر الوری کا ہی جو صدر مین مذکور ہوا کہ گروہ اہلسنت تابع
ومنقاد معاشر صحابہ کے ہین اور ائمہ اہلبیت کی امامت وخلافت کے قائل نہین اور
گروہ شیعہ معتقد امامت و نیابت و وصایت امیر المومنین اور اونکی ذریت طیبین
کے ہین اور صحابہ مخالفین کو بزرگان دین نہین جانتے اور ظہور تفرقہ یعنی ثبوت تمسک
فرقہ شیعہ کا ساتھ ائمہ طاہرین کے اور ترک اعتصام اہلسنت کا حضرات ائمہ معصومین
سے طرح طرح کے اعتراض کرنے سے فرقہ اہلسنت والجماعت کے مخاطبا گروہ شیعہ بشان
ائمہ طاہرہ کیے ہوتا اگر اہلسنت ائمہ عترت طاہرہ کو اپنے پیشواے دین جانتے اور فرقہ شیعہ
کا انتساب حقیقۃً ساتھ اہل بیت طاہرین کے نہوتا تو یہ گروہ امیر معاویہ شاہی ہرگز
قسم قسم کے اعتراض اونحضرات عصمت درجات پیروار دنکرتے بلکہ وہ اعتراض اونکی
زبان پر ہی جاری نہوتے نہ وہ فرقہ شیعہ کو اون اعتراضات مین مخاطب فرماتے
یہانپر از جملہ معترضات اہلسنت کے امر بیعت وخلافت کو بیان کیا جاتا ہی جو ان مطاعن
مین بعض وہ اعتراضات ہین کہ اونکے جواب دینے کے مخصوص فرقہ شیعہ مستوجب نہین تھا
بلکہ ہر مسلمان جو دین محمدی سے بہرہ مند ہی مجیب اونکا ہوتا اس ایراد مخصوص کی فقط

اسوجہ سے کہ اسلام مین قاعدہ دینیہ پر کبھی تیغ نہین کھنچی مثل اوسکی کہ جو ہر زمان مین بوجہ نزاع امامت کے کھینچتی رہی ہی۔

گروہ شیعہ ہی مخاطب کئے جاتے بلکہ سادات اثنا عشری بجرم مودت ذوی القربی
رسولخدا کی آپ کی آل ہونے سے خارج نگردانی جاتی اور اراذل امت بوجہ محبت
حضرات ثلاثہ کی آل محمد نہ کہی جاتی کما یاتی بیانہ اب ہم مطاعن اہم دربارہ بیعت
وخلافت اتم وارد کردہ سواد اعظم کو (در شان امیر امم وجناب بتول عصمت شیم کے
پیش کیا کرتے ہین اور جنکی تعظیم بھی بذیل وجوب تعظیم الصحابة علیہم الرضوان وجوب منصوص
قرآنی واحکام محکمہ رسول یزدانی امت پر واجب ولازم ہے اور استخفاف اونکا کفر ہے)
حیز تحریر مین لاتے ہین جو محصل ابراد یہ ہے کہ قصہ خلافت مین مذہب جناب امیر المومنین
علی بن ابی طالب کا بنا بر اجماع امت کے تھا اور جہانتک کہ کتب اخبار وسیر سے
دریافت ہوتا ہے آپنے دعوی خلافت کا بنا بر استحقاق ذاتی وقرابت واخوت
پیغمبر خدا کے فرمایا ہے نہ بر طبق نص بالخصوص قرآنی واستخلاف رسول سبحانی
کے چنانچہ آپ کے اقوال واحتجاجات وکلمات بلاغت آیات سے ثبوت اسکا بخوبی
ہوتا ہے اور بعد رفع نزاع آپ کی رضامندی وحسن معاشرت با خلفاء وقت بانحسن
وجہ ثابت ومتحقق ہے قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم کما احتججتم علی الانصار
یعنے مین احتجاج کرتا ہون تم اہل سقیفہ پر امر خلافت مین جیسا کہ تمنے احتجاج انصار پر
بقرابت پیغمبر خدا کی ہے اور ابو بکر صدیق نے سقیفہ مین بروایت تاریخ محب طبری
وغیرہ کے بقولہ نحن اوسط العرب [illegible] اقاربہ کے استحقاق اپنا امر خلافت
مین بوجہ نص نہونے کے ظاہر فرمایا تھا پس جناب امیر اسی حجت پر کہ انا احتج علیکم

[illegible marginal note]

کما احتججتم علی الانصار قناعت نہ فرماتے بلکہ بحالت وقوع استخلاف کے بوقت
حاجۃ لامحالہ آنحضرت ولایت منزلت نص استخلاف کو پیش فرماتے اور دوسرا قول آنحضرت کا
شکایت قریش میں فانہا منعتنی حقی وغصبتنی امری اور تیسرا قول فانہم ظلمونی
حقی واغتصبونی سلطان ابن عمی اور چوتھا قول ان اللہ عزوجل لما قبض
نبیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ قلنا نحن اھل بیتہ وعصبتہ وذریتہ واولیاءہ
واحق الخلق بہ لا ینازع حقہ وسلطانہ فینا الخ پانچواں قول اللھم استعدیک
علی قریش ومن اعانہم فانہم قطعوا رحمی وصغروا عظیم منزلتی واجمعوا
علی منازعتی امرا ھو لی کتب فریقین میں منقول ہے پس اس مجموع کلام ہدایت التضام
امام علیہ السلام سے دعوے خلافت کا بربنا حق قرابت وشکایت غصب حق کی
جو منافی نصب امام من عند اللہ کی ہے بخوبی ثابت ہے اگر حق خلافت آپکا منصوصا

ع۱ جسکا حاصل ترجمہ یہہ ہے کہ قریش نے مجھے میرے حق سے ممنوع رکھا اور امر خلافت میرا غصب
کر لیا اور مجھے میرے حق میں مظلوم کیا اور سلطان ابن عم میرے کو غصب کیا۔ اور جب پیغمبر خدا کی
خداوند تعالے نے روح قبض فرمائی تو ہمنے کہا کہ ہم اونکے اہل بیت اور اونکے عصبہ اور اونکی ذریت
اور اونکے وارث اور زیادہ حق دار خلق اللہ سے اونکے ساتھ ہیں ہم سے اونکے حق وسلطان میں کوئی
منازعت نہ کریگا اور فرمایا کہ بار خدایا میں تجھسے نصرت طلب کرتا ہوں قریش پر اور اون لوگوں پر
جنہوں نے قریش کی میری مخالفت پر اعانت کی ہے کہ اونہوں نے میرے رحم کو قطع کر دیا اور
بڑی منزلت کو میری گھٹا دیا اور مجھسے منازعت کرنے پر اوس امر میں اتفاق کیا جو وہ میرا حق تھا

من عند اللہ ہوتا غصب ہونا نہ فرماتے چھٹا قول آپکا زمانہ شوری کا ہی جو فرمایا ہی
[1] اِنَّ لنا حقًّا اِنْ نُعطہ ناخذہ وان نمنعہ نرکبُ اعجاز الاِبلِ وانْ طال
السری ساتوان قول آنحضرت کا ہرچند تناقض و تنافی قول ان نعطہ ناخذہ
کے ہے بلکہ عموماً منافی دعوی خلافت کے ہی کہ خلافت سقیفیہ اور مجلس شوری مین
آپنے دعوی فرمایا اور جب لوگون نے آپکی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی
پیش کی تو کیسے الفاظ سے ابرام کیا ہی کہ جس سے موہم عدم استحقاق خلافت ہین لاکن باین
ہمہ تناقض کے یہ کلام بہی مفید و متحد المعنے منصوص من عند اللہ ہونے خلافت
مین ضرور ہی کہ بعد قتل عثمان غنی کے بجواب استدعا بیعت کرنے اہل الحل والعقد
کے آپنے بیعت لینے اور خلافت عامہ سے اکراہ فرماکر ارشاد کیا کہ [2] دعونی والتمسوا
غیری الی قولہ وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ
وانا لکم وزیرًا خیرٌ لکم منی امیرًا انتہے ہذا کلہا فی نہج البلاغۃ وشروحہ تو ان تمامتر

[1] یعنے خلافت ہمارا حق ہی اگر ہمکو عطا کیا جاوے (یعنے تصرف امور رعایا مین ہمین مداخلت کرنے دین) تو ہم اسکو
قبول کرین گے اور اگر ہمکو باز رکہین اس حق سے تو ہم اونٹ کی پچھلی بیٹھک پر سوار ہونے والے ہین اگرچہ طوالت سیر مین
ہووے انتہے [2] مجھے امر بیعت خلافت کے لئے تکلیف نہ دو اور میرے غیر سے درخواست بیعت لینے کی
کرو حتے کہ آپنے فرمایا۔ اور اگر مجھے ترک کردو گے خلافت سے تو مین مثل تمہاری احاد الناس
کے رہونگا اور مجھپر مثل تمہاری اوس خلیفہ کی اطاعت واجب ہوگی جسکو کہ تم مقرر اور متولی اور والی
کروگی۔ اور مین تمہارے لئے بحالت وزیر ہونے کے بہتر ہون اس سے کہ مین تمہارے لئے بحالت امیر ہونے کے رہون

دعوی وشکایت وبعد ازان اس کراہت سے معلوم ہوگیا کہ آنحضرت ولایت مرتبت قبل از بیعت وبعد از قتل خلیفہ ثالث کے کسی منصب پر من جانب اللہ والرسول مقرر نہین ہوے تھے اور یہان پر اچنبا یہ ہے کہ جب صحابہ نے آپکو خلیفہ کرنا بمصالح عدیدہ نہ چاہا اوسوقت تو آپنے خلافت کی خواہش فرمائی حتے کہ ایک خطبہ نہج البلاغۃ سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی طلب خلافت کے اہتمام بلیغ فرمانے پر بعض صحابہ نے حریص علی الخلافۃ کہا اور جب صحابہ نے بعد قتل عثمان آپکو خلیفہ کرنا چاہا تو آپنے بیحد کراہتین فرمائین جو آخر کلام مین مذکور ہوا اور آٹھوان وہ کلام حجت التیام ہی کہ جب بعد از کراہت وانکار آپنے خلافت قبول فرمالی اور امیر معاویہ نے آپ کی خلافت سے انحراف فرمایا تو ایک نامہ مین آپنے معاویہ کو بدین عبارت تحریر فرمایا[1] اما بعد فان بیعتی یا معاویۃ لزمتك وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوری للمھاجرین فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلك رضی فان خرج منھم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین الخ ما نقلہ الشیخ محمد عبدہ المصری فی شرح نہج البلاغۃ وھو خلاف ما نقلہ عبد الحمید المعتزلی بحر نہج جناب امیر خلافت اجماعی کو حجت

---

[1] یعنے ہر آئینہ بیعت میری تجھ پر اے معاویہ لازم ہوگی اگرچہ تو ملک شام مین ہی اسلیئے کہ اوس قوم نے میری بیعت کی ہی جنہون نے ابوبکر وعمر اور عثمان کی بیعت کی تہی پس مرد حاضر کو حق نہین ہی بعد اوسکے کہ جو وہ خود مختار ہی کرے

شرعی جانتے تھے اور یہی مذہب دیگر ائمہ طاہرین از امام زین العابدین تا امام آخر زمانہ رہا ہے کہ ہر امام نے خلیفہ وقت کی بیعت اختیار فرمائی ہے اور امام حسن مجتبی سبط اکبر رسولخدا صلعم کا مذہب بھی اونکی سیرت اور آثار سے موافق اجماع امت کے پایا جاتا ہے اگر وہ حضرت خلافت من عند اللہ تجویز فرماتے تو امیر معاویہ کو خلافت حوالہ نکرتے چنانچہ آپنے باوجود اپنی خلافت محققہ کے امیر معاویہ سے باوصف کثرت لشکر کے مصالحت فرماکر اونسے بیعت کرلی اور اپنے کو خلافت سے خلع فرمالیا اور اگر ہر غیر مقید شخص و طاغی کی بیعت کو ناجایز جانتے یا خلافت کو محدود اہلبیت میں ہی سمجھتے تو یہ نفرماتے ما منا احد الا تقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ بلکہ آپ کی اس سیرت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ خلافت حق محقق قارب نبی کا ہی نہیں بلکہ صاحب شوکت خلیفۃ المسلمین ہوسکتا ہے اگرچہ قرابت میں رسولخدا سے ابعد ہو وسے مثل امیر معاویہ کی اس سیرت منافی حجت انا احتج علیکم کما احتجتم علی الانصار کے ہے جو خصوص اہلبیت میں ہے یہاں مذہب علے مرتضی و حسن مجتبی کے فرق نہیں پایا گیا اس لیے کہ جناب

ھ لہذا شخص غائب مجاز نہیں کہ جو انکار اوس سے کرے اور اجماع اور شوری کرنا خاصۂ حق اور منصب مہاجرین و انصار کا ہے پس یہ لوگ اگر کسی شخص کے واسطے خلافت پر اجماع کریں اور اوسکو امام گردان لیں اوس میں باہمی رضامندی ہے اگر کوئی خارجی اون سوری سے خارج ہووے و طعنہ زنی کے ساتھ یا بدعت کے اوس امام مجبور علیہ ہے اوس شخص کو بازلانا چاہیے اور اگر انکار کرے تو قتال اس سے کرو کیونکہ وہ تابع غیر طریق سبیل مومنین کا اختیار کیا ہے الیوم ہم اہلبیت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس کی گردن میں بیعت خلیفہ طاغی از حد گزرندہ بے قید و نا مقید کی ہووے

اس بارہ مین مابین مذہب علی مرتضی و حسن مجتبی کے فرق بین پایا گیا اس لئے کہ جناب امیر
نے بمقابلہ ابوبکر عتیق کے قریب تر ہونے قرابت بین پیغمبر خدا سے اپنی خلافت کیلئے احتجاج
فرمائی اور جناب امام حسن نے اوس کو غیر بنی ہاشم مین معاویہ کے حوالہ و مفوض فرما دیا اور
امام حسین علیہ السلام نے دونون حضرات معصومین اپنے پدر عالی قدر اور برادر بجان برابر
کے مذہب اور سیرت سے اختلاف فرمایا اور بعیت یزید خلیفہ مجمع علیہ کو باوصف نازل
ہونے جبال مصائب کے جسکو زمانہ جانتا ہی کسی طرح اختیار نکیا بلکہ فرمایا [1] لقد سمعت
جَدِّی یقول الخلافۃ مُحرَّمۃٌ علی وُلدِ ابی سفیان وکیف ابایع اھل بیت قد قال
فیھم رسول اللہ ھذا۔ ہذا فی جلاء العیون اور بروایتے یہ بھی فرمایا کہ خدا نے ہمسے نبوت
و خلافت کو کشادہ فرمایا ہی اور ہم پر ہی خلافت و امامت کو ختم کریگا اور یزید ایک مرد
فاسق اور شرابخوار ہی اور لوگون کو ناحق قتل کرتا ہی اور قسم قسم کے فسوق و معاصی کا مرتکب
ہوتا ہی مجھہ ایسا اوس ایسے فاسق سے ہرگز بعیت نہین کرسکتا ہذا ایضاً فی جلاء العیون
اور یہ حدیث اور یہ ارشاد امام حسین منافی و متناقض ہے حدیث مَا مِنَّا احدٌ کی
جو امام حسن نے فرمائی تھی اور امام حسین نے نہ محض تباین سیرت پدر عالی مقدار
و برادر بزرگوار پر ہے اکتفا فرمایا بلکہ دیدہ و دانستہ خلاف ظاہر معنے [2] آیہ ولا تلقوا بایدیکم
الی التہلکۃ کے جو عند الشیعہ رخصت تقیہ مین ہے خروج علی الخلیفہ کو باوجود قلت

[1] یعنی ہر آئینہ مین نے اپنے جد بزرگوار رسول مختار سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خلافت فرزندان ابوسفیان پر حرام ہی مین کیونکر اوس گھرانے کے خلیفہ سے بعیت کرلون جنکے حق مین سو محمد نے ایسا ارشاد کیا ہی [2] مت ڈالو ہاتھون اپنے کو ہلاکت مین ÷ ÷ ÷ ÷

انصار و کثرت گروہ اشرار کے اختیار فرمایا حالانکہ جہاد دین وجود اعوان کی تقدیر نصف عدد مخالفین کے شرط ہے بحکم محکم اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ[1] اور امام حسین ع اس جہاد و محاربت مین مجبور نہین تھے بلکہ اس خروج مین خیر خواہون نے بہت کچھ عرض مصلحت کر کے مامن حفظان مال و جان کی طرف توجہ دلائی مگر آپ نے اسکو قبول نہین فرمایا چنانچہ اس مقام پر مختصراً مواقع عدیدہ جو مامن مال و جان تھے نقل کیجاتے ہین کہ جب دوسرا فرمان یزید رأس الطغیان کا عامل مدینہ کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ جو میری بیعت سے انکار کرے اوسکا سر کاٹ کر بہت جلد میرے پاس بھیجدے تو امام حسین ع نے مدینہ طیبہ سے مہاجرت اختیار فرما کر مکہ معظمہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایا کہ وہ مقام مصداق آیہ کریمہ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کے مامن مومنین رہا ہے اور ہے مگر اوس مامن ایمان نے اوس جگہ بھی اقامت نفرمائی ہرچند کہ محمد حنفیہ اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ بن جعفر نے ترک عزم عراق و قیام حریم حرم آفاق پر اصرار کیا اور تین روز قبل روانگی اون حضرت کے زرارہ بن صالح وغیرہ نے کوائف قلبی اہل کوفہ سے خبر سنائی کہ اِنَّ قُلُوْبَهُمْ مَعَكَ وَسُيُوْفَهُمْ عَلَيْكَ[2] اور محمد حنفیہ نے عرض کیا تھا کہ یا اَخِی[3] اِنَّ

[1] اب اللہ نے تمپر سے تخفیف فرمائی اور اب جانا اللہ نے کہ ہر آئینہ تم مین ضعف ہے پس اگر تم مین سو مجاہد ثابت قدم ہونگے تو وہ دو سو پر غالب ہونگے اور اگر تم مین ایکہزار مجاہد ثابت قدم ہون تو وہ دو ہزار پر غالب ہونگے خدا کے حکم سے

[2] کوفیون کے قلب آپکے ساتھ ہین اور تلوارین اونکی آپکے قتل پر تیار ہین ۔ [3] یعنی اے برادر عالی قدر

اھل الکوفۃ قد عرفت غدرھم بابیک واخیک وقد خفت ان یکون
حالک کحال من مضی فان رأیت ان تقیم فانک اعز بالحرم اور آن حضرت
علیہ السلام نے فرمایا کہ قد خفت ان یقتلنی یزید بن معاویۃ بالحرم فاکون الذی
یستباح بہ حرمۃ ھذا البیت محمد حنفیہ نے پھر عرض کیا فان خفت ذلک فسر
الی الیمن او بعض نواحی البر فانک امنع الناس بہ ولا یقدر علیک احد مگر اس
عرض مصلحت ابن حنفیہ کو بھی آپ نے کسیطرح قبول نہین فرمایا اور سفر عراق اختیار
کیا یہانتک کہ شروع سنا نل ہین عبد اللہ بن جعفر طیار نے عامل مدینہ سے ایک امان
نامہ بھی لکھوا کر اوسکے بھائی یحیی کے معرفت امام حسین کے پاس بھجوایا لاکن حضرت نے
اس امان نامہ پر بھی [بلحاظ اپنے مرکوز خاطر الہام مآثر کے جسکی وجہ سے کوئی نصیحت
آپنے خیر اندیشون کی پذیرا نہین فرمائی] کچہ التفات نفرمایا جو بوجہ عدم قبولیت مخالف
حفظ نفوس و مباعد حفظ ناموس کی ہوئی اور اثنا راہ مین فرزدق شاعر نے خبر
زرارہ کی موافق عرض کی کہ قلوب الناس معک واسیافہم علیک اور منزل
ثعلبیہ مین ابو ہرہ الازدی اور عبد اللہ ابن سلیمان اور منذر ابن مشمعل سے حال

آپ جانتے ہین اہل کوفہ کے غدر و بیوفائی کو کہ جو آپکے پدر بزرگوار و برادر عالیمقدار کے ساتھہ کر چکے ہین اور مین خوف کرتا ہون
کہ آپکا وہی حال ہو جو ان دونون بزرگون کا ہوا۔ پس اگر آپ مناسب خیال فرماوین تو یہان حرم مین ہی مقیم رہین کیونکہ آپ حرم کی پناہ مین نہایت عزیز ہین۔
حضرت نے فرمایا کہ مین خوف کرتا ہون کہ حرم مین تابعین یزید مجھے قتل کرین اور میرا قتل موجب بیحرمتی حرم کا ہو اور اباحت حرمت الحرم کا باعث مین ہون۔
محمد نے کہا کہ اگر یہ خوف ہو تو آپ یمن یا دیگر نواح آبادانی کو تشریف لیجائین کہ وہان پناہ ملے اور کوئی آپ کی ایذارسانی پر قادر نہ ہوگا۔

بیوفائی اہل کوفہ اور سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل وحضرت ہانی کی خبر ورود اثر معلوم
ہوئی مگر آنحضرت نے مراجعت کو پسند نہین فرمایا اور محزون وغمناک ہوکر پیش روی کو
ہی مسلم رکھا اور رکھہ پاک مقابلہ جم غفیر گروہ ناپاک کا نہ فرمایا بلکہ اپنے رفقا کو حکم ترخص
و واپسی کا اونکی مرضی پر صادر کیا کہ فمن احب منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج[1]
فلیس علیہ ذمام فتفرق الناس عنہ واخذوا یمینًا وشمالًا حتیٰ بقی فی اصحابہ الذین
جاؤا معہٗ من المدینۃ اس انتشار لشکر کیوجہ سے امام حسین کو زیادہ موقع ترک عزم
کا تہا کہ فان وجدت اعوانًا فبادرالیہم وجاہدہم وان لم تجد اعوانا فکف[2]
یدلک واحقن دمک حتی تلحق بی مظلومًا کے آپ موافق وصیت رسولخدا کے
تصدی جہاد سے معذور تھے اور مخالفین دین کے تیر و نیزون مین بوجہ تنہائی و
عذر شرعی ولحاظ حفظ نفوس وتحفظ ناموس تشریف نہ لیجانے کہ شرعًا وعقلاً احتراز کرنا
مہالک سے واجب تہا یہان تک کہ آپ معہ لشکر قلیل العدد ومصائب بے حد کے وارد
کربلائے معلی ہوئے اور اشقیا کا ہجوم ہونا شروع ہوگیا اور تمام صحاری لشکر شوم سے
بھر گیا اوسوقت آپنے خطبہ بلیغہ مین اتمام حجت بھی فرمائی کہ مین تمہاری طلب پر آیا ہون

---

[1] فرمایا کہ جو شخص تم مین سے واپس جانے کو دوست رکھے پس چاہیئے کہ وہ چلا جاوے اوسپر ملامت نہین ہے یہ سنکر لشکر کے لوگ
منتشر ہوگئے دائین بائین چلے گئے یہان تک کہ وہی خاص اہل جو آپکے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے باقی رہ گئے۔

[2] پس اگر اعوان ہیسر آوین تو مبادرت کرو نیز انکے جہاد کرو اور اگر اعوان نپا وی تو بس ہاتھ کھینچو اور اپنے خون کو
محفوظ رکھو یہان تک کہ مجھسے بحالت مظلومی ملحق ہوجاؤ۔

مگر اون نامنفعل گروہ پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ قیس بن اشعث نے جواب مین یہ ژاژ خائی کی کہ ما ندری ما تقول ولکن انزل علی حکم من بنی عمک فانہم لن یریدوا بک الا ما تحب[۱] امام حسینؑ نے اوسپر بھی بیعت یزید کو گوارہ نفرمایا حالانکہ سامان قتال و ہجوم اہل ضلال بچشم ملاحظہ فرما رہے تھے اور کچھ بھی خوف قتل و تاراجی اہل حرم کا نکیا اور جواب مین یہی ارشاد فرمایا لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید[۳] تا آنکہ اونحضرت نے اون مصائب کا تحمل کرنا بمقابلہ بیعت علی الخلافہ یزید خلیفہ مجمع علیہ صحابہ کے آسان دیکھا جسکا تحمل سلف و خلف و نبی و ولی و ملک و جن و بشر سے ظہور مین نہین آیا غرض کہ اس مسئلہ خلافت مین ائمہ ثلاثہ طاہرین کا مذہب از بسکہ مختلف رہا ہے تاہم امام حسین علیہ السلام بھی خلافت کا تحقق ہونا بربنا بیعت مردمان کے سمجھتے تھے کہ قولہ فلیس علینہ ذمام[۲] اسپر شاہد ہے اور یہ کہ حضرت مسلم بن عقیل نے برطبق اشارت اونحضرت کے آپکی خلافت پر اہل کوفہ سے بیعت لی تھی ورنہ بحالت خلافت من عند اللہ ہونے کے کچھ ضرورت بیعت علی الخلافہ کی نہین ہوسکتی اور اس مسئلہ خلافت مین اکثر صاحبزادگان امام زادگان کا مذہب بھی بنا بر اجماع امت کے تہا اور اپنا تقرر و نصب کو من عند اللہ اعتقاد نہ فرماتے تھے ورنہ مثل زید شہید

---

[۱] یعنی ہم نہین سمجھتے کہ آپ کیا کہتے ہین لاکن آپ اپنے بنی عم اولاد امیہ کی اطاعت کرنی چاہیئے وہ کچھ آپکے ساتھ ارادہ بدی کا نہین رکھتے مگر جو آپ چاہین گے [۲] یعنے جانے والے کے ذمہ بیعت کی پابندی نہین ہے -

[۳] یعنی قسم بخدا مین اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین مثل ذلیل لوگونکی بیعت کیلئے نہ دونگا اور اقرار تم سے مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا

بیوفائی اہل کوفہ اور سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل وحضرت ہانی کی خبر ورود اثر معلوم
ہوئی مگر آنحضرت نے مراجعت کو پسند نہیں فرمایا اور محزون وغمناک ہوکر پیش روی کو
ہی مسلم رکھا اور کچھ باک مقابلہ جم غفیر گروہ ناپاک کا نہ فرمایا بلکہ اپنے رفقا کو حکم ترخص
وواپسی کا اونکی مرضی پر صادر کیا کہ[1] فمن احبّ منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج
فلیس علیہ ذمام فتفرق النّاس عنہ واخذوا یمینًا وشمالًا حتّٰی بقی فی اصحابہ الذین
جاءوا معہ من المدینۃ اس انتشار لشکر کیوجہ سے امام حسین کو زیادہ موقع ترک عزم
کا تھا کہ[2] فان وجدت اعوانًا فبادر الیہم وجاھدھم وان لم تجد اعوانًا فکف
یدک واحقن دمک حتی تلحق بی مظلومًا کے آپ بموافق وصیت رسولخدا کے
تصدی جہاد سے معذور تھے اور مخالفین دین کے تیر و نیزون مین بوجہ تنہائی و
عذر شرعی و بلحاظ حفظ نفوس و تحفظ ناموس تشریف نہ لیجانے کہ شرعًا وعقلًا احذر کرنا
مہالک سے واجب تھا یہان تک کہ آپ معہ لشکر قلیل العدد و مصائب بیحد کے وارد
کربلاے معلی ہوئے اور اشقیا کا ہجوم ہونا شروع ہوگیا اور تمام صحاری لشکر شوم سے
بھر گیا اسوقت آپنے خطبہ بلیغہ مین اتمام حجت بھی فرمائی کہ مین تمہاری طلب پر آیا ہون

---

[1] فرمادیا کہ جو شخص تم مین سے واپس چلے جانے کو دوست رکھے پس چاہیئے کہ وہ چلا جاوے اوسپر ملامت نہین ہے پس لشکر کے لوگ
منتشر ہو کر داہین بائین چلے گئے یہان تک کہ وہی خاص لوگ جو آپکے ہمراہ مدینہ سے آے تھے باقی رہ گئے۔
[2] پس اگر اعوان میسر آوین تو سیادت کرو [illegible] اور اگر اعوان نپا دی تو پس ہاتھ کھینچو اور اپنے خون کو
[illegible] رکھو یہان تک کہ مجھسے بحالت مظلومی ملحق ہو [illegible]

مگر اون نامنفعل گروہ پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ قیس بن اشعث نے جواب مین بہ ژاژخائی کی کہ ما ندری ما تقول ولکن انزل علی حکم بنی عمک فانہم لن یریک الا ما تحب[1]

امام حسین ع نے اوسپر بھی بیعت یزید کو گوارہ نفرمایا حالانکہ سامان قتال و ہجوم اہل ضلال بچشم ملاحظہ فرما رہے تھے اور کچھ بھی خوف قتل و تاراجی اہل حرم کا نکیا اور جواب مین یہی ارشاد فرمایا لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید[2] تا آنکہ اونحضرت نے اون مصائب کا تحمل کرنا بمقابلہ بیعت علی الخلافہ یزید خلیفہ مجمع علیہ صحابہ کے آسان دیکھا جسکا تحمل سلف و خلف و نبی و ولی و ملک و جن و بشر سے ظہور مین نہین آیا غرض کہ اس مسئلہ خلافت مین ائمہ ثلاثہ طاہرین کا مذہب از بسکہ مختلف رہا ہی تاہم امام حسین علیہ السلام بھی خلافت کا تحقق ہونا بر بنا بیعت مردمان کے سمجھتے تھے کہ قولہ ع فلیس علیہ ذمام[3] اسپر شاہد ہی اور یہ کہ حضرت مسلم بن عقیل نے برطبق اشارت اونحضرت کے آپکی خلافت پر اہل کوفہ سے بیعت لی تھی ورنہ بحالت خلافت من عند اللہ ہونے کے کچھ ضرورت بیعت علی الخلافہ کی نہین ہوسکتی اور اس مسئلہ خلافت مین اکثر صاحبزادگان و امامزادگان کا مذہب بھی بنا بر اجماع امت کے تھا اور ائمہ کے تقرر و نصب کو من عند اللہ اعتقاد نہ فرماتے تھے ورنہ مثل زید شہید

---

[1] یعنی ہم نہین سمجھتے کہ آپ کیا کہتے ہین لاکن آپ اپنے بنی عم اولاد امیہ کی اطاعت کرنی چاہئیے وہ کچھ آپکے ساتھ ارادہ بدی کا نہین رکھتے مگر جو آپ چاہین گے

[3] یعنے جانے والے کے ذمہ بیعت کی پابندی نہین ہے۔

[2] یعنی قسم بخدا مین اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین مثل ذلیل لوگون کی بیعت کیلیے نہ دونگا اور نہ اقرار تم سے مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی

محمد و ابراہیم کے دعوئے خلافت اور خروج نفرماتے اور ائمہ طاہرین کو بوجہ اونکے خمول اور عدم خروج و عدم تسلط امام نہین جانتے تھے ورنہ اونکی سعایت خلفاء کے روبرو وقت سے نجات اعتقاد اونکی امامت کے ہرگز نہ کرتے۔ پس ہی معلوم ہوا کہ امام زادگان اہلبیت کا مذہب بہی خلافت مین من عنداللہ ہونے کا نہین تھا اور جو سادات اونکے مخالف مذہب ہین وہ بمفہوم حدیث من سلک علی سنتی فھو من آلی کے حق سیادت نہین رکھتے ہین کیونکہ سالک سنت آل حضرت رسالت ہی اور جو سالک سنت نہین وہ پیغمبر کی آل ہونا چاہئے اور سنت پیغمبر امر خلافت مین بنا بر مذہب اہلسنت کے جیسا کہ مفصل بیان کیا باجماع امت ہی نہ اوسکا من عنداللہ ہونا۔

اقول وبہ نستعین ہر ذی فہم و شایق علم پر مخفی نہین ہی کہ شبہ وارد کرنا سہل ہی لاکن جواب اوسکا از بس مشکل اور رفع شبہ تو بلاتائید خدا وند عزوجل محال لاینحل ہی مگر الحمدللہ کہ مادۂ جواب بالاستیعاب ان شبہات سراسر ارتیاب کا کتاب لاجواب مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مین مؤلف حقیر و مجیب سراپا تقصیر نے حسب ضرورت مقامات کتاب مستطاب کے بتائید رب الارباب پہلے ہی قلمبند کر دیا ہے لھذا اوسی کے مطالب سے مستنبط کرکے جواب شبہات مذکورہ پانچ باب مین اور چوتھا باب پانچ فصلون پر مرتب کرکے ابتداسے جواب کے کلام لطیف سی کیجاتی ہے و باللہ التوفیق و ہو خیر الرفیق **اول جواب اجمالی** واسطے اطمینان اہل ایقان کے یہ ہے

۱؎ جس شخص نے میرے طریقہ پر سلوک کیا پس وہ میری آل سے ہے۔

کہ سلسلہ قرب و قرابت ائمہ اہلبیت کا بحضرت رب وحید و رسول مجید دونوں طرف
بنص قرآن و حدیث ملتا ہی بلکہ ثابت ہے بدین نہج کہ خداوند احد تو لم یلد ولم یولد ولم
یکن لہ کفوا احد ہی اس لئے اوسکے کلام سے جو قرب و قرابت بنص حدیث ثقلین کے
متحتم ہی وہ عین قرب باری ہی اور زیادہ اوس قرابت قریبہ سے ہی جو بین الناس جاری
و ساری ہی اور قرابت فی النسل و قرب فی الاصل رسول اجل سے محتاج شہود نہین
مگر انتہا کا قرب مدارج کو نقل کیا جاتا ہی قال اللہ تعالیٰ الذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم
بایمان الحقنا بہم ذریتہم اسکی تفسیر مین ابن عمر نے فرمایا ففاطمۃ مع رسول
اللہ فی درجۃ وعلی معہما کما فی مودۃ القربیٰ اور صاحب مرقات نے شرح حدیث
سنن ابو داؤد مین ابن عمر قال کنا نقول فی زمن النبی صلعم لا نعدل بابی بکر ثم عمر ثم
عثمان ثم نترک اصحاب النبی مین یہ افادہ فرمایا ہی ونقل ھذا التفاضل بین الاصحاب
واما اھل البیت فھم اخص منھم وحکمھم یغایرھم فلا یرد عدم ذکر علی والحسن
والحسین اور اسی مضمون کی ایک حدیث علی الہمدانی نے ابن عمر اور ایک قول امام احمد
کا مودۃ القربیٰ مین نقل فرمایا ہی کہ جو باہم متحد المعنی ہی اور ملخص اونکا یہ ہی کہ علی من اھل البیت
لا یقاس احد بہ مع رسول اللہ صلعم وفی درجتہ الخ اور پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے

۱ے وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اونکی ذریت نے پیروی اونکی ایمان لانے مین کی ہم نے اونکی ذریت کو اونہین سے ملحق کر دیا ۲ے پس فاطمہ ساتھ پیغمبر خدا کے
آپکے درجہ جنت مین ہین اور علی اون دونو کیساتھ مین ہین ۳ے شاید کہ یہ تفاضل اور باہمی تفضیل مابین اصحاب کے کہی جاتی تہی لاکن اہلبیت پیغمبر
صحابہ سے اخص ہین حکم انکا افضلیت مین مغایر حکم صحابہ کو ہے پس تفضیل صحابہ مین ذکر نہ کرنا اہلبیت کا موجب طعن نہین ہو سکتا ہی ۴ے
علی اہلبیت مین ہین کوئی اونکے ساتھ فضیلت مین قیاس نہین کیا جاتا ہی کہ وہ درجہ پیغمبر مین ہین ۵ے

اِنّ اللّٰہ تعالیٰ جعل ذریتہ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابیطالب
جو بعد تحقیق وتفسیر یکے باد یگرے قرآن وحدیث کے یہ ثابت ہوا کہ ائمہ اہلبیت مدارج حضرت
نبوت ورسالت کے وارث او سہیم ہین او ر رسولخدا سے ملتحق ہین پس اونکی سیرت بعینہ
سنت حضرت رسالت ہی ورنہ الحاق فی المدارج نہ ہوگا وہو خلف اس لئے کہ حضرات
ائمہ کی عصمت بعد از وحدانیت رب العزت ونبوت حضرت رسالت کے مسلم ومتحتم ہے
پس کوئی فعل کوئی قول ائمہ معصومین کا منافی احکام شریعت ومتناقض باہمدگر صادر
نہین ہوسکتا نہ محظور ہوسکتا ہی رسولخدا نے تفسیر مین آیہ تطہیر کی جو عصمت آل عبا
و ذریت خیر الورا مین منصوص ہی حدیث انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ
من ولد الحسین مطہرون معصومون کو فرمایا ہے کما رواہ العلامۃ المحدث
ابراھیم الحموینی فی فرائد السمطین وعلی الھمدانی فی مودۃ القربی
اور تفسیر آیہ ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً مین یہ تنبیہ نبوی
ہی واجب الاعتقاد ولازم معنے آیہ ہدایت بنیاد ہے کہ علی مع القرآن والقرآن
مع علی کما فی الصواعق المحرقۃ بلکہ حدیث ثقلین مخبر صحیح ہی کہ حکم ثقلین کا واحد ہے

۱؎ بہ تحقیق اللہ نے ذریت ہر نبی کو اوسکے صلب مین گردانا اور میری ذریت کو علی بن ابی طالب کے صلب مین گردانا ہی
۲؎ مین اور علی وحسنین اور نو اولاد حسین کی مطہر ومعصوم ہین ۔
۳؎ اگر قرآن غیر اللہ کیطرف سے ہوتا تو اوس مین اختلاف بہت ہوتا ۔ ۴؎ علی ساتھ قرآن کے ہی اور قرآن
ساتھ علی کے ہے یعنے علی کا فرمانا مطابق حکم قرآن کے اور حکم قرآن کا موافق حکم علی کے ہے ؎ ؎ ؎ ۔

لن یفترقا حتے یردا علے الحوض باین معنی کہ وہ دونون مختلف و مفترق کبھی نہونگے
یہانتک کہ وہ دونون بحالت واحدہ حوض کوثر پر نبی صلعم سے ملاقی ہون چونکہ قرآن مین
اختلاف نہین اور قرآن اور اہلبیت مین بنص نبوی افتراق نہین لہذا باہم اہلبیت کے
بھی تباین ممکن نہین ہی نہ مذہب ائمہ اہلبیت کا خلاف قرآن کے ہوسکتا ہی ورنہ افتراق
لازم آئیگا جو بنص نبوی صلعم منفی ہی پس جو شخص آنحضرات معصومین کے مذہب و سیرت و آثر مین
مشتبہ ہووے اُسکو باور کرنا چاہئے کہ وہ مثل شخص احول کے ہی کہ قوت مدرکہ احول کی
جسطرح کجی نظر کی سبب ایک کو دو علی الاعیان سمجھ لیتی ہی اسیطرح کے شبہات وارد بشان
ائمہ معصومین ہین کہ حقیقت مین لا وجود لہا ہین و بظاہر ذہنون مین مجسم نظر آتے ہین۔ دوم۔
جواب تفصیلی واسطے رفع اوہام و دفع مطاعن انام کالانعام کے ذیل ابواب مین مذکور ہونگے

پھلا باب

در دفع دخل عامۃ الورود مین کہ جو حقیقۃً کل شبہات کا جواب تفصیلی بوجہ کلی ہی کہ معنی بیعت و
خلافت و امامت کا بیان اصل اصول جواب شافی تمامتر اعتراضات کا ہے جاننا چاہئے
کہ امامت لغت مین بمعنی پیشوائی کے امور دین مین ہی عام اس سے کہ دین حق ہو یا باطل
قال اللہ تعالے فے الامامۃ الحقہ انی جاعلک[1] للناس اماما و قال و جعلنا[2] ھم

عـ[1] ہر آئینہ مین تجھو اے ابراہیم امام کرنے والا ہون عـ[2] اور گردانا ہمنے اونکو امام کہ ہدایت کرتے ہین وہ ساتھ حکم ہمارے کے

ایمۃ یھدون بامرنا اور امامت دین باطل مین آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم[1] اور آیہ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لاینصرون[2] وارد ہین اور خلافت لغۃً بمعنے بادشاہی وجانشینی کے ہین کما فی القاموس اور یہ بہی منقسم بہ ریاست دینی و دنیوی کے ہوتی ہے جیساکہ قرآن مین بحق حضرت ہارونؑ کے مقولہ حضرت موسیٰ کا وارد ہوا ہے اخلفنی فی قومی ولا تتبع سبیل المفسدین[3] اور بحق اہل اجماع گروہ سامری کے آیا ہی بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم[4] لہذا ریاست دینیہ مین امامت وخلافت مترادف المعنے ہین چونکہ ریاست دینیہ عام ہے اطلاق اسکا منصب رسالت و وصایت انبیاء پر بھی صحیح ہی اسلئے تعریف جانشینی نبوی مین نیابۃ الرسول بعدہ فی مقامہ متفق علیہ ہے اب یہ امر متنازع فیہ رہا کہ ایا نیابت بلا تقرر منیب کے بہی باتفاق اہل الحل کے صحیح ہے یا نہین اس بحث کو یہان بوجہ غیر متعلق عنہ ہونے کے فروگذاشت کیا جاتا ہی پس اس منصب مابعد النبی کو امامت کبریٰ و خلافت عظمیٰ کہتے ہین بنا بر علیہ امام وخلیفہ انام بعد ہر نبی کے قایم مقام وستولی امور دین اور وارث علوم نبوی ومستحق حقوق انبیا منیب ومستخلف کا یعنی اوس مستخلف یعنے اوسی اپنا خلیفہ گردانا بحکم محکم ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا کے وبحکم منصوص آیہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون[5] کما یاتی بیانہ بالقطع

[1] پس قتل کرو ائمہ کفر کو کہ ہر آئینہ اونمین ایمان نہین ہی [2] اور گردانا ہمنے اونکو امام کہ وہ لوگونکو دوزخ کیطرف بلاتے ہین اور بروز قیامت نصرت نکیجاویگی [3] تو خلیفہ میرا ہو میری قوم مین اور مفسدونکی راہ کا اتباع نکر [4] بری خلافت کی تمنے میری میرے بعد کیا عجلت کی تمنے امر پروردگار مین [5] اس آیہ مین ظاہر اخلافت دینی مذکور ہی [6] اس مین ظاہر اخلافت حقہ دینوی مذکور ہے

و الیقین ہوتا ہے اسی لئے اوسکو امام مفترض الطاعۃ بلحاظ حقوق پیغمبر کے مسلماً و حتماً کہا
جاتا ہے پس اگر رسول نبی و نبی مستخلف صاحب عامت کبریٰ بھی ہے کہ علاوہ عہدہ
رسالت و نبوت کے متصرف فی امور الرعایا رہا ہے تو اوسکے اوصیا و خلفا بھی علاوہ
حصول خلافت دینیہ کے مستحق تصرف اور حقدار تولی امور رعایا میں ہوتی ہیں اور نظر
استحقاق مذکور کے علماے جمہور عامہ نے تعریف میں امامت کی یہ افادہ فرمایا ہے
کہ ھی ریاستہ عامۃ فی امور الدین والدنیا یعنے امامت کبریٰ و خلافت عظمی
جامع ریاست دینی و دنیوی کے ہے اور اگر پیغمبر نبی کو تصرف فی امور الرعایا اور منصب
حکمرانی نہین ہوا تو اونکے جانشین بھی باعتبار قائم مقامی کے وارث ریاست دنیوی
کے نہین ہوئے اور خلافت دنیوی بھی عام ہے انبیا و اوصیا حکمران رعایا ہوئے
ہین اور ملوک و سلاطین دنیا بھی خلافت دنیوی پر قابض ہوتے ہین اسی لئے یہ خلافت
دنیوی از بس ملتبس رہی ہے کما یاتی بیانہا اور ریاست عامہ انبیا مین خاص خاص مع فقر
پر پائی گئی ہے تمام انبیا مستفید نہین ہوئے پس جمع ہونا نبوت و امامت کا بحیثیت
حکمرانی و تصرف فی امور الرعیۃ کے اولاً حضرت آدم مین بقولہ تعالیٰ وعلم آدم الاسماء
کلھا و آیہ ثم اجتباہ ربہ و کے کہ مفید منصب رسالت ہے و بقولہ تعالیٰ و انی جاعل
فی الارض [illegible] کہ بظاہر معنے خلافت مذکور کے مخبر بادشاہت ہے پایا گیا اور موید
اس کی احادیث کثیرہ و صحیحہ متفق علیہا بین الفریقین کتب صحاح مین کو بین چنانچہ کتاب کافی مین یہ ہے

پ تعلیم کیا اللہ نے آدم کو اسما کل اشیا کے ۱۲ پھر برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رب نے ۱۲ مین بنانے والا ہون زمین مین خلیفہ کو ۱۲

کہ ان اللہ خلق ادم واقطعہ الدنیا قطعیۃ فما کان لادم فلرسول اللہ و ما کان لرسول اللہ فھو للائمۃ من آل محمد اور کتاب سنن ابوداؤد کے باب اخراج یہود میں ماثور ہے واعلموا انما الارض للہ ولرسولہ کما یاتی بیا[۲]نھا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بعد آزر و نمرود کے متصرف امور اپنی امت کے ہوئے آیہ[۳] رب ھب لی حکما والحقنی بالصالحین ہر مفاد حکماً کے مفید حکومت مطلقہ کو ہی جو جامع حکومت دینی و دنیوی کی ہے اور قولہ تعالے انی جاعلک للناس اماما اسکا موید ہی اسلئے کہ امامت بمعنی ریاست عامہ در امور دین و دنیا ہی کما مضی اور حضرت یوسف پیغمبر کو نبوت و حکومت جمع ہو گئی تھی قولہ تعالے اٰتیناہ حکماً و علماً و آیہ و اقع[۴] مقولہ عن یوسف ع قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم و نیز آیت وکذلک[۵] مکنا لیوسف فی الارض الآیۃ اسپر ناطق ہی اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ بھی بعد فرعون کے اپنی قوم بنی اسرائیل پر صاحب تصرف تھے اور کسی ملک دنیوی کے ماتحت نہیں رہے حتی کہ ملک شام میں سلطنت ملوک عمالقہ کو نیست و نابود فرمادیا اور ہارون کو بھی اپنی خلافت تفویض فرمائی قولہ واخلفنی فی

---

[۱] ہر آئینہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور تمام دنیا کی حکومت انکو عطا کی پس وہ شی جو آدم کی تھی رسول خدا کیلئے تھی اور جو رسول خدا کیلئے تھی وہ ائمہ آل محمد کی ہے [۲] جانو تم اے یہود کہ تمام زمین اللہ او[illegible] پروردگا[ر] مجھے حکومت عطا فرما اور صالحین سے ملحق فرما دے [۴] گردان تو مجھ خزائن ارض پر محافظ کہ ہوں میں ہر امر کا حافظ اور حساب کتاب جاننے والا ہوں [۵] اور اسیطرح تمکن دیا ہمنے یوسف کو زمین پر ۔

قوم و لاتتبع سبیل المفسدین اس کا شاہد ہی اسلیئے کہ اگر یہ محض خلافت دینیہ ہوتی اور اوس مین حکومت و امارت شامل نہوتی تو تقولہ و لاتتبع سبیل مفسدین فرمانے کی ضرورت استخلاف دینی مین نہین تہی چونکہ افساد خاصہ و شعار ملوک دنیوی کا ہے ہی اور آپکو خلافت دینیہ کے ساتھہ ریاست دنیوی بہی تفویض فرمائی تہی اس لئے انتباہا فرمایا کہ ملوک مفسدین کی پیروی حکمرانی مین نکرنا اور شعار افساد کا ملوک دنیوی مین ہونا آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ و کذلک یفعلون سے اور آیہ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم الآیۃ سے بخوبی واضح ہے اور مخفی نرہے کہ یہ آیہ فھل عسیتم جس مین خطاب حاضرین کی طرف وارد ہے سورہ محمد مین ہی اس مین ذکر آپکے ہی قوم قریش کا مذکور ہے پس یہ خطاب وہین لوگون سے ہے جو قوم قریش اور حاضرین وقت نزول آیہ کی تہی اور بلہ ہر عاقل منصف ادراک کر سکتا ہی کہ حاضرین قریش مین کسکو حکومت ملی جنکی حکومت کو خلافت سے اوبہا ونکے افساد کو عدالت سے معتقدین نے تعبیر فرمایا اور اونکی بیعت خلافت دینیہ پر سمجہلی او جمع ہونا نبوت و سلطنت کا حضرت داؤد و حضرت سلیمان کے لئے مشہور و معروف ہے آیہ ولقد اٰتینا داؤد و سلیمان علما و قالا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین اور آیہ یا داؤد انا جعلناک

[۱] کہا بلقیس نے کہ بادشاہ دنیا کسی قریہ مین داخل ہوتے ہین تو اوسکو فاسد کر دیتے ہین اور اوسکی معززین کو ذلیل و خوار کر دیتے ہین اور صدا فرمایا کہ دنیا ملوک ایسا ہی کیا کرتے ہین [۲] پس اے لوگو قریب ہے تم اگر حاکم ہوجاؤ تو زمین مین فساد کرنے لگو اور قطع رحم

خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق اور آیہ قال رب اغفر لی وھب لی
ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی جو بمقولہ حضرت سلیمان کا ہی اور آیہ وحشر لسلیمان
جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون موید و مجوز اونکی نبوت و بادشاہت
کے ہین اور حکمران ہونا حضرت یوشع وصی موسیٰ و دیگر انبیا و اوصیا رکا بنی اسرائیل
مین آیہ فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما سے اور بادشاہ
ہونا طالوت کا جو بروایت امام رازی صاحب تفسیر کبیر کے نبی اسرائیل مین نبی ہوی ہین
اور باعتقاد صاحب تحفہ کے امام مفترض الطاعۃ تھے بقولہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت
ملکا ثابت ہی اور نوعیت انکی نبوت اور امامت کی کتاب مفاتیح المطالب کے تمہید
مفتاح ہفتم مین بمعرض تحریر آئی ہی من شاء فلیرجع الیہ و پیغمبر خدا صلعم کا متصرف و حکمران
فی امور الرعایا ہونا اور تابع و منقاد کسی ملک دنیا کا نہونا محتاج اسناد نہین ہی اور آپکے
خلفاء صالحین طاہرین اور ائمہ راشدین علیہم السلام جو آپکے وارث و قائم مقام ہوئے اونکی
مستحق ریاست عامہ ہونیکی خبر پہلے ہی حضرت داؤد پیغمبر کو دی گئی تھی چنانچہ آیہ وافی ہدایہ
ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اسمین
ناطق ہی اسلئے کہ قولہ لقد کتبنا توریث ارضی پر من عند اللہ حسب مذاق صاحب تحفہ
کی دلالت کرتا ہی کیونکہ الارض مین لام استغراق بمعنی تمام افراد صفحات کے یا الارض
مفید وراثت کل زمین کی ہی و مراد بعد الذکر سے بدلیل قولہ تعالیٰ قد انزل الیکم

یعنی ہم آسنہ ہم نے زبور مین لکھ دیا ہی کہ بعد پیغمبر آخر کے میرے بندگان صالح وارث زمین کے ہونگے

بذکراً رسولاً کے بعد پیغمبر خدا کا ہی اور مصداق قولہ عبادی الصالحون کے وہ بندگان رب العزت ہین جو صاحبان عصمت ہین اس لئے کہ بطریق سیاق وسباق نظم قرآن کے لفظ عبادی الصالحون وعبادنا صالحین وعبادک الصالحین وصالح المومنین ومن الصالحین غیر برگزیدہ وغیر معصوم کے لئے ملا کسی امر ممیز کے کلام الٰہی مین مستعمل نہین ہوا ہے اور اوسی عصمت کی وجہ سے انبیاء علیہ السلام کے حق مین لفظ صالحین وارد ہوا ہے چنانچہ آیہ وبشرناہ باسحاق نبیاً من الصالحین وآیہ کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین اور آیہ مقولۂ حق ابراھیم رب ھب لی حکماً والحقنی بالصالحین وآیہ ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب کلاً ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس کل من الصالحین شاہد مدعا ہی اور آیہ بحق یونس فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین نازل ہوا ہے اور علی سبیل تنزل کہا جاتا ہی کہ صالح قرآن کی سیاق وسباق سے ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو بجز مرسلین ونبیین منحصر وانحصار ہی اب یہ لفظ جو بشان غیر انبیاء وارد ہوا ہے پس چاہتی کہ مصداق اوسکا ہم مثل انبیاء ہوئے تاہم فضلیت عصمت وامامت مین ہی ہو سکتی ہی لہذا یہ ثابت ہوا عبادی الصالحون مین وارث کہنا اصحاب عصمت خلفا حضرت رسالت کا مذکور ہے جو موہبت استحقاق خلافت و ثبت امامت کا بلا حصول قبض وتصرف خلیفہ کے من عند اللہ پایا گیا اور یہ

صورت استحقاق بلا قبض کے دیکھی جاوی کہ کس عبد صالح کی خلافت سے منطبق
ہوتی ہے اور توریت حسب بشارت آیہ ولقد کتبنا عنی ولازمی و بعد پیغمبر شفی تھی فقد
بردا یا اصحاب النبی اور یہ آیہ شریفہ ولقد کتبنا فی الزبور اس مبحث مین رفع شبہات
و دفع توہمات معنی خلافت کے لئے کافی قول فصل اور حلال معضل ہے فوائد
مختصرہ آیہ مذکورہ بصراحت ماتحت ضبط تحریر کئے جاتے ہین اول یہ آیہ شریفہ
بتوفیق آیات فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض الخ کمایاتی
بیانہا علحدہ اور آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا الی قولہ وکذلک
یفعلون کے فارق وفاصل و ممیز خلافت حقہ دنیویہ اور خلافت باطلہ دنیویہ کے
ہے کہ اس آیہ مین سلطنت حقہ دنیویہ من عند اللہ بدلیل لقد کتبنا کے و بدلیل
عبادی الصالحون کے مذکور ہے اور آیات مابعد مین سلطنت باطلہ دنیویہ بخود مختاری
بدلیل قولہ تولیتم کے و بدلیل قولہ تفسدوا و افسدوھا و کذلک یفعلون کے مذکور ہے
اور یہ دونون خلافتین اس امت مین واقع ہونی بقولہ من بعد الذکر جو مفید معنے
از پیغمبر جدا کے ہے اور بقولہ فھل عسیتم و بقولہ تولیتم و بقولہ تفسدوا
و بقولہ تقطعوا کے جو یہ خطاب حاضرین عہد رسالت کے لئے ظاہر الفاظ سے وارد
ہوا ہے بمنطوق کلام واضح ہے اور یہ خلافت مذکورہ فی الزبور بقولہ تعالے
فان اللہ مولاہ و جبرئیل و صالح المومنین کہ جو شان جناب امیر مین وارد ہے
مختص بآن حضرت ولایت منزلت ہے اور اگر کہا جاوے کہ یہ بحق شیخین وارد ہے پس جو رہ

ع الیس ہر آئینہ اللہ اور جبرئیل اور صالح المومنین یعنی علے ابن ابیطالب ناصر اور مددگار ہیں کہ ہین۔

منطبق نہین ہوسکتی اولاً صالح المومنین بصیغۂ مفرد ہے بجی شیخین صالحا المومنین اتا
ثانیاً لفظ یرثہا اونکی شان مین غیر صحیح ہے کیونکہ اونکے حقمین بجاے یرثہا کے یقبضہا نازل
ہوتا دوم اس خلافت حقہ دنیویہ مین لفظ یرثہا کا بہی کما ذکرت آنفاً اور یقبضہا نہین فرمایا
تو یہ مفید استحقاق سلطنت اور تصرف بالقوۃ کو ہی نہ تصرف فی الحال اور قبضہ بالفعل کو
اسلئے کہ وارث دنیوی کیلئے قبض و تصرف فی الحال کی شرط نہین اگر وارث مستحق ہو جمیع
من الوجوہ ورثہ پر قابض و متصرف نہووی تو یہان تمادی بہی موثر نہین جو حق شرعی
اور استحقاق واجب کو زائل کردے کیونکہ اوتعالے اس تمادی کو بقولہ ولا تجد لسنۃ اللہ تبدیلا
باطل و غلط فرماتا ہے اور استحقاق اور حصول اس وراثت مطلقہ اعنی وراثت دینیہ
و دنیویہ کا بنا بر استنباط ظاہر آیات قرآنی کے بدین منہج پایا جاتا ہے کہ خلافت حقہ دینیہ مین
حصول اسکا (مثل وراثت علمی کے) وقت تقرر و تحقق خلافت کے فی الحال ہوتا ہی نہ بالقوہ
بدلیل قولہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الخ کی اسلئے کہ توریث
کتاب اللہ کی مورث حصول فی الآن علم کتاب کو ہی ورنہ وارث کتاب کا کبہو قسمتین
جاہل بہی ہوگا و ہو خلف اور خلافت دنیویہ حقہ من عند اللہ کو کبہی معیت خلافت دینیہ کے ساتھ
ہوتی ہی اور کبہی بعدیت چنانچہ آیہ اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناہم ملکاً عظیماً
و آیہ و نجعلہم الوارثین مین ظاہر امامت دینی کو تقدم بالذات اور

۱؎ تو سنت خدا مین تغیر ۲؎ یا ونگا ۲؎ پہر وارث کیا ہمنے کتاب کا اون لوگون کو کہ جنہین برگزیدہ ہمنے کیا ہی اور تفسیر اسکی حدیث ثوات نبوی ہے جو مسند احمد مین ماثور ہے مضمون ہوتی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم سے انت اخی و وارثی قال علیؑ وما ارث یا رسول اللہ قال ما اجابہم کتاب اللہ و سنۃ نبیہ یعنی ای علی تو میرا وارث علم کتاب و سنت مین ہی ۳؎ آل ابراہیم کو کتاب و حکمت ہمنے عطا کی اور ملک عظیم ویا ۴؎ اور ہم ارادہ کرتے ہین کہ اونکو ہم امام کردانین اور اونکو وارث بنادین

اور اکثر تقدم بالزمان بھی (بدلیل تکرار قولہ اتینا اور تفریق یجعلھم کے) ولحاظ تقدیم و تاخیر کے بھی حاصل ہوتا ہے اور آیہ آتیناہ حکمًا و علمًا مین ہر دو خلافت بنابر افادہ لفظ واحد آتیناہ کے جمع ہین اور آیہ فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین مین عصمت و خلافت دینی ہی و بس اور اس تقدم اور استحقاق وراثت ارضی کے مؤید سیرت نبوی صلعم ہی جو حقیقۃ کاشف مفاد آیات قرآنی اور مفسر کلام سبحانی ہے کہ ابتدای زمان بعثت سی آپ کو وراثت ارضی بالاستحقاق تھی لعدہٗ فی الحال حاصل ہوگئی اور آپکی ریاست ارضی کو تقدم نہین ہوا کما یجئی بیانہٗ بہر نوع چشم انصاف سے جہانتک ظاہر سیاق ہر دو آیہ لقد کتبنا اور فھل عسیتم کو دیکھیے تو آیہ اولے بدلیل قولہ لقد کتبنا کے مخبر خلافت من عند اللہ کے ہے اور خلافت باطنی بلا فصل جناب امیر سے منطبق کہ لفظ من بعد الذکر یعنے شروع زمان بعد بعثت پیغمبر صلعم سے وہ وارث مستحق بحق ہونگی کما سیاتی ایضًا توجیہہ اور آیہ فھل عسیتم خلافت متغلبین و مجمع علیھم بالخلافۃ کے حاکی ہی کہ اومین ابتدا سے انتہا تک بس تصرف ارضی و حکومت ملکی بلا استخلاف نبوی کے پائی گئی ہی والباقی باقی سوم یہ ریاست حقہ دنیویہ بلا منتقق ہوئی ریاست دینیہ کے بنابر سیاق آیہ کے بھی حاصل نہین ہوسکتی کہ حصول اسکا مخصوص صالحین سے ہی جو صالح ہونا توریث پر بداہۃً مقدم ہی اور وہ مختص اصحاب عصمت سے ہی نہ طالح و ظالمین سے ہی کما سبق اور ریاست حقہ عامہ بقولہ تعالے ولاینال عہدی الظالمین کے ازجملہ عہد

ء۱ ترجمہ صفحہ ۳۰ پر گذرا ء۲ پس برگزیدہ کیا یونس کو اوسکے پروردگار نے پس اوسے صالحین سے کیا

رب العزت ہی جسکا تقرر از جانب اللہ ہوتا ہی اور وہ بقہر و استیلاء و باجماع رعایا وغیرہ بقولہ ولیس لک من الامر شیء بسبب نہین ہوسکتی اندرین صورت اگر کوئی باتفاق رعایا متصرف ہوجاوے تو وہ ریاست دنیویہ پر سرفراز ہوگا جیسا کہ ملوک اسلام و سلاطین کفر بزور شمشیر و قہر و غلبہ کے مسلط ہوتے رہتے ہین اونکے لئے ریاست حقہ دنیویہ بھی حاصل نہین ہوسکتی کہ وہ موقوف ہی ریاست دینیہ من جانب اللہ پر اور از جملہ عہد اوتعالیٰ ہی اور لفظ لقد کتبنا اسی معنے پر دلالت کرتا ہی اور لفظ من بعد الذکر صریح دلالت کرتا ہی کہ یہ وراثت ابتدا ہی زمان بعدیت پیغمبر سے خلیفہ صالح کو پہونچیگی جو مفید خلافت بلافصل کے ہی فندبر بہیان آیرا دلفظ صالحون بمعنی مصطفیون و معصومون پر آیات ذیل سے وارد ہوتا ہی کہ جو بمعنے مصطفیون و معصومون نہین ہی فی قولہ تعالیٰ وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم و فی قولہ لیسوا سواء من اہل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ اناء اللیل وھم یسجدون ٥ یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین و فی قولہ تعالیٰ وانا منا الصالحون مگر اسکو اہل مذاق و عارفان سیاق و سباق جانتے ہین کہ مابین نظم آیہ مبحوث عنہ کے جو عبادی الصالحون آیا ہی اور نظم آیات مذکورہ کے جو والصالحین من عبادکم اور مطلق لفظ الصالحین اور منا الصالحون مقولہ عن الجن ہی

۱؎ یعنی تجھ کو اے پیغمبر امر خلافت مین (یا فرمایا کہ کسی امر مین) کچھ دخل نہین ہی عام اس سے کہ دینیہ ہو یا دنیویہ)

وارد ہوا ہے یون بعید ہے اسلئے کہ تمام ذوی العقول عباد اللہ ہین مگر خواص عباد
کے لئے خداوند تعالے نے اونکی عبدیت کو اپنی ذات کی طرف خصوصیت خاصہ کیساتھ
بقولہ عبادی اور عبادنا کے منسوب فرمایا ہے اور اس نسبت الی الذات کیساتھ
اونکی صالحیت کی بھی تصدیق فرمائی ہے جو بہ خصوصیت مکررہ بحیثیت ترکیب لفظی
کے کہ جو قولہ عبادی الصالحون یا عبادنا الصالحین ہے مفید معنی برگزیدگی کے ہے اور
برگزیدگی ہی معنی عصمت کی ظاہر اور باہر ہین جیسا کہ قولہ تعالیٰ کانتا تحت عبدین من
عبادنا الصالحین مین لفظ عبادنا الصالحین مخبر معنے برگزیدگی ہے اور معصوم وہی
ہوتا ہے کہ جس کو وہ برگزیدہ فرماتا ہے چنانچہ صاحب مواقف نے عصمت حضرت آدم کو
لفظ اجتباہ فی قولہ تعالے ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ سے ثابت کیا ہے جس سے معلوم ہوا
کہ برگزیدگی مورث و مخبر عصمت ہے لہذا یہ ایراد غیر سدید ہے پس مفاد آیہ بحوث عنہا سے
مستدرک ہوا کہ تحقق امامت و خلافت نبوی صلعم کے لئے (کہ جو جامع ریاست
حقہ دینی و دنیوی ہے) خلافت دینیہ منجانب اللہ بالفعل ضرور ہے اور خلافت
حقہ دنیوی باعتبار استحقاق کے بالفعل ہوگی نہ باعتبار تصرف بالفعل کے
اور مویداسکے واقعات حضرت نبی مستخلف صلعم ہین کہ آنحضرت صلعم قبل از ہجرت
پیغمبر جو صاحب ریاست دینیہ تھے اور استحقاق بالقوی تصرف امور رعایا ہیں
رکھتے تھے اور بوجہ عدم تصرف کے منصب نبوت سے معاذ اللہ معزول و متروک

علاوہ دو نو عورتین دیکھیے بیان حضرت نوح و لوط کی تحت مین دو بندگو (نوح و لوط) ہمارے بندگان صالح کی تھین
(۲) پس برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رب نے اور توبہ اوسکی قبول فرمائی۔

و نعمی ہی نہین تہی اور بعد از ہجرت و امتداد مدت ہر دو ریاست حقہ دین و دنیا کے آپ کیلئے جمع ہو گئین حدیث ما سبق کافی کلینی اور سنن مذکور الصدر سُو دی معنی ریاست حقہ دنیویہ کے ہین کہ جو فرمایا ہے ان اللہ خلق آدم واقطعہ الدنیا قطیعۃ فما کان لآدم فلرسول اللہ الحدیث اور فرمایا ہے واعلموا انما الارض للہ ولرسولہ پس جس طرح دنیا حضرت آدم کے لئے تہی کہ وہ اوسکے مالک ہوئے اور صفحات ارضیہ اللہ سبحانہ کی ہے اوسیطرح رسول خدا کی حدیث آخر سے دریافت ہوئی اور قبل از ہجرت رسولخدا متصرف فی الارض نہین تھے تو یہ ہی معنے ہو سکتے ہین کہ آپ ہر چند اوس وقت مین قابض تمام دنیا و صفحات ارض یا بعض قطعات پر نہین ہے لاکن آنحضرت باعتبار استحقاق مالک لکل فی الکل تھے اور بعد از ہجرت بھی کل زمین پر قابض نہین ہوئے تو بعض مقبوضہ پر بالفعل متصرف ہونا اور بعض دیگر پر غیر قابض رہنا حق ملکیت کل ارض کے منافی نہین ہے والباقی سیاقی اور آیات صدر سے یہ بہی معلوم ہوا کہ جملہ اقسام امامت و خلافت کا ذکر قرآن مین بحکم ولا رطب ولا یابس کے بالضرور وارد ہے اور واضح ہو کہ اقسام خلافت وانواع امامت کیلئے جامع آیہ وافی ہدایہ یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہِمْ ہی جو تمام آیات مذکورہ کی باعتبار تفریق کل اناس کی بقولہ بامامہم بالمعنے مقسم ہے پس۔

بغرض مستحضر فی الذہن ہونے معنے آیہ موصوفہ یوم ندعوا کُلَّ اُنَاسٍ بامامہم

---

۲۲ اوس روز کہ بلاوینگی ہم ہر فرقہ کو اونہین کے اماموں کے ساتھہ یعنے بروز قیامت ہر مذہب کے لوگون کو اونہین کے ائمہ کے ہمراہ طلب کرینگے جو وہ ائمہ اوسی مذہب کے پیشوا ہونگے ہدا ۲ ترجمہ انکا صفحہ ۳۶ مین گذرا۔

کے اور سترد کرنے اوس دعوی لایعنی کے جو لکھا جاتا ہی کہ خلافت و امامت کا ذکر مطلقاً قرآن مین نہین آیا آیات مذکور الصدر کو معہ دیگر آیات مُبیّنہ خلافت کے بعنوان توضیح واضح لکھا جاتا ہی تاکہ شبہات سابقہ و لاحقہ فی الآن و خطرات مکنونہ فی الاذہان و المشحونہ فی الجنان بملاحظہ انضباط جملہ اقسام بیک مقام کے براسہا صفحات خواطر سے محو و مرتفع ہوجاوین انشاء اللہ۔

اولاً منقش خاطر رشادت مآثر ہووے کہ خلافت و امامت منقسم ہی ریاست دینیہ اور دنیویہ پر اور یہ دونو بنا بر حق اور باطل کے بھی متحقق ہوتی ہین اعنی اول امارت دینیہ حقہ ہی جو مقصود اوس سے عہدہ وصایت و نیابت نبویہ ہے دوسری ریاست دنیویہ حقہ ہی اور یہ دونون ریاستین علی الحق من عند اللہ والرسول متقرر ہوتی ہین مگر ظہور ریاست دنیویہ حقہ کا عالم اسباب پر موقوف ہی بدین معنی کہ تقرر اُسکا باستحقاق خلافت دینیہ من عند اللہ والنبی کے اور ظہور بالاعیان اوسکا باتباع رعایا و باستیلا خلیفہ کے ہوتا ہی اور یہ دونو کبھی شخص واحد مین فی وقت واحد جمع بھی ہوجاتی ہین اور کبھی جمع نہین ہوتین کما ثبتت علیک آنفاً تیسرے امامت و امارت دینیہ باطلہ چوتھے ریاست و امامت و خلافت دنیویہ باطلہ ہین اور یہ دونو آخر الذکر بقہر و غلبہ متملکین و حمایت متغلبین کی حاصل ہوتی ہین اور یہ سب قسمین آیات کریمہ سی صاف صاف مستنبط ہوتی ہین دیکھو

خلافت حقہ دینیہ و نیابت نبویہ من عند اللہ والرسول آیہ کریمہ انّما ولیّکم اللہ الآیہ اور آیہ کریمہ ثمّ اورثنا الکتاب الّذین اصطفینا سے بدلیل برگزیدگی

ظاہر ہے جس طرح امت سلف مین آیہ کریمہ واجعل لی وزیراً من اھلی ھارون اخی الخ
اور آیہ وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیراً سے نیابت نبویہ واضح ہی اسلئے کہ یہ وزارت
ہارونی واشتراک در امر موسوی بقولہ واشرکہ فی امری بمقابلہ فرعون کے بغرض دعوت
اسلام کے تہی اوسوقت مین حضرت موسی صاحب تصرف فی امور الرعایا نہین تہی لہذا نیابت
اون کی حضرت ہارون کے لئے محض ریاست دینی باتباع ریاست نبی کی تہی اور
خلافت دینیہ و دنیویہ من عند اللہ جس مین ہر دو ریاستین بالفعل پائی جاوین
آیہ آتیناہ حکماً و علماً و آیہ قال موسی لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی ولا تتبع
سبیل المفسدین سے ظاہر ہوتی ہین کما مضی بیانہما اور
خلافت باطلہ دینیہ طاغوتیہ و جبتیہ آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم
وآیہ یؤمنون بالجبت والطاغوت وآیہ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت الخ
اور آیہ اولیاءھم الطاغوت الخ سے واضح ہی جو محتاج بیان نہین اور
خلافت باطلہ دنیویہ آیت فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض
وتقطعوا ارحامکم الآیہ سے بخوبی ثابت ہی اسلئے کہ تولّی باب تفعل سے ہی اور خاصیت
اس باب سے (تکلف چیزے کہ خواہان وی باشے) ہی لہذا قولہ تولیتم کے معنی (تولی خلافت
کہ خواہان اوسکی ہوں) ظاہر ہوئی اور یہ مفید معنی خودمتولی ہونیکو ہی عام اس سے کہ باختیار

۱ اے خدا میرے لئے میرا وزیر مقرر کر میرا اہل ہی ہارون میرا بہائی کو ۲ وگردانا ہمنے موسے کے ساتہ اوسکی بہائی ہارون کو وزیر اسکا
۳ کہا موسیٰ نے شریک کر تو اے خدا ہارون کو میرے کام مین ۴ اسکا ترجمہ صفحہ ۴۶ پر ۵ کا ترجمہ ۴۳ پر گذرا ۶ ایمان لاتی ہین
جبت و طاغوت پیغمبر اصنام و احبار پر ۷ ارادہ کرتے ہین کہ اپنی قضایا طاغوت یعنی ابن اشرف یہودی کے سامنے پیش کرین
۹ اولیاء دینے اونکے طاغوت ہین ۱۰ ترجمہ صفحہ ۳۷ پر گذرا

خود متولی ہون یا بر طبق خواہش طبعی کے باختیار و اتفاق دیگران کے امیر بنائی جاوین چنانچہ امامہم احمد نے اس آیہ کو خلافت یزید صاحب غلبہ و مجمع علیہ خلیفہ سے منطبق فرمایا ہے کما فی الصواعق المحرقہ اس تطبیق سے بہی منکشف ہوا کہ ہر خلیفہ قاہر متغلب و مجمع علیہ جاوبر اگرچہ اعتقاداً منافق و اعمالاً فاسق ہو مصداق اسکا ہو سکتا ہے فتدبر اور

خلافت حقہ دینیہ من عند النبی بالاستحقاق نہ فی القرآن آیہ لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون سے بمذاق صاحب تحفہ کی وراثت ارضی ملکی پر واضح الدلالہ ہے اور یہ خلافت نبوی بدلیل لفظ من بعد الذکر کے (جو یہ ظرف مقدم متعلق فعل یرثہا کے ہے) اور حرف من مخبر ابتدائے زمان بعدیت نبی کا ہے علی الظاہر مفید بلافصل کو ہے اور یہ استحقاق دینوی خلافت کا متحقق ہونے پر خلافت دینی کی موقوف ہے اور اس خلافت کے حاصل ہونے پر مستحق اوسکا وارث بالقبض ہوگا فافہم

خلافت اجماعی من عند الناس آیہ بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم اور آیہ واتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابًا من دون اللہ اور آیہ اتجادلوننی فی اسماء سمیتموہا انتم وآباؤکم ما نزل اللہ بہا من سلطان سے بوجہ احسن مبرہن ہے اور یہ نقض خلافت مذکورہ مین نص روشن ہے کہ آیہ اولی مین ذکر خلافت سامری و ذکر اوسکی اتباع کا ہے جس سے خلافت عامہ حضرت ہارون کی داب کھا کر مستضعف ہوگئی تہو آیہ استضعفونی وکادوا یقتلوننی اسپر شاہد ہے اور آیہ ثانیہ مین ریاست مصنوعی و امامت اختیاری احبار و رہبان کے مذکور ہے

ملہ لغایۃ ۲ کا ملخص ترجمہ صفحہ ۴۴۵ و ۴۴۳ پر گذرا ۳ اور اخذ کیا اونہون نے اپنے علماء و زہاد کو ارباب سے ۵ سورۃ المدثر کے ۴ آیا مجادلہ کرتے ہو تم مجہ سے اسماء غیر مسمے بالمعنی مین کہ جو تمنے اور تمہارے باپون نے اونکے نام آلہ مقرر کرنے مین خدا نے کوئی حجت اونکی طاعت کرنیکی نازل نہین کی ۶ اونہون نے مجھے ضعیف کردیا اور قریب تہا کہ وہ مجھے قتل کردیتے

جو اہل کتاب کے حسن عقیدت پر مُطاعِ مخترع اور ائمہ متخذہ قرار پا گئی تھی چونکہ اہل کتاب
اونکے اوامر ونواہی کو احکام الٰہی پر مقدم رکھتے تھے لہذا تو بیخاً اونکو ارباباً کہا گیا کہ وہ معتقدین
نے اپنی رائے سے مقرر کر لئے تھے اور آیہ ثالثہ مین اشارہ اصنام کیطرف کو ہے کہ جو مشرکین
نے اونکو اپنی شفعا اور مُطاعین فی الدین اپنی دستکاری سے بنا لیا تھا کما مضی آنفاً
وقولہ تعالےٰ ما انزل بہا من سلطان دلالت صریح کرتا ہی کہ مُطاع وامام دینی کے لئے نص
من جانب اللہ ہونے چاہئی مشرکین کی نقض عقیدت پر اسی نص نہونے سے استدلال
کی گئی ہی فتدبر بعین الانصاف اور

خلافت محضاً بقہر وغلبہ آیہ کریمہ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ سے پائی جاتی ہے
اور مخفی نرہے کہ خلافت سقیفی بھی بقہر سعد بن عبادہ وشکست دادن قوم انصار او مخذول
داشتن بنی ہاشم تہدید احراق بیت فاطمہؑ ووعید قتل من کان فی البیت کیے حاصل
ہوئی ہے لہذا اس خلافت سقیفی کو دونون شرف ایک با جماع الناس دوسرے بقہر واستیلا
حاصل ہو گئی تھی بلکہ جملہ خلفاء امویہ وعباسیہ کے خلافتین چونکہ منوال سقیفہ پر منسوج ہوئین
ہین لہذا وہ قہری واستیلائی وجبروتی بنام نہاد اجماعی تحت مین مفاد بئسما خلفتمونی
ومفاد آیہ فھل عسیتم وآیہ واتخذوا احبارھم وآیہ اتخاذ لونتی کی صادق آتین
ہین اور کچھ باہم گر اونمین فرق وانفصال نہین ہی کہ جو بعض خلافتون کو راشدہ اور بعض کو
غیر راشدہ یا سیئہ کہا جاوے اسلئے کہ صورت تقرر ونصب جملہ خلافتون کی ایک ہی ہیولیٰ
پر حادث ہوئی ہے باہم کچہ خط وخال کابھی سرمو فرق نہین ہوا ہے کیونکہ ہیولیٰ اونکی

ع۱ بیشک فرعون سرکشی مین ترقی کی اور سرزمین اونکے لوگون کو جو عزت اور صحابہ بنی کے گھر مین بیٹھے کے تھے

خلافت کا باتفاق اجماع امت ہی ہی اون مین کوئی خلیفہ ایسا نہین ہوا کہ جو اوسکی خلافت پر اجماع امت ہونیسے انکار کیا گیا ہو بلکہ خلافت عتیقی مین تو صرف اجماع امت ہی کہا جاتا ہے اور یزید بن معاویہ کی خلافت سے تا آواخر خلفا امویہ وعباسیہ کے تحقق خلافت مین استخلاف مستخلف و اجماع سلف وخلف جمع ہوا کیا ہی اگر غلطی سے امر ممیز مابین خلافت ثلاثہ و دیگر خلفا بنی امیہ کے حضرات ثلاثہ کے ممدوح القرآن والاخبار ہونیکو قرار دیا جاوے تو اس مین سخت مغالطہ کہانا ہی کہ اجماع امت جو منشا تقرر خلافت تہا اوسکو مشترک دیکہکر ترک کر دینا حقیقۃً اصل خلافت عتیقی سے دست بردار ہوکر خلفا ثلاثہ کا تخطیہ اپنی ہی حجت سے ثابت کرنا اور حجیت اجماع کو باطل کر دینا ہی کیونکہ ہر ممدوح القرآن والاحادیث کب مستفید بخلافت ہوی مثل سعد بن عبادہ کے جو صحابی بدری وصاحب بیعت رضوان تہی اور مثل ابن ام مکتوم کی جو امام الجماعۃ علی زعمہم من عند النبی ایام غیبت پیغمبر مین مسجد نبوی کی تہی اور مثل عمرو عاص کے جو اقدر بصالح حرب اور سریہ ذات السلاسل مین امیر شیخین من عند النبی مقرر ہوئے تہے اور مثل عبدالرحمن بن عوف کے جنکے عقب سرعلی مار واہم رسول خدا نے نماز پڑہی تہی اور عشرہ مبشرہ مین سے طلحہ و زبیر وغیرہما کب خلیفہ بنائے گئے جو اس عصابہ کی ہر ہر صفت مبینہ مذکورہ عندہم قطعاً موجب استحقاق خلافت قایم کی گئی ہی پس ترک حجت اجماع سے دو نو طرف سے حضرات ثلاثہ کے لئے محرومی حق خلافت ہی ہوتی ہی اور

خلافت ۔ حقہ آلہیہ من دون النبی علاوہ اقسام مذکورہ کے ہی جو آیہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور آیہ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ

ے ای داود ہمرا ئنہ ہمنے بچہے خلیفہ گردانا زمین مین پس درمیان آدمیونکو حکم ساتہہ حق کے کرنا اور اتباع ہوا کا نکرنا ہے جو تفسیر استخلاف پیغمبر ہو

النَّاسِ بِالْحَقِّ مذکور ہے اور خلافت مِن دُونِ اللہ والرسول کا بطلان احادیث صحیحہ
مثل لا ادری ما احدثوا بعدک[2] اور اخبار حوض میں بھی ماثور ہے بلکہ اخبار مخومہم خلافت ثلاثہ بھی
قادح اجماع سقیفہ ہیں کہ حدیث الخلافۃ بعدی[3] ثلثون سنۃ ثم یکون ملکا عضوضا
نے بھی تیمی و عدوی و اموی خلافتوں کو بوجہ اونکے متحد النوع ہونیکی یکسر غلط کر دیا ہے کیونکہ
خلافت کے برحق ہونے میں اگر اجماع مؤثر ہوتا تو حدیث مذکور میں مجمع علیہم خلفاء کو ملک گزندہ
کہا جاتا اس سے ظاہر ہوا کہ اجماعی خلفاء ملک عضوض ہی ہوتے ہیں اور واضح رہے کہ ثلثون سنۃ
کے خلافت خلیفہ بعید کے لئے خلافت[4] نبوی نہیں ہو سکتی بلکہ وہ خلیفہ من بعد سے منتسب
ہو گئے چنانچہ امارت فاروق کو خلافت عتیقی و امارت عثمان غنی کو خلافت فاروقی کہیں گے
نہ خلافت نبوی پس بتقدیر صحت حدیث کی یہ مدت ثلثون سنۃ کی عہد خلافت باطنی و ظاہری خلیفہ
واحد بلافصل جناب امیر سے ہی منطبق ہوتی ہے نہ خلفاء متعدد و قریب و بعید سے اور خلافت ثلاثہ
مشخصہ باسمائہم کے لئے شارع نے کہیں راشدہ اور خلافت عضوض کے لئے غیر راشدہ
نہیں کہا کما فی حبوذہ بسبب یا بعض اونکے برحق سمجھی جاویں اور اقوی دلائل بطلان سے
علاوہ نصوص شارع کے یہ ہے کہ ملک عضوض امیر معاویہ وغیرہ کی خلافت اوسی
عصابہ صحابہ کے دست و بازو سے قایم ہوئی ہے جن میں اکثر موسسین بنیان سقیفہ
اور ممہدین خلافت خلیفہ جمع تھے مثل عبداللہ بن عمر و انس بن مالک صحابی جلیل القدر

ع۱ وہ خلافتیں جو استخلاف الٰہی کے سوا ہیں ع۲ یعنی نہیں جانتا تم نے ابوبکر بعد میرے کیا احداث کر دیا ع۳ خلافت بعد میرے
تیس برس ہو گی پھر ملوک گزندہ ہونگے ع۴ یعنے جانشینی اور قایمقامی پیغمبر

ع۵ [illegible]

محمد بن مسلمہ و عبد اللہ بن سلام و اسامہ بن زید و ابو ہریرہ و عثمان بن طلحہ و ابو موسی
اشعری و سعد وقاص و سعید بن زید و عقبہ بن عامر و دیگر اصحاب بدر و رضوان علیہم
کے پس یا حدیث ملک عضوض کی غلط ہونی چاہئیے یا فعل بیعت اس جماعت اہل الحل
والعقد کا حجت شرعیہ نہو گا اندرینصورت ایسے لوگون کی سیرت کا اثر معاملہ بیعت
و خلافت ابی بکر عتیق مین کب قابل سند ہو سکتا ہی جو اپنی دستکاری و دست درازی
و دست یازی کے مقابل حکم پیغمبر کو بھی نہین مانتے تھے فافہم اور صحیح ترمذی سے صاحب
محاضرۃ الاوائل نے ذکر صلح امام حسن با امیر معاویہ کو اس طرح نقل کیا ہی کہ امیر معاویہ نے فرمایا کہ
ما تزلت اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن
اس روایت سے ظاہر ہوا کہ رسولخدا نے امیر معاویہ کے تملک و ملک کی خبر دی تھی اور
اور امیر معاویہ نے اوسکو خلافت کے لفظ سے تعبیر کیا اور خلافت بنا بر معنی لغوی کے
بادشاہت کو کھتے ہین تو امیر معاویہ نے بھی اپنی امارت مجمع علیہ صحابہ و تابعین کو بادشاہت
ہی سمجھا مگر وہ بمعنے اصطلاحی و عرف خاص کے امارت دینی قرار دی گئی کیونکہ جس
امارت کو کہ رسولخدا نے تملک فرمایا اوسکو امیر معاویہ نے خلافت دینی قرار دیا پس
یہ حالت خلافت اجماعی کے ہے کہ رسول خدا کچھ ارشاد کرین اور معبرین اخبار اوسکے
معنے بدلکر نئے رنگ سے کچھ اور ہی تعبیر فرماتے ہین با اینہمہ تعبیر و تغیر معنے سلطنت کے لفظ خلافت

عہ اپنے مین ہمیشہ خلافت کا اوس وقت سے خواہشمند رہا جب سے کہ رسولخدا نے فرمایا تھا کہ اے معاویہ جس وقت
کہ تو بادشاہ ہووے نکوئی کرنا انتہی ۔

امیر معاویہ اپنے کو سلطان وقت ہی فرماتے رہے دیکھو تاریخ الخلفاء میں ہے اخرج ابن ابی شیبہ فی المصنف عن الشعبی قال دخل شاب من قریش علی معاویۃ فاغلظ له فقال یا ابن اخی انھاک عن السلطان ان السلطان یغضب غضب الصبی ویاخذ اخذ الاسد پھر یہ خلافت اجماعی مترادف معنے خلافت ملکی دنیوی کے بہر وجہ ثابت ہوئی اور فاضل فضل بن روزبہان نے اپنی کتاب مسمی ابطال الباطل میں بجواب مطاعن امیر معاویہ خلیفہ مجمع علیہ مذکور کے لکھا ہے واما معاویۃ فانہ کان من ملوک الاسلام والملوک فی اعمالھم لا یخلون عن المطاعن انتھی بقدر الحاجت پس جبکہ فاضل فضل نے باوجود ثابت ہونے بیعت عامہ جماعت امت کے (جن میں صحابہ بدریین اور اصحاب رضوان وسابقین ومہاجرین وانصار شامل بلکہ اعیان معاشر اہل العقد والحل جن میں موسسین خلافت سقیفہ تھے) اوس خلافت کو بادشاہت اور خلیفہ مبیع کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا تو تحقیق خلافت اصحاب ثلاثہ اور امیر معاویہ میں کیک ذرہ بھی فرق نہیں رہا اور محدث المتاخرین شاہ عبد العزیز نے (جنکے لئے آیۃ اللہ فی العالمین کا لقب دیا گیا ہے) عقیدہ ششم باب ہفتم کتاب

ع۱ یعنے ایک جوان قریشی امیر معاویہ کے پاس گیا اور اونکو سخت برا کہا تو معاویہ نے اپنے سطوت وسلطنت سے اوسے ڈرایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے میں تجھے منع کرتا ہوں بادشاہ سے تحقیق بادشاہ مثل صبیان کے بہت جلد غصہ کر بیٹھتا ہے اور مثل شیر کے پکڑ لیتا ہے انتہی ع۲ یعنے امیر معاویہ بادشاہان اسلام سے تھے اور سلاطین اپنے اعمال میں مطاعن سے خالی نہیں ہوا کرتے انتہے ع۳ بیخ بنانے والے ع۴ خلیفہ بیعت کیا ہوا

کتاب تحفہ مین افادہ فرمایا ہے کہ اہل سنت قاطبۃً اجماع دارند بر آنکہ معاویہ بن ابی سفیان از ابتدای امامت حضرت امیر لغایت تفویض حضرت امام حسن باو از بغاۃ بود کہ اطاعت امام وقت نداشت و بعد از تفویض امام بدو از ملوک شد انتہے اور یہ اجماع قاطبۂ اہل سنت کا امیر معاویہ کے ملک ہونے پر بعد متحقق ہوجانے معاویہ کی شرائط خلافت کی کہ اہل حل وعقد نے اونکی خلافت پر اجماع کرلیا قاطبۃً ہادم اساس سقیفہ ہی کہ اس اجماع قاطبہ سے ظاہر ہوگیا کہ اہل الحل کا کسی خلیفہ کی خلافت پر اجماع کرنا حجت شرعیہ واسطے صحیح ہونے اوسکی خلافت کے نہین بلکہ خلیفہ مجمع علیہ بوجہ تسلط و حکمرانی کے قاطبۃً ملک و بادشاہ دنیا ہی ہوجاتا ہی اور اسپر ستزاد یہ ہی کہ شاہ صاحب نے قبل اسکے شروع عقیدہ ششم مین افادہ فرمایا ہے کہ فرقہ اہلسنت گاہے امامت بمعنے بادشاہت و ریاست نیز اطلاق کنند اور بجواب مطاعن عمر خطاب کے حکم خلیفہ صاحب کو بحکم سلطانی مخالف حکم قرآنی کے افادہ فرمایا ہے اور حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین متردد ہونا فاروق اعظم کا اپنی خلافت مین بقولہٖ أملکٌ انا ام خلیفۃٌ سلمان فارسی سے نقل کیا ہی حالانکہ خود بدولت باستخلاف اوس خلیفہ مجمع علیہ کے خلیفہ ہوے تھی جنکے خلافت سقیفی اصل اصول مذہب اہلسنت قرار پائی ہے اور صاحب سقیفہ ہی باہمہ اجماع صحابہ علی خلافتہٖ کے بذات خود اپنی خلافت مین متردد تھے اور فرماتے تھے وددت انی کنت سألتہٗ صلعم ھل للانصار فی ھذا الامر شئ انتہے کما نقلہ جماہیر العلماء کالطبری والمبرد والجوہری وابن ابی الحدید وابن قتیبہ فی کتاب السیاستہ وابی عبیدہ فی

عہ ا: [illegible] ملک ہون یا خلیفہ عہ۲ کاش مین رسولخدا سے پوچھتا کہ خلافت مین انصار کا بھی حق ہی

کتاب الاموال وخیثمہ الاطرابلسی فی فضائل الصحابہ والطبرانی فی المعجم فی الکبیر وغیرہم
فی غیرہا اگر اجماع صحابہ حجت شرعی ہوتا تو خلیفہ کو مرتے وقت اپنی خلافت مین تردد
ہرگز لاحق نہوتا بہرنوع آیات واخبار اور حضرات صحابہ کی سیر وآثار سے خلافت اجماعی
سقیفہ کا شرعاً حجت نہونا بلکہ اوسکا بر باطل ہونا آشکار ہوگیا اور حضرت رسالت نے جس اجماع
کی تعریف خبر لَا يَجْتَمِعُ أُمَّتِيْ عَلَى خَطَاٍ مین فرمائی ہے اوس سے یہ اجماع علی الخلافۃ لامحالہ
خارج ہی اسلیے کہ اس مین علانیہ مشابہت اوس جعل واتخاذ کی ہو کہ جسکے عمل پر تہدیدات
جابجا قرآن مین وارد ہین اور وہ فعل جو مشابہ فعل منکر اصحاب کفر کے حکم واثر مین بمماثلت تامہ
واقعاً ہووے وہ ضرور نامشروع ہے چہ جائیکہ اوسکو اجماع شرعی مصئون عن الخطا (باوجود
واقع ہونے بربنا فلتت کے یعنی ناگہان بلاسوچے سمجھے) اعتقاد کرلیا جاوے اور یہ فائدہ رشیقہ
ابطال خلافت سقیفہ مین ہرچند مکرراً حالی کیا گیا ہے لاکن توفیق معنی اتخاذ مطاع
کفرہ کے ساتھہ نصب تقرر خلیفہ کے ازسر نو داعی توضیح واضح اور مقتضی تکرار بیان لائح ہے
دیکھو نصب تقرر خلیفہ کا اور اختیار وانتخاب کرنا اوسکا علی الاعلان مشابہ تر اخذ واتخاذ
گوسالہ پرستی فرقہ سامری سے ہی اور حضرت رسالت نے فرمایا کہ لتتبعن سنن من کان
قبلکم شبرا بشبر الحدیث کما فی الجمع بین الصحیحین اور اوتعالیٰ سبحانہ اس اتخاذ پر تہدید کفر کے
فرماتا ہی کما انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل اور اصحاب جاہلیت جسطرح اپنی قوم
وقبیلہ کے اغنیا رکو اپنا امیر مقرر کر لیتے تھے اور احبار ورہبانان کو مطاع دینی بنا لیتے

۱؎ نہین جمع ہوگی میری امت خطا پر ۲؎ البتہ البتہ تم اتباع کروگے طریقون کا اون لوگونکی جو تمسے پہلے تھے ۳؎ بتر آئینہ تمنے اپنے نفسون
اخذ کرنے مین گوسالہ کے ظلم کیا۔

تھی جسکی خبر آیہ الذین یزعمون انھم[1] امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک
مین آئی ہی کیونکہ ارباب نفاق نے اپنے مرافعہ پیش کرنے مین خدا ورسول کو متروک رکھکر
اپنا حاکم کعب بن اشرف یہود کے سرغنہ شخص کو اختیار کیا تھا پس کہا گیا یُریدون
ان یتحاکموا الی الطاغوت مین دیکھیے یہان اہل الحل والعقد اصحاب سقیفہ نے بھی
نصوص خلافت رب العزت وحضرت رسالت سے اعتراض کرکے اپنا مطاع اپنی
قوم وقبیلہ سے بنالیا اور نص خلافت سے انکار کیا اور احکام منصوصہ مین سے بعض کو
قسم متشابہات سے گردانا اور بعض کے وارد ہونے سے محض انکار کردیا اور شرائط
قہر و استیلاء کے اس خلافت سقیفی مین داب نمرودی اور شوکت فرعونی سے اخذ
اور اختیار کی گئین ہین کہ مجلس مبایعت مین غلظت وشدت وتشدد وتعدی استعمال
کی گئی جلسئہ سعد بن عبادہ کو درہم وبرہم کردیا گیا اور شور وغل مین غوغائیون کو بھی خجل
کردیا اور اوس مین فطرتی تہذیب اخلاق کو ظاہر فرمادیا کہ سعد کو پائمال بھی کیا اور
اور بجواب شکایت پائمالی کے قتل اللہ سعداً کہدیا اور بنی ہاشم منحرفین خلافت
پر خانہ سوزی اہلبیت کا زور ڈالا اور اس پائمالی اور زور وداب ڈالنے کا نام اتفاق
امت اور اجماع رعایا بر خلافت تجویز کرلیا پس یہ زور وزبردستی کا اتفاق اور وہ بھی
شابہ اور ہم شکل عمل اشرار وفعل کفار کے کیونکر تحت مین حدیث لا یجتمع امتی علی الخطاء

---

[1] ایا نہین دیکھا تو نے طرف اونکی جو زعم کرتے ہین کہ ہم ایمان لائے ساتھ اوس چیز کے جو پیغمبر پر نازل ہوئی اور اوس چیز
جو پہلے نازل ہو چکی وہ ارادہ کرتے ہین کہ اپنا حاکم طاغوت کو قرار دین اور مرافعہ اوسکے سامنے لیجاوین۔

کے آسکتا ہی اور اس اجماع مین شدت شباہت بعمل فرقہ سامری کے یہ ہوئی کہ جس طرح
اونہون نے ہارون خلیفہ موسی کو مستضعف کردیا اونہین کی تتبع اور قدم بقدم یہان
بھی جناب امیر کو مجبور کرلیا کسطرح یہ اجماع مصداق مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ[ا] کی ہوگا
جسکی تصدیق احادیث انتم اشبہ الامم بنبی اسرائیل سے بخوبی ہوتی ہی
اب بعد دریافت ہونے انواع واقسام خلافت کے وعلاوہ دیگر آیات کثیرہ منصوص الخلافۃ
الحقۃ الدینیۃ من حضرت النبویہ ومحتوی خلافۃ اللصوص کے حال ہردو خلافت
من عند اللہ ومن عند الناس مابعد النبی صلعم کا دونا آیت مذکور الصدر سے (جو وہ آیہ
وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ[ٹ]
اور آیہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ[ٹ]
مین واضح ہوگیا کہ اس امت مین بھی بمشابہت خلافت ہاے امت موسوی کے یہہ دونون
خلافتین واقع ہوئین بنی اسرائیل مین خلافت خود اختیاری کے بارہ مین آیہ بئسما[ٹ]
خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم آیا ہے یہان بقولہ فہل عسیتم سے اوس خلافت
خود اختیاری کو مبین فرمایا ہی وہان پر تعین زمانہ خلافت کو بلفظ من بعدی سے تعبیر کیا
اور یہان لفظ عسیتم سے اور وہان تعریف خلافت مین لفظ بئسما آیا ہے اور یہان
تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ الخ صاف فرمایا ہے جو مفاد بئسما سے

[ا] جو شخص کسی قوم کی مشابہت اپنے طرز و انداز مین اختیار کرے پس وہ اوسی قوم سے ہے

[ٹ] ترجمہ آیہ نمبر ۲ کا صفحہ ۳۰ مین اور نمبر ۳ کا صفحہ ۳۰ مین و نمبر ۴ کا صفحہ ۳۴ مین گذرا

اس مین زیادہ توضیح ہی غرض کہ خلافت خود اختیاری واجماع الناسی مین فساد فی الارض وقطع ارحام کو صاف لفظون مین ارشاد کیا ہی جسکی صراحت محتاج بیان نہین ہے اور حال خلافت من عند اللہی کا مانند امت موسوی کے قول حضرت ہارون ان القوم استضعفونی وکادوا ان یقتلونی مین مذکور ہے جو مخبر اونکے عدم تصرف کا ہی اور یہان اوس عدم تصرف کو بلفظ یرثہا کے انتباہ فرما دیا ہی کما قلت آنفا اور وہان خلیفہ کے تعین بقولہ قال موسی لاخیہ هارون اخلفنی فی قومی کے فرمائی ہی اور یہان عبادی الصالحون ارشاد فرمایا ہی اور مصدق اور مشید اس توفیق خلافتہا ے بنی اسرائیل اور اس امت مرحومہ کے آیات کثیرہ اور اخبار خطیرہ ہین مشابہت رسالت مین آیہ انا ارسلنا الیکم رسولا کما ارسلنا الی فرعون رسولا ہے اور مشابہت خلیفہ برحق مین حدیث منزلت مشہور ہی اور مشابہت خلافت باطلہ مین آیہ بئسما کافی ہے اور مشابہت باہمی ہردو امت مین آیہ ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من قبل اور اخبار انتم اشبہ الامم سمتا ببنی اسرائیل وارد ہین ازانجملہ حدیث صحیح ترمذی ہی کہ جو جامع الاصول کی کتاب الفتن مین مذکور ہے کہ قال رسول اللہ لیاتین علی امتی ما اتے علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لیکونن فی امتی من یصنع ذلک الحدیث اور حدیث

---

۱ تحقیق قوم نے مجھے ضعیف کر دیا اور قریب ہی کہ وہ مجھ قتل کر دین ۲ بھیجا ہمنے تمہاری طرف رسول کو جیسا کہ بھیجا ہمنے رسول کو طرف فرعون کے ۳ آیا ارادہ رکھتے ہو یہ کہ سوال کرو تم اپنے نبی صلعم سے جیسا کہ سوال کیا گیا موسی پیغمبر قبل تمہارے سے ۴ یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میری امت پر وہ آتا ہی کہ جو بنی اسرائیل مین گذرا مطابق نعل کے نعل سے یہانتک کہ اگر بنی اسرائیل مین سے کوئی شخص اپنی مان سے علانیہ مرتکب زنا ہوا ہے البتہ میری امت مین ہوگا کہ ایسا ہی کریگا

اَنتُم اَشبَہُ الاُمَمِ سَمتاً بِبَنِی اِسرَآئِیلَ لَتَرکَبُنَّ طَرِیقَتَہُم حَذوَ النَّعلِ وَالقُذَّۃِ غَیرَ اَنِّی لَا اَدرِی اَتَعبُدُونَ العِجلَ اَم لَا کما فی تفسیر الکشاف اور حدیث لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَن کَانَ قَبلَکُم شِبراً بِشِبرٍ وَ ذِرَاعاً بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَو دَخَلُوا جُحرَ ضَبٍّ لَتَتَّبِعُوھُم الحدیث کما فی الجمع بین الصحیحین من مسند ابی سعید الخدری اور حدیث لَتَرکَبُنَّ سُنَنَ مَن کَانَ قَبلَکُم حَذوَ النَّعلِ بِالنَّعلِ وَالقُذَّۃِ بِالقُذَّۃِ کما فی النہایۃ لابن اثیر اس مطابقت میں آیت بئسما خلفتمونی و آیت فہل عسیتم ان تولیتم کے مُصَدِّق و مُفَسِّر واقع ہین پس امر بیعت بھی چونکہ نفس خلافت کے تابع ہے لہذا جس نوع کی خلافت ہوگی بیعت کا بھی وہی حکم ہے اگر خلافت دنیوی ہے تو بیعت بھی تحقیقاً علی السلطنۃ ہوگی اگرچہ معاہدہ بیعت علی الخلافۃ الدینیہ ہووے اسلیے کہ امر واقع کو فرض فارض اصل ماہیت سے کہین منقلب نہین کرسکتا ورنہ امیر معاویہ کی خلافت بر طبق معاہدہ بیعت علی الخلافۃ الحقہ بغاوت و طغیان و سلطنت سے شمار نکیجاتی اور اگر خلافت دینیہ ہے تو بیعت مکرر ہین وہ خلافت دنیویہ اور خلافۃ باطلہ نہین سمجھی جاسکتی ہے یہان پر بضرورت مقام انواع و اقسام بیعت کو بھی لکھا جاتا ہے کہ جواب معترض مین اصل مرام و دخل تام ہے

بیعت لغۃً بمعنی عہد بستن کے ہے جس سے معلوم ہوا کہ بیعت ایک معاہدہ ہے جو اطاعت اور موافقت و عدم منازعت مین کیا جاتا کسی مُطاع یا متملک یا

ملہ نہایہ کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ تم زیادہ مشابہ ہوا گلون سے رستہ چلنے مین ساتھ بنی اسرائیل کے البتہ البتہ اونکی ہی طریقہ پر کوب کرنیوالی ہو برابر جوتی کے تلوؤ کے اور تیر کے سوا اسکے کہ مین نہین جانتا ہون کہ آیا تم گوسالہ کے عبادت کروگی یا نہین اور فرمایا البتہ اتباع کروگی اپنی پہلے لوگونکی سنتون کا بالشت ببالشت اور ذراع بذراع یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کی بھٹ مین داخل ہو

تلک سی امور ملکی بین مرسوم تہا اور وہ عہد رسالت مین بہی بغرض تشئید نظم شریعت و
غلب اسلام و اشاعت دین مبین کے ثابت ہے چنانچہ ایام جہاد مین تابعین اسلام سی معائدہ
جانبازی لیا جاتا تہا چنانچہ آیہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ مین مذکور ہے
جو بیعت تحت الشجرۃ مین نازل ہوا ہی صحیح مسلم مین جابر انصاری رض سے مروی ہے
کہ بائعنا ہ علی ان لا نفرّ اور سلمہ صحابی سے منقول ہی انھم بایعوہ یومئذٍ علی الموت
اور ابن عمر اور عبادہ بن الصامت سے ماثور ہے بائعنا علی السمع والطاعۃ وان لا
ننازع اھلہ اور نواوی نے شرح مسلم مین ابن عمر سے نقل کیا ہی کہ البیعۃ علی الصبر
اور اوسکے معنی مین لکہا ہی کہ قال العلماء ھذہ الروایۃ تجمع المعانی کلھا وتبیّن
المقصود کل الروایات فالبیعۃ علی ان لا نفرّ معناہ الصبر حتی نظفر بعدونا
او نقتل وھو معنی البیعۃ علی الموت ای نصبر وان ال بناء ذلک الی الموت لا ان
الموت مقصود فی نفسہ وکذا البیعۃ علی الجہاد ای والصبر فیہ واللہ اعلم و
کان فی اول الاسلام یجب علی العشرۃ من المسلمین ان یصبروا بالمائۃ من الکفار

ےا یعنی تحقیق وہ لوگ کہ جنہوں نے تجہسے بیعت ای پیغمبر کی ہی سوا اسکے نہین کہ ان لوگون نے خدا سے بیعت کی ہی (اونکی نکث و نقض بیعت پر فا نما ینکث علی نفسہ صادق آویگا وہ اس معائدہ کو آسان نہ سمجہتے ہیں) ےا ملخص مرویات و عبارات کا تعریف بیعت مین یہ ہی کہ ہمنے رسول خدا صلعم سے اسپر بیعت کی کہ ہم جہاد مین فرار نہ کرینگے اور یہ کہ اونہون نے رسول خدا سے آجکے دن یعنے یوم حدیبیہ مرجانے پر بیعت کی اور یہ کہ ہمنے سمع اور طاعت پر بیعت کی اور یہ کہ صاحبان حق سے یعنی مستحقین خلافت سی نزاع نکرینگے اور یہ کہ بیعت نام معائدہ صبر و قرار کا ہے اور علمانے فرمایا ہے کہ یہ روایت البیعۃ علی الصبر کے جامع معانی جملہ مرویات کے ہے اسلیے کہ بیعت عدم فرار سے مقصود صبر و ثبات جہاد مین ہے یہانتک کہ دشمن پر ظفریاب ہون یا خود قتل ہو جاوین اور بیعت علی الموت کے معنی بہی صبر و ثبات کے ہی ہین اور ایسے ہی بیعت علی الجہاد مین بہی صبر و ثبات کارزار مین مقصود ہے اور صدر اسلام مین دس مسلمانون پر صبر و ثبات بمقابلہ ایک سو کافرون کے واجب ہوتا تہا کہ نہ بہاگین اور ایکسو مسلمانون پر مقابلہ ایکہزار کفار کے صبر و ثبات واجب تہا پہر یہ حکم منسوخ ہوا اور صبر کرنا بمقابلہ مثل اعدا کے واجب رہا انتہی

ولا یفروا منهم وعلی المائتہ بالصبر لانکُ کافر انتم لسنخ ذلک وصار الواجب مصابرۃ المثلین

اور ان تمام مرویات صحابہ ورافادات علماے عامہ سے ثابت وتحقق ہوا کہ صدر اسلام ہے

بیعت جہاد مین لیجاتی تہی خواہ اوس بیعت مین لفظ سمع وطاعۃ کہاجاتا ہو یا لفظ علی ان

لانفر یا علی الصبر وغیرہ اور ماحصل بیعت کا جانبازی کرنا تہا اور مقصود بیعت سے بیع کرنا

اپنے نفس کا اور عبد اور غلام ہوجانا من لہ البیعۃ کا (یعنے جسکی بیعت کیجاوے) نہین

سمجہاجاتا تہا جیساکہ عنقریب معلوم ہوگا کہ عہد خلافت بنی امیہ مین یہ معاہدہ بیعت معاہدہ

عبدیت قرار دیدیا گیا تہا حالانکہ مرد مسلم در زمان اسلام کسیطرح غلام نہین ہوسکتا

پھر ہیچ یہ معاہدہ کسی منصب نبوت یا عہد امامت رب العزت کا متحقق کرنے والا نہین تہا

بلکہ غرض وغایت اس معاہدہ اطاعت اور بیعت سے اتفاق اہل اسلام کا شوکت

وترقی وشیوع دین مبین کے لئے تہا ائمہ معصومین علیہم السلام نے بہی جو مومنین

وعامہ مسلمین سے بیعت لینی اختیار فرمائی ہی غرض وغایت اوس سے اونکو متقرر کرنا

اپنی امامت کا نہین تہا بلکہ مقصود اتفاق مومنین سے تشئید نظم خلافت وترقی

دین وغلبہ ایمان مد نظر رہا ہے اور اسی لئے اس معاہدہ بیعت کا شرف اسلام مین

قرآن سے ثابت ہی اور نکث بیعت بقولہ تعالی ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ

کے اشنع شائع تہا مگر ناکثین وفارین نے اوس شرف کو ایسا عرض بازار اہل کساد

اور دستمال اصحاب فتنہ وفساد کردیا کہ ہر متغلب وطاغی ومتمرد وباغی اور ہر ظالم وفاسق

وہر مفسد وقاطع الارحام ومنافق کی بیعت علی الخلافۃ الحقہ بالسمع والطاعۃ وبالطوع

والرغبۃ شرعاً بلکہ بشریعت نفسانی جائز گردانی اور اوس متغلب و باغی کا امام صدق
وخلیفہ برحق ہونا داخل شریعت غرّا کر لیا حالانکہ کتاب شرح مواقف مین مذکور ہے
کہ اِنَّ البَیعَۃَ لَیسَتْ عِندَنَا مُثبِتَۃً لِلْاِمَامَۃِ حَتّٰی یَتِمَّ مَا ذَکَرتُمْ بَلْ ھِیَ عَلَامَۃٌ مُظْہِرَۃٌ
لَہَا کَالاَقیِسَۃِ وَالاِجمَاعَاتِ اور عنقریب معلوم ہوگا کہ بیعت کا اثر حقیقت خلافت مین
بوجب تشتت اقسام بیعت کے مثل قیاس و اجماع کے بھی نہین نہ بیعت قوام امامت وخلافت
حقہ دینیہ سے ہی کیونکہ تحقق امامت کا من عند اللہ ہوتا ہی خواہ بیعت عام یا خاص گروہ
انام کے واقع ہو یا نہ وپھر نوع عہد رسالت مین مومنین خالصین مسلمین موقنین بیعت
بطوع و رغبت پیغمبر خدا صلعم سے کرکے حق معاہدہ ادا فرماتے تھے اور گروہ منافقین
ومذبذبین ومولفۃ القلوب بطمع اموال غنائم وحصول منافع وظہور آثار تہاے ملکی
وحرص تصرفات امارت کے ونیز بخوف قتل کے اختیار کیا کرتے تھی جب اسلام مین
زمان فتن و ملاحم کا بدستیاری اصحاب ضغائن کے دوران ہوا جسکی خبر مخبر صادق
حضرت ختمی نبوت نے حذیفہ یمان کو دی تھی کہ تکون بعدی ائمۃ لا یھتدون بھدائی
ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان
انس قال (حذیفہ) قلت کیف اصنع یا رسول اللہ ان ادرکت ذلک قال صلعم
تسمع وتطیع وان ضرب ظہرک واخذ مالک فاسمع واطع کما فی الصحیح لمسلم

ے یعنی بیعت نزدیک ہم اہلسنت کے ثابت کرنیوالی خلافت و امامت کی نہین ہی یہانتک کہ اعتراض تمہارا پورا ہو سکے
بلکہ بیعت ایک ظاہر علامت خلافت کی ہے مثل قیاسات اور اجماعات کی انتہی ۲ے یعنے فرمایا رسول خدا
صلعم نے کہ میرے بعد ائمہ ہونگے وہ میری ہدایت کی موافق ہدایت یافتہ نہونگے اور میرے طریقہ پر نہ چلینگے اور
پیٹہ مضروب ہو اور مال تیرا لیلیا جاوی پس سمع وطاعت بسر کر انتہی

اس حدیث سے جواز بیعت امرائے جور کا علی السمع والطاعۃ ثابت ہوا اور حدیث ابن عباس
مین رسولخدا صلعم سے بجائے لفظ ائمہ کے لفظ امیر و سلطان ماثور ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین
مذکور ہی قال قال صلعم من کرہ من امیرہ شیئاً فلیصبر علیہ فانہ لیس احد من الناس یخرج
من السلطان شبراً فمات علیہ الا مات میتۃ جاھلیۃ پس اوس تغیر دوران
سے شان مطاع کی بوجہ تسلط اصحاب ضغائن کے بدل گئی کہ بجائے مطاع حق کے
مطاع باطل وجائز ہوگئی جنکے بدن مین قلوب شیاطین ثابت ہوے تو شان اوس معاہدہ
بیعت کی حسب حال زمانہ کے منعکس ہوگئی کہ مومنین موقنین بیعت مطاع متغلب
و متملک کے بخوف قتل و حرق بیوت کے اور منافقین و مؤلفۃ القلوب بامید منافع
و ظهور ملۃ واحدہ کے بخوشی و رضا بیعت کرنے لگے پس تغیر حیثیات پر بیعت کی ہی چند
قسمین ہوگئین **اول** بیعت صادقہ مومنین صالحین کی خلافت حقہ پر جسکی صراحت
محتاج بیان نہین ہی **دوسرے** بیعت مکرہہ منافقین یا طامعین کی خلافت محققہ اہل اسلام
پر جیسا کہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ذکر خلافت اخبار میر مین نقل کیا ہی کہ ان طلحۃ
والزبیر بایعا کارھین غیر طائعین خرجا الی مکۃ اور یہ دونون صحابی از جملہ
اصحابی کالنجوم علی زعمہم تہی جنکے اقتدا مین انکو ہدایت پانی ہو فاحفظ **تیسری** بیعت

۱ یعنی فرمایا کہ جو شخص کراہت پاوے کسی چیز مین اپنے امیر سے پس چاہئے کہ اوس امر مکروہ پر صبر کرے پس شان یہ ہے
کہ کوئی آدمیون مین نہین ہی کہ جو ایک بالشت اطاعت سلطان سے باہر جاوے اور وہ اوسی حال مین مرجاوے مگر یہ کہ موت جاہلیت مین مرا
۲ یعنی طلحہ و زبیر نے بشیر بن الحنۃ نے بیعت بکراہت و بلا رغبت کی تہی پہر وہ دونون مکہ کی طرف چلے گئے بارادہ خروج کے انتہی

بکرہ یعنے مومنین خلافت باطلہ پر مثل بیعت بزمان الف شہر کے جو عامۃ الناس نے امرائی بنی امیہ
وبعد ازان خلفاے بنی عباس کے بکراہت قلبی اور خواص نے گروہ اہل دیانت سے
بخوف قتل ونہیب کے اختیار کی تھی چنانچہ سلف صالحین اور ائمہ اہل سنت کی بیعت
منصور دوانقی کی خلافت پر بر بنا رقمہ خلیفہ کی تاریخ الخلفا رمین اسطرح مذکور ہے وآذی
المنصور خلقا من العلماء ممن خرج معہما (ای مع محمد وابراھیم ابنی عبد اللہ
بن الحسن بن الامام الحسن علیہ السلام) اوامر بالخروج قتلا وضربا وغیر ذلک
منھم ابو حنیفۃ وعبد الحمید بن جعفر وابن عجلان وممن افتی بجواز الخروج
مع محمد علی المنصور مالک بن انس وقیل لہ ان فی اعناقنا بیعۃ للمنصور فقال
انما بایعتم مکرہین ولیس علی المکرہین چوتھی بیعت بالرضا خلافت باطلہ
پر جیساکہ نواصب شام امرائی امیہ کے کیا کئے پانچوین بیعت علی الضلالۃ والبلاء
ہے جیساکہ بقایاے صحابہ وصلحاے عصار اہل مدینہ طیبہ نے امیر معاویہ ویزید بن معاویہ
کی اختیار فرمائی تھی چنانچہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین بروایت ابن سکندر
نقل کیا ہے قال قال ابن عمر حین بویع یزید انکان خیرا رضینا وانکان بلاءً صبرنا

۱؎ الملخص ترجمہ یہ ہے کہ منصور عباسی خلیفہ نے ایک مخلوق کو گروہ علماسے ایذا پہونچائی قتل کرنے اور زد وکوب وغیرہ فرمانے سے
اون لوگونکو کہ جنہون نے محمد کی ہمراہی مین منصور پر خروج کیا تہا یا حکم خروج کا دیا تہا اونمین ابو حنیفہ اور عبد الحمید و ابن عجلان تھے
اور اون لوگونمین جنہون نے خروج کا فتوی ہمراہی محمد کے منصور پر دیا تہا مالک بن انس ہین امام مالک سے کہا گیا کہ ہماری گردنون مین
منصور کی بیعت ہے امام مالک نے فرمایا کہ جز این نیست کہ تمنے منصور کی بیعت باکراہ کی ہے اور مکرہ پر یمین نہین ہے انتہے
۲؎ یعنے ابن عمر نے وقت بیعت یزید کے فرمایا کہ اگر یہ بیعت بخیر ہے تو ہم راضی ہو گئے اور اگر یہ بلا ہو وے گی تو ہمنے صبر کیا تھے

اس روایت سے جواز بیعت علی البلاء بنابر سیرت صحابی جلیل ابن عمر کے ثابت ہوگیا
اور امام بخاری نے تاریخ صغیر مین وہب بن کیسان مولی الزبیر سے نقل کیا ہے
انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول قد بسر ابن ارطاة المدینۃ زمان معاویۃ فقال لا
ابایع رجلا من بنی سلمۃ حتی یاتی جابر فاتیت ام سلمۃ بنت ابی امیۃ زوج
النبی صلعم فقالت بایع فقد امرت عبد اللہ بن زمعۃ ابن اخی ان یبایع علی ذمتہ و
مالہ وانا اعلم انہا بیعۃ ضلالۃ ۱ **چھٹی** بیعت مافوق الضلالۃ والبلاء بدرجۂ
قصوی ہے جو صحابہ کالنجوم کے آثار و سیر سے بزمان یزید بن معاویہ و عبد الملک
کے ثابت ہوئی ہے چنانچہ ابن ابی الحدید نے پندرہوین جلد شرح نہج البلاغۃ مین
بین اوسکو نقل کیا ہے کہ کانت بنو امیۃ تختم فی اعناق المسلمین کما یوسم الخیل علامۃ
لاستعبادھم وبایع مسلم بن عقبۃ اہل المدینۃ کافۃ وفیہا بقایا الصحابۃ واولادھا و
صلحاء التابعین علی ان کلا منھم عبد قن لامیر المومنین یزید بن معاویۃ الا علی بن الحسین
فانہ بایعہ علی انہ اخوہ وابن عمہ قال ونقشوا اکف المسلمین علامۃ لاسترقاقھم کما یصنع
بالعلوج من الروم والحبشۃ اور تاریخ الخلفاء مین منقول ہے وفی سنۃ اربع وسبعین

۱ یعنے جابر انصاری صحابی سے سنا کہ فرماتے تھے کہ بسر بن ارطاۃ زمانہ خلافت امیر معاویہ مین داخل مدینہ طیبہ ہوا بیعت لینے کی غرض سے
اور کہا کہ مین کسی شخص قبیلہ بنی سلمہ سے بیعت نہ لونگا جبتک کہ جابر انصاری بیعت کرلے نہ اوے جابر فرماتے ہین کہ مین خدمت
ام المومنین ام سلمہ کے حاضر ہوا اونھون نے فرمایا کہ اے جابر بیعت کرلے مین نے اپنے بھتیجے عبد اللہ کو بھی اجازت دیدی کہ
بشرط حفظ جان و مال کے بیعت کرلینا کہ یہ فعل بیعت کا بیعت ضلالت ہوا انتہی ۲ یعنے بنی امیہ مسلمانون کی گردنون پر مہرین
داغ غلامی کی لگاتے تھے جیسے گھوڑون پر علامت کے داغ دیا کرتے ہین اور مسلم بن عقبہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت اہل مدینہ سے
جنمین باقیماندگان صحابہ اور صلحا سے تابعین تھے عبدیت کی لی اس بنا پر کہ سب نے اقرار کرلیا کہ غلام یزید کے ہین اور امام زین العابدین سے
بیعت صرف اخوۃ پر فرمائی کہ یزید میرا بھائی چچا کا بیٹا ہے مین اوس سے مخالفت نکرونگا اور راوی نے کہا ہے کہ باقی لوگون کی ہتھیلیون پر
داغ غلامی لگا دیئے جیسے کہ وہ غلامی کی سند بات روم و حبشہ کے ہاتھون پر لگائے جاتے ہین ۳ یعنے کہ حجاج ۷۴ھ مین

سار الحجاج بن یوسف الی المدینۃ واخذ تعنت اھلھا ویستخف ببقایا من فیھا من صحابۃ رسول اللہ صلعم وختم فی اعناقہم وایدیھم یذلہم کانس وجابر وسھل بن سعد انتہی اور مختصراً اس قصہ کو صاحب حبیب السیر نے بھی لکھا ہی۔

ساتوین بیعت علی السلطنۃ ہے جیسا کہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین مستعین باللہ بن متوکل عباسی کی خلافت پر بیعت علی السلطنۃ کو صاف الفاظ مین بدین عبارت نقل کیا ہی کہ بویع الخلیفۃ بالسلطنۃ مضافۃ للخلافۃ وذلک فی المحرم سنہ خمس عشرۃ اور یہ بیعت ارباب حل واہل العقد واصحاب کلام وولاۃ الامور الحکام وصاحبان مناصب احکام اور حملۃ العلم والاعلام وحماۃ السیوف والاقلام وخواص الائمہ وعامۃ الامۃ نے بالاتفاق کی تھی۔ یہان سے دوامر صحیح بہ ثابت ہوئی ایک بیعت کر لینا اہل الحل والعقد کا اور معاہدا طاعت اختیار کرنا کسی مطاع کے سلطنت پر جو یہ بیعت علاوہ بیعت حقہ علی الخلافۃ الدینیۃ الحقہ کے ہے اور یہی مطلوب ہے ورنہ اس بیعت کے ساتھ ضرورت اضافہ بیعت علی الخلافۃ کے (جسکو مفید خلافت دینی مین سمجھا گیا ہی) ہرگز نہوتے لہذا یہ بیعت علی السلطنۃ مغایر اوسکے ظاہر ہوئے دوسری یہ کہ جسجگہ محض بیعت واحدہ للخلافۃ ہووے تو لفظ خلافت چونکہ بمعنے لغوی واصطلاحی کے (بدین معنے کہ خلافت لغت مین سلطنت دنیوی اور اصطلاح مین امامت دینی کو کہتے ہین)

مین داخل مدینہ ہوا اور اہل مدینہ کو گنہگار ونافرمان بردار عبد الملک کا قرار دیا اور باقی ماندگان کا صحابہ رسول سے استخفاف کیا اور اونکی گردنون پر اور ہاتھون پر مہرین لگائین کہ وہ ذلیل ہوئے انتہی ۱۲ یعنے خلیفہ بیعت کیا گیا سلطنت پر باضافہ بیعت خلافت کے اور وہ بیعت علے السلطنۃ والخلافۃ محرم ۸۱۵ مین واقع ہوئی انتہی

مشترک ہی اور اطاعت ہر مطاع برحق و ناحق کی ضرورۃً واجب ہے اور معاہدہ نبوت پر
اہل نبوت کی موقوف ہے تو ایسی بیعت کسی طرح مثبت خلافت حقہ دینیہ کسی متملک و متغلب
کے لئے نہین ہوسکتی اور یہی جواب ہین ایراد عامہ کے لبس کافی ہے اسلئے کہ ممکن ہے
بلکہ مظنون ہے بلکہ متیقن ہے کہ اون مبایعین نے (جنہون نے مبیعین کو ظالم و جائر
بارہا اپنے کلام مین بیان کیا ہے) بیعت اونکی للخلافۃ بمعنے لغوی سلطنت کی اپنے
نیت مین کی ہو وسے فلا حجۃ لہم فافہم اور موکد اور موکد اس بیعت علی السلطنۃ مین
باب وجوب اطاعت الامراء فی غیر معصیۃ ہی جو صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہے چنانچہ
امام نواوی نے شرح مسلم کی حدیث عن عبادۃ قال بایعنا رسول اللہ صلعم علی السمع
والطاعۃ مین افادہ فرمایا ہے کہ قولہ بایعنا علی السمع المراد بالمبایعۃ المعاہدۃ[1]
وھی ماخوذۃ من البیع لان کل واحد من المتبایعین کان یمد یدہ الی صاحبہ
وکذا ھذہ البیعۃ تکون باخذ الکف اور قبل اسکے اپنی شرح مین رقم فرماتے ہین
ومعنے الحدیث لاتنازعوا ولاۃ الامور فی ولایتہم ولا تعرضوا علیہم الی ان افاد
اجمع[2] اہل السنۃ انہ لا ینعزل السلطان بالفسق ثم قال قال القاضی عیاض
اجمع العلماء علی ان الامامۃ لا تنعقد لکافر وقال بعض البصریین تنعقد لہ وتستدام

---

[1] مراد بیعت سے معاہدہ ہی اور یہ ماخوذ ہے بیع سے اسلئے کہ ہر ایک بائع و مشتری ہاتھ اپنا دراز کرتا ہے معاملہ بیع
مین لین دین کے لئے اپنے صاحب کی طرف کو اسی طور پر بیعت ہوتی ہے ہاتھ پکڑنے سے ۔ [2] اجماع کیا
اہلسنت نے یہ کہ سلطان بوجہ فسق کے معزول نہین ہوتا اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ اجماع کیا ہی علماء نے اسپر کہ
امامت کافر کی منعقد نہین ہوتی اور فرمایا بعض علماء بصرہ نے کہ کافر کیلئے امامت منعقد ہوتی ہی اور وہ اسکے لئے مستمر ہوگی

انتہی ملخصاً بقدر الحاجۃ ان افادات سے واضح ہوا کہ حقیقت معاہدہ بیعت کی محض اطاعت ہی جو بوجہ مماثلت معاملہ بیع کے نام اسکا بیعت ہوا نہ یہ کہ اصل بیع ہو وے اور یہ کہ بیعت امرا اور سلاطین کے بہی عندہم جائز ہے اور یہ کہ نزاع کرنا ملوک امرا سے ناجائز ہی اور یہ کہ امام منعقدلہ الامامۃ کا کفر وفسق عندہم مانع امامت وسلطنت کے نہین پس یہ حال بیعت اور اہل بیعت کا ہی ایسی حالت مین اگر کوئی مجبور کسی متغلب کی بیعت اوسکو کافر یقین کرکے جبراً اختیار فرمائی اوس مبیع کا کفر اور فسق اوسکی بیعت سے کسطرح زائل ہوسکتا ہی آٹھوین بیعت فضولی ہے کہ جو اہل الحل والعقد صلحا و فقہا و اہل فتیا و قضا و حماۃ و ائمہ و شیوخ و حفاظ اہل سنت والجماعۃ قبل از وقت بلا تحقق شرائط متخذہ للخلیفہ کے کسی حمایتی کی بیعت کرلین جیساکہ امیر معاویہ کے قبل از سال جماعت کے قضیہ حکمین پر بیعت کرلی گئی سیوطی نے کلام ابن حجر عسقلانی سے ذکر ائمہ اثنا عشر مین اپنی کتاب تاریخ الخلفاء کے صدر مین نقل کیا ہے والذی اجتمعوا علیہ الخلفاء الثلثۃ ثم علی الی ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمعوا علیہ عند صلح الحسن الخ اس سے ظاہر ہوا کہ معاویہ کی خلافۃ پر واقعہ حکمین کی وجہ سے اتفاق واجماع ہوا جو معاویہ کو اوس وقت مین خلیفہ کہا گیا ورنہ کوئی خلیفہ مستخلف بانی خلافت امیر معاویہ نہین تہا جسکے عہد پر وہ خلیفہ کہا جاتا لہذا یہ بیعت فضولی تہی کہ تحقق شرائط خلافت پر تحقق اوسکا موقوف رہا جو عندہم سال جماعت مین وہ شرائط بہم پہنچیں

۱ اور وہ لوگ جنکی خلافت پر اجماع ہوا خلفاء ثلاثہ اور علی مین زور حکمین تک پس معاویہ اسکو دن نامزد بخلافت ہوا پہر صلح امام حسن پر اجماع اوسکی خلافت پر ہوا

او سوقت سے بنا بر قاعدہ متخذہ البتہ خلیفہ مستقل سمجھا گیا اور خلافت عبد الملک

مین افادہ فرمایا ہے بویع لعبد الملک من ابیہ فی خلافۃ ابن الزبیر فلم تصح خلافتہ

الی ان قُتِلَ ابن الزبیر فصحت خلافتہ من یومئذ اس عبارت سے واضح ہوا کہ استخلاف

کسی خلیفہ ماضی مستخلف سے کوئی خلیفہ نہین ہوا کرتا تاوقتیکہ خلیفہ زمان کو قتل نکرے

اوسکے قتل کرنے پر مقتول کا قایم مقام و وارث ہوتا ہے یعنی وراثت خلاف شریعت

ہے اور اگر بیعت سقیفہ کو بھی عینک انصاف سے دیکھا جاوے جیسا کہ فخر رازی اور ابن تیمیہ نے

دیکھا اور اعتراف کیا نہایۃ العقول اور منہاج السنۃ مین کہ سعد بن عبادہ کی بیعت نکرنے

پر شیخین کی خلافت پر اجماع کل فی الکل نہین ہوا بلکہ خلافت عثمان مستند فی الاجماع ہے

تو فعل بیعت سقیفہ کا ضرور عقد فضولی ہوا اور وہ رضاے سعد بن عبادہ پر موقوف تہا

تہا جو وہ رضا حاصل نہوئی تو بیعت بھی فضول گئی اور خلافت بھی کما قال ابن تیمیہ

وقد علم بالتواتر ان المسلمین اتفقوا علی مبایعۃ عثمان لم یتخلف عن بیعتہ احد مع

ان بیعۃ الصدیق تخلف عنہا سعد بن عبادہ ومات ولم یبایعہ وما بایع عمر ومات

فی خلافۃ عمر اور امام رازی نے بھی اجماع بیعت عثمان سے بقولہ لا نزاع فی ذلک

لکنہ ارتفع ذلک النزاع عند موت سعد بن عبادہ ونحن نتمسک بہذا الاجماع

پھر نوع عقد بیعت سقیفہ کو انہون نے فضول جانا **نوین** - بیعت فلتت ہے

ترجمہ ۱ بیعت کیا گیا عبد الملک بنا بر خلیفہ کرنے مروان کے زمانہ خلافت ابن زبیر مین پس خلافت صحیح نہوئی یہانتک کے ابن زبیر قتل کیا گیا

پس اسوقت مین خلافت اوسکی صحیح ہوگئی ۲ سرآئنہ جانا گیا تواتر سے کہ مسلمین نے اتفاق کیا بیعت عثمان پر کہ ایک نے بھی اختلاف

بیعت سے نہین کیا باوجود اسکے کہ بیعت صدیق سے سعد بن عبادہ نے اختلاف کیا اور بیعت نہ کی یہانتک کہ خلافت عمر

مین مر گئے ۳ مرتفع ہوا نزاع خلافت کا سعد بن عبادہ کے مرنے پر اور ہم اسے اجماع سے تمسک کرتے ہین -

جس مین اکثر اقسام بیعت ہاے مذکورہ شامل ہین جو بلا اتقان و بلا حکم شرعی کے محض نادیدہ مصلحتون پر واقع ہوتی ہے جن مصلحتون کو خود اہل الحل سوائے فلتت کہنے کے نہین بیان کرسکے کما فی حدیث الفلتت لعمر اور تیرہ سو برس تک معتقدین وہ مصلحتین اپنے طبائع نقادہ سے محک امتحان پر پیش کرتے ہین اسی لئے نام اوس معاہدہ کا بہی نہین لکہا گیا کہ یہ بیعت کونسی خلافت کو ثابت کرنے والی ہوسکتی ہے اس تیرہ سو برس کے وجوہ فلتت تو بہت ہین کہان تک ضبط تحریر ہوسکتی ہین مگر اواخر زمان محدثین کے مصلحت جو متاخر المحدثین والمتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین اہلسنت والجماعۃ شاہ عبد العزیز نے اپنے عقیدہ دوم شرائط امامت باب ہفتم کتاب تحفہ مین بغرض اثبات خلافت اصحاب ثلاثہ کے آیہ وابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ سے تمسک فرماکر افادہ فرمایا ہے قابل نظر اور حاکی قسم بیعت مذکورہ کے ہے اور وہ مختصر عبارت سراسر افادت یہ ہی کہ معلوم شد جہاد فی سبیل اللہ مقصود از نصب بادشاہ است انتہی اور اپنے عقیدہ ششم مین لکہا ہے کہ فرقہ اہلسنت گاہی امامت بمعنے بادشاہت و ریاست نیز اطلاق کنند زیرا کہ بادشاہ ہر چند خوش سیرت نباشد لاکن در بعض امور دین مثل جہاد و تقسیم غنائم و اقامت جمعہ و عیاد پیشوائی دارد انتہی کما مر آنفا اور متقنین خلافت سقیفہ نے یہ ہی شرائط خلافت و امامت کے لئے قائم کی ہین جیسا کہ صاحب عقائد نے لکہا ہے المسلمون لابد لهم من امام یقوم بتنفیذ احکامهم واقامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهیز جیوشهم انتہی

لہذا مقرر کر ہمارے لئے بادشاہ کو کہ ہم قتال اللہ کی راہ مین کرین ۱۲ مسلمانون کو لابد ہے ... [illegible] ... سوانہا اور سپہ لا نے لشکرون کے اوکے لئے

اب حقیقت خلافت حضرات ثلاثہ کی بالکل کہل گیی کہ گروہ صحابہ اور وجوہ عصابہ
نے جو سقیفہ مین بیعت کی تہی اوس سے غرض و غایت فی الذہن اونکے نافذ ہونا اون احکام کا
تہا جو حسب افادہ صاحب تحفہ کے یہ ہی ہو سکتا ہی کہ عوام الناس حکم قرآن و حدیث کو خاطر
مین نہین لاتے تھے اونکے لئے احکام سلطانی درکار ہین کما یاتی اور تجہیز جیوش کا سیہ ہونا
نصب خلیفہ سے واسطے حصول غنایم کے ہی مطلوب تہا کہ دولت و مال مین وسعت ہو جاوے
اس مین دین رہے یا جاوے مگر سروقت تقرر خلیفہ سے سامان غنایم کا بہم ہو جاوے
جسکی خبر مخبر صادق نے فرمادی تہی کہ اذا فتحت علیکم خزائن فارس والروم ای
قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف کما امرنا الله تعالیٰ فقال رسول الله صلعم کلا
بل تنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تتباغضون الحدیث کما فی
المسلم اور یہ معلوم ہے کہ فتوحات فارس و روم دولت اصحاب ثلاثہ مین حاصل
ہو گیی تہی پس بامید نہین فتوحات کے صحابہ حالیو قار نے ایک بادشاہ سقیفہ مین مقرر کیا
اور اس غرض و غایت و منشاء خواطر صحابہ کے تصدیق صریح عبارت مین صاحب تحفہ نے
مطاعن عمر مین بجواب تحریم متعہ کے بدین الفاظ افادہ فرمائی ہی لاکن فساق و عوام الناس
نے قرآن و احکام حدیث راچہ بخاطر مے آرند این جا احکام سلطانی مے باید و لہذا گفتہ اند
ان السلطان یزع اکثر مما ینزع السلطان پس اضافت نہی بسوی خود بقولہ وانا انہی عنہما

۱ یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جبکہ خزاین فارس و روم تمپر مفتوح ہونگے تم کس طرح عمل کروگے اور کس قوم کے مشابہ
ہو جاوگے طرز عمل مین ابن عوف صحابی نے کہ جو از صحابہ عشرہ مبشرہ کے ہین عرض کیا کہ جو ہمکو خداوند تعالیٰ نے
حکم دیا ہے وہی عمل کرینگے آپنے فرمایا ہرگز نہین بلکہ تم آپس مین تنافس و تحاسد و تدابر و تباغض کروگے الحدیث

براے این نکتہ است انتہی اس عقیدہ سدیدہ سے یہ نکتہ ضرور حل ہوگیا کہ کلام فاروقی
ہم جنس احکام قرآن وحدیث کے نہین تہا فساق وعوام الناس احکام قرآن وحدیث کو خاطر
مین نہین لاتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی تہا وہ اونکے لئے موثر ہوتا تہا اگر
کلام فاروقی حسب سیاق شریعت کے ہوتا اور قوت سلطانی نرکھتا وہ بہی اثر ہوتا یہان دوسرا
نکتہ یہ بہی معلوم ہوا کہ عہد فاروقی مین بین الصحابہ والتابعین متعہ کرنا شائع تہا چونکہ خلاف
منشار فاروقی تہا لہذا وہ عدالت کیش عصابہ متعہ کرنے والا وخل فساق وعوام الناس
ہوگیا اور جب وس عصابہ نے کسی مسئلہ مین انحراف عترت نبی سے واتباع سنت عمری مین
اختیار کیا اوسیوقت اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ہوگیا اور تیسرا نکتہ یہ ظاہر
ہوا کہ کلام علے مرتضے چونکہ باتباع قرآن وحدیث کے ہوتا تہا اسیلئے عامۃ الناس اوسکو
قبول نرکھتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی ہوتا تہا بعض طوعًا وبعض کرہًا اوسکو
واجب الامتثال گردانتے تھے پھر نتیجہ اس بعیت کی حقیقت آشکارا ہوگئی کہ حلی السلطنۃ
بغرض جلب منافع غنائم کی تہی اور اصحاب ثلاثہ جنکے عہد دولت مین فتوحات ممالک حاصل
ہوئی اور جنکی فتوحات ہی صحت خلافت مین بکمال نازش وافتخار پیش کیجاتی ہین ملوک
اسلام علے عقیدتہم تھے اگر یہ حضرات باجازت مستحق ووارث سلطنت کے متصرف ہوتے
اور مرتکب محدثات نہ ہوتے تو ہم بہی اونکو ملوک اسلام اور اونکی خلافت کو ریاست
حقہ سمجتے چونکہ ایسا نہین ہوا لہذا متملکین ومتغلبین فے الاسلام کہا جاتا ہے طبق
مفادات آیات مذکورہ الصدر کے مضائقہ نہین رکھتا اب ہم نتیجہ کلام اس باب اول کا

مختصر لفظون مین حالی کرتے ہین کہ جب اقسام خلافت وانواع بیعت مین بیعت علے السلطنۃ ہی بنا برسیرت صحابہ ثابت ہوئی اور آیات کثیرہ سے متمکلین و متغلبین کی امامت وخلافت ظاہر ہوگئی توجن حضرات ائمہ صلوات اللہ علیہم نے بخوف جان ومال کے بیعت اختیار کرلی وہ بالضرور بیعت علی السلطنۃ تھی بدین معنے کہ ہم بادشاہ کی اطاعت کرتے ہین گے کیونکہ خلیفہ بادشاہ کو کہتے ہین عام اس سے کہ وہ مسلم ہو یا کافر فاسق ہو یا منافق پس اونکے بیعت فرمانے سے خلیفہ مبیع امام برحق نہین ہوگیا اور امام حسین نے جو بیعت اختیار نہین کی اوس مین احیار اسلام واعلان سُبُل ایمان مقصود تھا اور وہ بیعت یا دوفق الضلالۃ ہی تھے اسکی توجیہات باب چہارم مین اور توضیحات اسکی فصل چہارم باب مذکور مین بذیل جواب لفظ بلفظ ایرادات معترض کے مذکور ہونگے انشاء اللہ تعا

سے این مراتب کہ دیدۂ جزو نیست ؛ کارِ کُلّی ہنوز در قدر است

باب دوم

اون شبہات کے جواب مین ہی جو امیرالمومنین نفس ختم المرسلین پر وارد کی گئی ہین اصحاب فطانت وارباب متانت بملاحظۂ اقسام خلافت وبیعت کے ہے جو باب اول مین مفصلاً مذکور ہوئین تمام تر شبہات وایرادات کو مرتفع ومندفع فرماسکتے ہین مگر بپاس خاطر توضیح طلب کے جواب شبہات کا بعنوان کُلّی اولاً لکھا جاتا ہی کہ یہ خطبات اور مکتوبات آپکی اگر غائر نظر سے دیکھیے اور سلامتی فکر سے سمجھے جاوین تو وہ سب آپکی کمال حسن

اور حُسن بلاغت اور اعلیٰ درجہ کی قدرت اداے مطالب اور محاسن مآرب پر دلالت ظاہرہ سے بلکہ آپ کے معجزات باہرہ سے ثابت ہوتی ہین کہ انمین علاوہ اسرار معانی اور نکات مقاصد اور غوامض معارف کی ایک ما بحث فیہ ہی ایسی عبارت مین مذکور ہوا ہے کہ جس مین جامعیت متضادین کے واقع ہے جو باقتضاے زمان وضرورت مقام اداے مرام بصنعت ایہام واحتجاج بوجہ الزام وارد ہے اور سپر امر مستنزا ہی کہ ہر بیان اور ہر ایک استدلال باہمہ ایہام والزام کے بظاہر الفاظ اصول مذہب کے موافق اور راستی وصدق کے مطابق سچا کلام ہے اور شواہد اس دعوے ایہام اور احتجاج بوجہ الزام اور بلفظہا صدق کلام کے بہت ہین مگر یہان پر بعض خطبات نہج البلاغۃ اور بعض معترفات معتقدین ثلاثہ اور بعض قرائن ظاہرہ پر اقتصار کیا جاتا ہی بعد ازان حل معانی حوالہ قلم کیا جاویگا مخفی نرہے کہ ضرورت ایہام اور غرض وغایت ابہام کو عبد الحمید بن ابی الحدید معتزلی نے پندرہوین جلد شرح نہج البلاغۃ مین اسطرح افادہ فرمایا ہی کہ کان معاویۃ یتسقط علیًا وینبغی علیہ ما عساہ یذکرہ من حال ابی بکر وعمر وانہما غصباہ حقہٗ ولایزال یکیدہٗ بالکتاب یکتبہ والرسالۃ یبعثہا یطلب غرتہ لینفث بما فی صدرہٖ من حال ابی بکر وعمر (الی ان قال) فیجعل ذلک حجۃ علیہ عند اھل الشام (الی ان قال) وھوان یثبت عندھم انہ یتبرأ من ابی بکر وعمر فکانت ھذہ الطامۃ الکبریٰ لیست مقصرۃ علی فساد اھل الشام علیہ بل واھل العراق الذین ھم جندہٗ وبطانتہ وانصارہ لانہم کانوا یعتقدون

امامة الشیخین الا القلیل الشاذ من خواص الشیعة فکان الجواب مجملاً غیر بین لیس فیہ تصریح بالتظلیم لهما ولا التصریح ببرائتہما الخ اس عبارت سراسر درایت سے ضرورت ایہام کلام وابہام مرام واضح ہے کہ امیر معاویہ درپے رہتے تھے کہ جناب امیر کی برعم خود لغزشیں اور خطائیں ہاتھ لگیں اسیوجہ سے آپکو غضب میں لاتے تھے کہ آپ فوراً ذکر شیخین کو یاد کر کہہ اوٹھیں کہ اون دونوں نے میرا حق غضب کیا ہے آپکی برانگیختہ کرنے کی غرض سے بتحریر مکتوبات و بارسال رسائل کے ہمیشہ کید و مکر کیا کرتے تھے تاکہ جناب امیر ظاہر فرمادیں اوس امر کو جو آپکے قلب میں شیخین کیطرف سے ہے پس اوسے آپ پر موافق عقیدت اہل شام کے حجت گردانیں اور یہ بلا عظمی اہل شام کے فاسد الخیال ہوجانے پر ہی محدود نہیں تہی بلکہ اہل عراق بھی ہم خیال اہل شام کے اس عقیدہ امامت شیخین میں تھے جو وہ آپکے لشکری اور دوست اور ناصر شمار ہوتے تھے مگر قلیل اور شاذ خواص شیعہ اہل عراق اونکے ہم خیال نہیں تھے پس جواب آپکی بنام امیر معاویہ مجمل یعنے جواب غیر واضح الدلالہ اور غیر بین المطلوب ہوا کرتے تھے اونمیں شکایت علانیہ ظلم شیخین کی نہ ہوتی تھی نہ اونمیں شیخین سے برارت کرنیکی تصریح ہوتی تھی تاکہ زمانہ کے فاسد ہوجانے سے محفوظی رہی لہذا ضرورت ایہام وابہام کلام کی تھی اوسی بنا پر یہ خطبات و مکتوبات مشتمل ہیں اور ضرورت احتجاج الزامی کی محتاج بیان نہیں ہے کہ بعض وہ مکتوبات جو بنام امیر معاویہ کے ہیں مثل قولہ فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک الخ موافق اعتقاد مکتوب الیہ کے فقط مجبور کرنیکی غرض سے وارد ہوئے ہیں اور اگر اتمام حجت بنہج مذہب

حق کے فرماتے جبکہ امیر معاویہ مخالف تھی تو وہ اونپر عقلاً حجت قرار نپاتی اور مثل بعض
آپکی خطبات کی جنمین فرقہ خاص ہی مخاطب ہے وہ بہی متضمن دلیل الزامی کے ہین جیسا
کہ خطبہ ایتہا الفرقۃ التی اذا امرت لم تطع واذا دعوت لم تجب لخ اسلیے کہ مخاطب
نافرمان وہ لوگ تہے کہ علانیہ شیخین سے حسن اعتقاد رکھتے تہے اور اونکے عہد خلافت
مین مطیع اور فرمانبردار رہے اور آپکے زمانہ خلافت مین آپکے احکام کے بجا آوری نکرتے
تہے تو ایسے لوگونکے خطاب مین بہی بدلیل الزامی موافق اونکے عقیدے کے کلام کیا گیا
ہے باایں ضروریات کے صدق کلام بلفظہا و بدلالت باہرہ خلاف تقیہ و احکام
ظاہرہ غیر خفیہ آپکے ایک خاص خطبہ سے ظاہر اور ہویدا ہے گویا کہ ان تمام خطبات اور
مکتوبات کے وہ خطبہ تفسیر اور حل معانی مین واقع ہے اوس مین آپنے ولایت ملکی اور
امارت حقہ دنیوی کو بیان فرمادیا ہے کسیجگہ اوس مین لفظ امام اہل الاسلام یا خلیفہ
اہل ایمان بجز لفظ والی کے اور کہین لفظ مسلمون یا مومنون کا بجز لفظ رعیت کے
اور کسی مقام پر لفظ امامت یا وصایت کا بجز بقاء دولت کے مذکور نہین ہی بلکہ اصلاح
رعیت و استقامت رعیت اور نظام الفت پر اقامت مناہج الدین و عزت دین
کو فرمایا ہی جس سے مستدرک ہوتا ہی کہ معاملات اصلاحی بین الوالی و الرعیۃ اور نظام
الفت سے (جو بہ تعلق نظام دنیا و نظام عالم کے ہے) پورا اثر اقامت دین مین
ظہور پذیر ہوتا ہے اور یہ فوائد بتامل نظر غور کرنے سے بخوبی پائے جاتے ہین اور وہ
خطبہ یہ ہے اما بعد فقد جعل اللہ لی علیکم حقًا بولایۃ امرکم ولکم علی من الحق مثل الذی [صفحہ ۲۳]

لی علیکم اسمین آپ فرماتے ہین ثم جعل سبحانہ من حقوقہ حقوقاً افترضہا لبعض الناس علی بعضٍ فجعلہا تتکافأ فی وجوہہا و یوجب بعضہا بعضاً ولا یستوجب بعضہا الا ببعضٍ واعظم ما افترض سبحانہ من تلک الحقوق حق الوالی علی الرعیۃ وحق الرعیۃ علی الوالی فریضۃ فرضہا اللہ سبحانہ لکلٍ علی کلٍ فجعلہا نظاماً لالفتہم وعزاً لدینہم فلیست تصلح الرعیۃ الا بصلاح الولاۃ ولا تصلح الولاۃ الا باستقامۃ الرعیۃ فاذا ادّت الرعیۃ الی الوالی حقہ وادّی الوالی الیہا حقہا عزّ الحق بینہم وقامت مناہج الدین واعتدلت معالم العدل وجرت علی اذلالہا السنن فصلح بذلک الزمان وطمع فی بقاء الدولۃ ویئست مطامع الاعداء واذا غلبت الرعیۃ والیہا او اجحف الوالی برعیتہ اختلفت ہنالک الکلمۃ وظہرت معالم الجور وکثر الادغال فی الدین وترکت محاج السنن فعمل بالہوی وعطلت الاحکام وکثرت علل النفوس الخ ابتدا، کلام مین فقرات ولایت حقہ دینیہ کے مذکور ہین اور قولہ ثم جعل سبحانہ سے ذکر خلافت حقہ دنیویہ کا ہی پس خطبات مذکورہ اور مکتوبات مسطورہ مستدلہ یہا مین جو خلافت مذکور ہوئی ہے وہ خلافت حقہ ملکیہ ہی جو امام منصوص کو باستحقاق نیابت نبوی کے ملنی چاہیے اور جناب امیر کو یوم استخلاف غدیر سے بعد گذرنے تقریباً ۲۵ سال کے حاصل ہوئی تھی اور آپ مخالفین پر اپنے اسی حق فائق کو بالتباس خلافت حضرات متملکین کے احتجاج مین پیش فرماتے تھے مگر اونکی خلافت متملکانہ دنیویہ تھی اور آپکی وہی خلافت حقہ مالکانہ تھی اور یہ دعوے خلافت جسکا ظہور اور تصرف

صلاح رعیت اور اجماع امت پر ہی منحصر تھا کیا سچا دعوی اور سچا کلام ہی کہ اس مین
نہ کوئی محل تاویل ہی نہ یہ اس تقدیر پر بدلیل الزام ہے لکن عوام الناس البتہ اسی التباس
کی وجہ سے آپکے احتجاجات مین تمیز نکر سکتے تہے اور یہ ہی سمجھتے تہے کہ آپکا مسلک اور آپکی
خلافت موافق مسلک شیخین اور خلافت شیخین کے ہے جو باجماع امت ہوا کرتی ہی نہ بالنص
اور اسی غلط فہمی نے مبغضین اہلبیت کو مغالطہ مین ڈالدیا اور وہ کچہ تدبر نہین کر سکے
اور نہین کرتے کہ دیگر خطبات آپکی جنمین شکایات قریش اور اتلاف حق کا بیان وارد ہے
اگر وہ ظاہر الفاظ خطبات مستدلہ سے منطبق کیجاوین تو بداہتہً معارض و متناقض ہین
اور یہ تناقض صریح کسی عاقل و عالم کے کلام مین واقع نہین ہوتا ہے چہ جائیکہ کلام امام
معصوم مین ایک خطبہ شقشقیہ ہے ان خیالات مذہب اجماعی خلافت کے باطل کرنیمین
بس کافی اور وافی ہے فاحفظ اب ہم بعد اس تمہید کے ان خطبات و مکتوبات کے شبہات
کو مصرحاً دفع کرتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام نے جس خلافت کا دعوی فرمایا اوسکو
بحق دیگران بوجہ عدم [illegible] عدت زمانہ کے واگذاشت فرمادیا یا علی زعمہم تسلیم کرلیا یا شکایت
غصب حق کے فرمایا سکئے یا خلافت کو باجماع مہاجرین و انصار فرمایا وہ سب خلافت دنیوی
تہی جسکے کہ آپ بعد تحقق خلافت حقہ دینیہ کے مستحق تہی نہ خلافت حقہ دینیہ تہی کہ
تقرر اسکا من عند اللہ ہوتا ہی اب کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا نہ ہوسکتا ہی اور جواب
بوجہ تفصیل یہ ہے کہ خلافت حقہ دینیہ کا بنا بر اجماع امت ہونا ہرگز مذہب جناب
امیر کا نہین ہے جس کلام سے کہ ایسا شبہ وارد ہوتا ہے وہ خلافت مدعوہ دنیویہ ہی ہے

اور اس مین شبہ نہین کہ خلافت [illegible] اخوان و انصار کے میسر نہین آتی جو تھا تحقق اس خلافت کا بالاستحقاق [illegible] اسکی موافقت اہل وفاق و آفاق کچھ ہو سکتا نہ کسی اور وسیلہ سے لہذا اس مین خصوصیت آپ صاحب کی دربارۂ تقرر خلافت باجماع امت نہین ہی بلکہ امر واقع بھی یہ ہی ہو اور جناب امیر نے دعوے خلافت مین استدلال محض اخوت نبی پر منحصر نہین فرمایا بلکہ احادیث انشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصوص قرآنی و اخبار کثیرہ سے احتجاج فرمائی ہے یہانپر فقرہ مختصر آپکے کلام بلاغت نظام سے ملتقطاً نقل کیا جاتا ہی کہ فرمایا آپنے انا اخو رسول اللہ و وصیّہ و ولیہ و وزیرہ الخ ولو فرضنا کہ آپنے محض قرابت اخوت ہی امر خلافت مین احتجاج فرمائی ہے پس آپکا دعوے بنابر استحقاق قرابت بہر دو وجہ حجت تحقیقی و حجت الزامی کے سراسر صدق و واقعاً موثر برحق ہوا کہ اہل سقیفہ اوس حجت کو سنکر معترف و متعذر ہوئے اور کہنے لگے لو کان هذا الكلام سمعته الانصار منك يا علی قبل بيعتها ابابكر ما اختلف عليك اثنان كما فی كتاب السياسة والامامة لابن قتيبه و ترجمتها فی روضة الاحباب اور حجت تحقیقی آیات قرآنی اور سنن انبیا سبحانی سے پائی جاتی ہی کہ از حضرت آدم تا زمان عیسیٰ بن مریم خلافت مطلقہ غیر عشیرہ نبوی کی طرف منتقل نہین ہوئی اور آیہ وافی ہدایہ ومن آبائهم وذرياتهم واخوانهم واجتبيناهم وهديناهم الى صراط مستقيم بسمین ناطق ہی اور یہ نہین فرمایا ومن حواريهم واصحابهم ومن رائهم الخ

---

۱ اگر اس کلام کو انصار تجہسے اے علی قبل بیعت کرلینے ابوبکر کے سنتے تو دو آدمی تجہسے اختلاف نکرتے ۲ یعنی انبیا کے آبا و فرزندان اور اخوان کو ہمنے فضیلت اہل عالم پر دی اور برگزیدہ کیا اور ہدایت کی صراط مستقیم کی طرف انتہی

تاکہ حق برگزیدگی امر خلافت و نیابت کا قرابت سے متجاوز ہو کر صحابہ کیطرف منتقل ہونا
سمجھا جاتا بلکہ اس حق کے لئے ذریت و اخوت ہی درکار ہے چونکہ نسل پیغمبر سے اولاد
ذکور نہین تھی لہذا آپنے اگر قرابت اخوت رسول اللہ کے دعوے خلافت کا کیا وہ
بنص مذکورہ و دیگر آیات کے حجت روشن ہے اور یہ آیہ کریمہ طہارت اسلام آبا و اجداد
و اخوان انبیا علیہم السلام پر بھی ظاہر الدلالۃ ہے پس جس طرح حضرت موسی پیغمبر کے ولد
نرینہ نہونے پر نیابت و وزارت و خلافت حضرت ہارون اونکے بھائی کو پہونچی وہی صورت
خلافت حضرت نبوی کے لئے پیش آئی کہ آنحضرت صلعم کے بھی کوئی فرزند نرینہ وارث
آپکا نہین تہا چونکہ زمان سلف مشبہ بہ اس امت مین حضرت موسی نے درخواست رب العزت
سے بقولہ واجعل لی وزیراً من اہلی ھارون اخی دربارہ خلافت کے پیش کی تہی
اور بارگاہ عز و جلال سے بقولہ سنشد عضدک باخیک[۲] و بقولہ وجعلنا معہ[۳]
اخاہ ھارون وزیراً و بقولہ اذہب انت واخوک بایاتی[۴] و بقولہ کلا[۵] فاذہبا بایاتنا
انا معکم مستمعون و بقولہ تعالے مقولۃً عن موسے قال لاخیہ ھارون اخلفنی[۶]
فی قومی و بقولہ واخی ھارون ھو افصح منی لساناً فارسلہ معی ردأً یصدقنی الآیہ
اس استحقاق خلافت مین بحق الاخ نص جلی ہین لہذا یہ استدلال آپکا وانا اخو رسول اللہ

[۱] گردان تو اللہ میرے لئے وزیر میرے اہل سے ہارون میرے بھائی کو [۲] قریب ہی کہ ہم مضبوط کرینگے بازو تیرا اے موسے بھائی تیرے سے [۳] گردانا ہمنے ساتھہ موسی کے بھائی اوسکے کو وزیر [۴] جا تو اے موسی اور بھائی تیرا ساتھہ نشانیون ہماری کے [۵] ہرگز نہین پس جاؤ تم دونو اے موسی و ہارون ساتھہ نشانیون ہماری کے ہم تمہارے ساتھہ سننے والے ہین [۶] نمبر ۶ کا ترجمہ ہو چکا ہم پرگندہ ہے اور بھائی میرا ہارون مجھسے زیادہ فصیح اللسان ہے پس اوسکو میرے ساتھہ بھیجنے کا حکم دی کہ وہ میرے کلام کی

امر خلافت مین درمیان اس امت مشبہ بامت موسی کے جامع مفادات قرآن و سنن انبیاء رحمٰن واقع ہوا ہے اور اگر تمام تر نصوص محتج بہا سے غض بصر کیجاوی اور محض استدلال حدیث اخوت پر صبر ہووے تو بمفحوائے قولہ تعالےٰ واخوانا علی سرر متقابلین کے کوئی شخص بدرجہ تقابل ہمنشین وہم چشم ختم المرسلین نہین ہوسکتا مگر بھائی جو خلیفہ نبی ہووے فافہم اور وقت محاجہ آپنے اہل سقیفہ پر اثبات خلافت مین نصوص کثیرہ سے احتجاج فرمائی ہے چنانچہ کتاب سلیم بن قیس الہلالی تابعی جلیل و کتاب احتجاج علامہ طبرسی و کتاب امالی شیخ ابو جعفر طوسی و کتاب المجالس و کتاب امالی ابن بابویہ وغیرہا مین باسناد صحیحہ منقول ہے جنکا نقل کرنا بس مطول ہی لہذا بعض فقرات حدیث انشاد کتاب احتجاج سے نقل کئے جاتے ہین کہ جناب امیر نے ابو بکر عتیق سے فرمایا فانشدک باللہ انا المولی لک ولکل مسلم بحدیث النبی یوم الغدیر ام انت اور کتاب سلیم مین بذیل ذکر سقیفہ کے آپکا یہ کلام حجت الضمام بلاغت النظام بھی مذکور ہے کہ جو آپنے فرستادہ ابو بکر صدیق سے بجواب قولہ اجب خلیفۃ رسول اللہ کے فرمایا ہے ما اسرع ما کذبتم علی رسول اللہ انہ لیعلم والذین حولہ ان اللہ ورسولہ لم یستخلف غیری اس احتجاج سے علی الاعیان ظاہر ہوگیا کہ امر خلافت مین جناب امیر کا مذہب من عند اللہ والنبی تھا اور خلافت اجماعی جو خلیفہ مجمع علیہ

۱؎ پس قسم دیتا ہون مین تجھ کو اللہ کی کیا مین مولا تیرا اور تمام مسلمانونکا بنص حدیث نبوی کے یوم غدیر ہوگیا ہون یا تو مولا ہوا ہم غدیر ہوا ہی ۲؎ تمنے کیا اور کسقدر سرعت جھوٹ بولنے مین رسول خدا پر کی ہی (کہ جو ابو بکر کو خلیفہ رسول اللہ کہتے ہو) بتحقیق وہ یعنی ابو بکر او جو اوسکے گرد ہین البتہ جانتے ہین کہ اللہ اور اوسکے رسول نے کسیکو سوا میرے خلیفہ نہین کیا تھا

کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے وہ آپکے نزدیک کاذب اور جھوٹے تھے اور حدیث ارشاد
مین نصوص متوافرہ و محکمات متظافرہ مذکور ہین جنکی نقل موجب طوالت ہے اور احتجاج
فرمانا ولایتماب کا آیہ انما اور آیہ تطہیر اور آیہ اطیعوا اللہ اور آیہ مباہلہ اور آیہ
مودت و دیگر آیات سے اور حدیث غدیر اور حدیث منزلت اور حدیث اخوت
اور حدیث ولایت اور حدیث طیر وغیرہا سے اس مقام پر بایام سقیفہ و نیز بایام
شوریٰ کتاب فرائد السمطین ابراہیم الحموینی اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید اور
فضائل اخطب الخطبا ابو مؤید موفق بن احمد الخوارزمی مین بھی باسناد مختلفہ مزبور ہے
اور یہ احتجاج نصوص خلافت حقہ دینیہ کے حقیقۃً بنظر استحقاق و طلب خلافت
حقہ دنیویہ کے جو مدعا و رمانحث فیہ ہے البتہ کارآمد ہین کما مضے بیانہ مفصلاً کہ خلافت
حقہ دنیویہ کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے کہ جو خلافت حقہ دینیہ پر من عند النبی فائز ہو ورنہ نصوص
مذکورہ سے احتجاج فرمانا خلافت دنیویہ کے لئے حقیقۃً خلاف مقتضای مقام تھا اور
جو جمعقا ملت کہہ دیتے ہین کہ اگر رسالتماب صلعم جناب امیر علیہ السلام کو اپنا خلیفہ فرما دیتے
اور آپ کی خلافت پر نص من عند اللہ و من عند النبی ہوتے تو یوم سقیفہ ضرور تھی کہ آنحضرت
علیہ السلام اوس استخلاف کو حجت اپنے دعوی مین پیش فرماتے یہ کہنا علاوہ نصوص مذکورہ کے
ہر دو قسم دینی و دنیوی خلافت سے بالکل لغو ظاہر ہو گیا کیونکہ آپکا دعوی اوس خلافت کا تھا جو
آیہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون
مین مذکور ہے اور آپنے اون لوگون سے دعوے خلافت کا کیا تھا جو بمصداق

فہل عسیتم ان تولیتم فی الارض کے قابض ہوگئی تہی جو ہر دو آیہ کے مفاد سے واضح ہوتا ہی کہ خلافت متنازعہ تسلط ارضی وامارت ملکی تہی قولہ ان الارض یرثہا وقولہ تولیتم فی الارض اسپر نص محکم ہے پس ہم نصوص اپنی پیش کردہ سے غض بصر کرکے کہتے ہین کہ جناب امیرؑ کا دعوے خلافت فرمانا کتب اخبار وسیر مین بایام سقیفہ وشورے تو متفق علیہ بین الفریقین ہی کما مضے ویاتی بعض شواہدہا اور خلافت منصوصہ وقت دعوی کے محصلہ ومقبوضہ تہی نہ مغصوبہ نہ وہ غصب ہوسکتی تہی پوہ خلافت مدعو سوائے خلافت حقہ دنیویہ ملکیہ کے کیا ہو سکتی ہی اور حدیث انشاد مین جسکو جہابذہ محدثین عامہ نے بہی نقل کیا ہی استحقاق خلافت کا ظاہر فرمانا بنصوص آیات واخبار کے مذکور ہے صاحب صواعق محرقہ نے بہی بعض الفاظ دارقطنی سے اس حدیث کی نقل کی ہین تو یہ نصوص انشاد صاف دلالت کرتی ہین کہ خلافت جناب امیرؑ کی منصوصہ تہی اور اوس خلافت منصوصہ کی بنا پر آپ اپنا حق اس خلافت مدعو کو جانتے تھے جو مغصوب ہوکر قبضہ ثلاثہ مین رہی تہی بنا برمذہب خلافت اجماعی کے بلا حصول بیعت خلافت کے دعوے خلافت کیسا کیونکہ دعوی کرنا خلافت منصوصہ کا تو غیر قابضین سے محض بے معنی ہے حضرات ثلاثہ کب خلافت بالنص پر متملک ہوئے تہی جو اونسے وہ خلافت طلب فرماتے اور خلافت ملکی پر بلا اجماع مذکور کسطرح دعوی کرتے یہانپر تو دعوی ثابتہ کیلئے جو فریقین کے یہان متواتر سے ثابت ہے کوئی وجہ موجہ نہین ہو سکتی بجز اسکے کہ خلافت ملکی چونکہ شعبہ خلافت نصی کا ہے پس وہ دعوا آپکا خلافت حقہ ملکی کا بربنا رخلافت متصلہ دینیہ کے تہا نہ اور وجہ سے

اور اگر کہا جاوے کہ آپنے خلافت کا دعوے نہین کیا مگر یہ کہ آپ کی شکایت کا منشا
یہ ہی تہا کہ یہ بیعت سقیفہ کی میری خلافت پر ہوتی فانا قلت یہ خیال خام بملاحظہ مضامین
خطبات مذکورہ کے بدیہیۃ البطلان ہی کما یاتی مکرراً بیانہا از انجملہ قولہ فانہا منعتنی
حقی و غصبتنی امری سے صریحاً اسکی تکذیب ہوتی ہی کیونکہ ایسے خطبات و کلمات آپکے
حق ثابت و خلافت محقق بالفعل پر بوجہ تام دلالت کرتے ہین سلمنا لاکن یہ خواہش آپکی
بالضرور بوجہ کسی استحقاق پر ہونی چاہئی جو وہ حق متملک خلیفۂ متصرف پر فائق ہو ورنہ ہر شخص
غیر مستحق مدعی ہوجاتا حالانکہ کوئی بہی متعرض خلافت سوائے آپکی بدلائل منصوصہ و احتجاجات مسکتہ نہین ہوا
پس وہ استحقاق سوائے الحق آپکی دینی خلافت منصوصہ کے پیدا نہین ہوسکتا و ہو عین المطلوب
اور مخفی نرہے کہ بعد رفع نزاع آپکی رضامندی نہ حضرات ثلاثہ کے تسلط خلافت پر ہوئی
ہے بلکہ حسب ماموری پیغمبر خدا صلعم کے آپنے معاشرت سلاطین کو ضرورۃً و ماموراً اختیار
فرمایا تہا چنانچہ حدیث خاصف النعل اور حدیث مروی صاحب صواعق والذی نفسی
بیدہ لتقیمن الصلوۃ ولتؤتن الزکوۃ او لابعثن الیکم رجلا منی او کنفسی یضرب
اعناقکم ثم اخذ بید علی ثم قال ھو ھذا شاہد ہین آپکے منصب حفاظت اسلام کے
ہین اور ہم مضمون اسکی حدیث مروی صحیح مسلم ہی کہ رسولخدا نے جبکہ حالات ائمہ اشرار
بیان فرمائی اور لوگون نے اجازت جہاد کی چاہی تو آپنے فرمایا لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ

۱ یعنے قسم بخدا کہ اقامت صلوۃ و ادائے زکوۃ کروگی یا مین ایک شخص کو اپنی ذات سی یا فرمایا مثل اپنی نفس کی تم پر مبعوث
کرتا ہون تاکہ عدم بجا آوری پر تمہاری گردن ماردیوے اور جناب امیرؑ کا ہاتہہ پکڑ کر فرمایا وہ یہ شخص ہی کہ جسکو مین لطور مامور
کرتا ہون ۲ یعنے اونکو قتل نکرنا جب تک کہ وہ تم مین نماز پڑہے جاوین۔

فی حدیث ام سلمۃ فی کتاب نفس الرسول بلا اختیار فرمانے معاشرت کی حال اقامت صلوٰۃ
صحابہ کا معلوم رہنا امر مشکل تھا بلکہ بحالت ہجرت فرمانے کے زیادہ صعب اس وقت
محاجہ فرمانے کے کوئی حجت روشن اور دلیل دندان شکن قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم
کما احتججتم علی الانصار سے نہیں تھے جسکے جواب میں لوکان ھذا الکلام سمعتہ
الانصار منک یا علی قبل بیعتھا ابابکر ما اختلف علیک اثنان کما مضی
حامیان خلیفہ و بانیان خلافت سقیفہ نے مجبور ہوکر زبان سے کہہ دیا اور دوسرا
قول جناب امیر کا فانھا منعتنی حقی و غصبتنی امری اور تیسرا قول فانھم ظلمونی حقی الخ
اور چوتھا قول ان اللہ عزوجل لما قبض نبیہ قلنا نحن اھلبیتہ و عصبتہ و ذریتہ
الخ اور پانچواں قول اللھم انی استعدیک علی قریش و من اعانھم فانھم
قطعوا رحمی و صغروا عظیم منزلتی واجمعوا علی منازعتی امراً ھو لی اور چھٹا
قول ان لنا حقاً ان نعطہ ناخذہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل اور ساتواں قول
دعوالی والتمسوا غیری الخ اور آٹھواں کلام جو ایک نامہ میں بنام معاویہ درج ہے
اما فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا
ابابکر وعمر الخ اور اسیطرح آپکے دعاوی خلافت و اظہار شکایت تمامتر متعلق اوسی خلافت
سے ہیں جو تسلط فی الارض و تصرف امور رعیت سے مرتبط تھے کما عرفتہا مکرراً مفصلاً اور
واضح ہو کہ امیر معاویہ محکوم باسلام ضرور تھے خواہ بحیثیت مؤلفۃ القلوب ہونیکے یا بلحاظ فی
قلبہ مرض کے یا علی زعمہم لشرف صحابیت کے پس اونسے بیعت کا طلب کرنا علی التوجیہ

والرسالۃ وغیرہما کب سزاوار تہا کیونکہ پیغمبر خدا صلعم نے تو منافقین سے بوجہ اونکے محکوم باسلام ہونیکے بیعت علی التوحید والرسالۃ مجدداً کبہی طلب نہین فرمائی جو جناب ولایت مآب معاویہ وگروہ مؤلفۃ القلوب سے اپنی امامت منصوصہ پر بیعت طلب کرتے بلکہ آپکا طلب بیعت معاویہ سے کرنا اوسی خلافت مجمع علیہا پر تہا جسکی مخالفت پر نظم خلافت مین رخنہ اندازی متصور تہی اور وہ خلافت ظاہری سے ہی زیادہ تر متعلق ہو سکتی ہی تاکہ رعایا و برایا متفق الطاعۃ رہی اور کسیکو خلاف منشاء امام العصر و خلیفہ دہر کے بسبب بیعت نکرنے کے موقع تمردی کا نظام شریعت مین نہ ملی لہذا آپنے استدلال مین اوسی خلافت مجمع علیہا کو ظاہر فرمایا کہ جسکا تحقق و ظہور حقیقۃً اتفاق و اطاعت عبایا سے ہی ہوا کرتا ہی اور جو باعتقاد ظاہری مخاطب مکتوب الیہ کے بہی واجب التسلیم اور مسلم الطاعۃ تھے پس آپکا یہ استدلال کہ فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر مشتمل بر ہر دو وجہ تحقیقی والزامی کے صحیح ہی اور یہ کمال قدرت تادیہ کلام مین ہی کہ جو کلام واحد جامع دلیل تحقیقی والزامی کا ہووے اور یوم غدیر جو حضرت رسالت نے صحابہ کو حکم بیعت شاہ ولایت کا دیا تہا کما فی حبیب السیر وہ استخلاف حاوی خلافت دینیہ و دنیویہ کا بقائم مقامی ذات اقدس آنحضرت صلعم کے تہا فقط اور اس امر کو مرۃً بعد اولیٰ وکرۃً بعد اخریٰ حاصل کیا گیا ہے کہ حاصل ہونا اوس خلافت ظاہری کا بعالم اسباب یعنی اطاعت امت و بیعت رعیت پر موقوف تہا لہذا آپنے اونہین اسباب اور وجوہ سے معاویہ پر حجت فرمائی جن اسباب سے کہ تصرف فی الارض زمانہ رسالت مین حضرت ختمی نبوت کو حاصل ہوا

اور بالعموم خلافت ظاہری کے لئے وہی سامان عالم اسباب ہوا کرتے ہین اعنی
نصرت اعوان اور اطاعت مردمان واتفاق بیعت لشکریان بلکہ جناب امیر نے بنا بر نقل
عبد الحمید شارح نہج البلاغہ کے اس جملہ کو دوسری نامہ مین اسطرح رقم کیا ہے لان بیعتی بالمدینة
لزمتک وانت بالشام کما لزمتک بیعة عثمان بالمدینة وانت امیر لعمر علی الشام جس سے بیعت حاضرین کی
مردمان غائبین پر بطبق مذہب مختار امیر معاویہ کے لازم العمل و واجب الطاعة ثابت ہوتی ہے احجت الزامی
پر آپنے فرمایا ہے کہ مرد غائب کو حق انکار کا اوس بیعت سے نہین ہے کہ جس مین وہ حاضر نہو دیکھو اگر غائبین پر بیعت
حاضرین کی حجت نہوتی تو عمر خطاب معہ عصابۂ صحابہ کے بیت الشرف جناب سیدہ پر
اگ و لکڑیان لیکر نجاتے اور اون کو جو شریک بیعت سقیفہ نہین ہوئے تھے اور بیت سیدہ
مین جمع ہوتے تھے تہدید احراق نفرماتے اور سعد بن عبادہ کو باوجود اونکی مہاجرت
ملک شام کے خالد بن ولید و ابو عبیدہ کے تیرون سے قتل نکراتے اور مالک بن
نویرہ کی قوم غیر حاضر پر الزام ردّت عائد نفرماتے یہ تمام اجتہادات اسکے مخبر ہین کہ
بیعت حاضرین کی غائبین پر حجت ہے پس اسی حجت الزامی سے امیر معاویہ کو محجوج کیا
اور آپنے وہی احتجاج مین فرمایا کہ جو مہاجرین و انصار عمل مین لا چکے تھے اور یہ شکایتین
جو بطلب خلافت کے رفع غیر موضع آپکے خطبون اور کلام مین وارد ہین وہ سب اسی
لمعارت تصرف فی الارض کی بنا بر استحقاق کی تہین کہ خلیفہ نبی اور نبی کا وصی اوسی
وراثت کا مستحق ہوتا ہے جو نبی کو حاصل ہو چکا ہووے چونکہ جناب امیر ثلاثہ کو
خلفاء نبی اور رسول عربی کا حق وراثت منتقل ہونا اونکے حق مین نہین جانتے تھے لہذا

ما ہر آئینہ میری بیعت مدینہ کی تجھپر شام مین لازم ہو گئی جیسا کہ بیعت مدنی عثمان کی تجھپر اوسوقت مین لازم ہوئی کہ تو شام مین عمر

اس اپنے حق کی ادا سے طلبگار تھے اور ہمیشہ خواہان رہے مخفی نرہے کہ اس نامہ مین جو امیر معاویہ کے نام پر ہے ناسخین نے کمی و بیشی عبارت مین فرمائی ہے[1] اور مناسب مقام و للضرورت توضیح مرام کے ہم ساتوین قول کی شرح کو (جو بعد قتل عثمان غنی کے لوگون نے آپکی خلافت پر درخواست بیعت کی تو اوسوقت آپنے یہ خطبہ فرمایا ہے) اور بغرض دفع دیگر سفسطیات کے بھی جو ہنا قضنا اس سے پیدا کئے جاتے ہین کہ بزمان خلافت ابی بکر و ایام شوریٰ کے آپنے دعوی خلافت کا فرمایا اور جبکہ آپ کی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی پیش ہوئی تو آپنے خلافت سے اعراض فرمایا اور خلیفہ وقت کا اپنے کو وزیر ہونا پسند کیا) مشرحاً ضبط تحریر مین لاتے ہین آپنے فرمایا ہے کہ دَعُونِی وَالْتَمِسُوا غَیْرِی فَاِنَّا مُسْتَقْبِلُونَ اَمْرًا لَہُ وُجُوہٌ وَاَلْوَانٌ لَا تَقُومُ لَہُ الْقُلُوبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَیْہِ الْعُقُولُ وَاِنَّ الْاٰفَاقَ قَدْ اَغَامَتْ وَالْمَحَجَّۃَ قَدْ تَنَکَّرَتْ وَاعْلَمُوا اِنْ اَجَبْتُکُمْ رَکِبْتُ بِکُمْ مَا اَعْلَمُ وَلَمْ اُصْغِ اِلٰی قَوْلِ الْقَائِلِ وَعَتْبِ الْعَاتِبِ وَاِنْ تَرَکْتُمُونِی فَاَنَا کَاَحَدِکُمْ وَلَعَلِّیْ اَسْمَعُکُمْ وَاَطْوَعُکُمْ لِمَنْ وَلَّیْتُمُوہُ اَمْرَکُمْ وَاَنَا لَکُمْ وَزِیْرًا خَیْرٌ لَکُمْ مِنِّیْ وَزِیْرًا[2] یہ کلام بلاغت

[1] چنانچہ فقرہ کان ذلک للہ رضی مین لفظ للہ اور کل فقرہ فصلیہ جہنم وسارت مصیرا اور فقرہ غیر سبیل المومنین اضافہ شدہ ہیں

[2] مجھے خلافت کی تکلیف نہ دو اور میرے غیر کو (بیعت و خلافت کیلئے) ڈہونڈو اسلئے کہ ہم زخ کرنیوالے ہین ایسے امر کیطرف کہ جس کے بہت سے مونہہ اور رنگ ہین کہ قلوب اس امر کی متحمل نہونگے اور عقول اوس پر ثابت نرہینگی (یعنے تمکو ایسے واقعے پیش آنیوالے ہین) اور حال یہ ہے کہ اطراف عالم کے تاریک ہوگئے اور سیدھی راہ شرع شریف کی بدلگئی ہے (اسمین اشارہ ہے محدثات و بدعات حضرات ثلاثہ کیطرف) اور جانو کہ اگر مین تمہاری درخواست بیعت و خلافت کو قبول کرلونگا تو تمہارے ساتھہ اوس چیز کا عمل کرونگا کہ جسکو مین جانتا ہون اور جسکا مجھے علم ہے اور مین کسی کہنے والے اور کسی عتاب کرنیوالے کیطرف کان نہ دونگا اور اگر تم مجھے خلافت سے ترک کرو تو مین مثل ایک تمہارے ایک ہونگا اور شاید کہ مین تم سے زیادہ سننے والا اور زیادہ اطاعت کرنیوالا ہون اوس شخص کے حکم کا کہ جسکو تم امر خلافت کا متولی کرو اور میری وزارت تمہارے لئے میری امارت سے بہتر ہے تمہارے لئے۔

نظام اپنی متن سے و نیز بتوفیق دیگر خطبات کے شبہات و ترہات کو کلیتہً دفع کرتا ہے
بشرطیکہ قوت مدرکہ صحیحہ سے سمجھا جاوی کہ وجہ اکراہ اس وقت مین صاف لفظون سے
بیان کی گئی ہی جو فرمایا فانا مستقبلون امراً اورجسکی شرح مین شیخ محمد عبدہ افندی مصری
نے لکھا ہی وذلک ان الاطماع کانت تنبہت فی کثیر من الناس علی عہد عثمان
بما نالوا من تفضیلہم بالعطاء فلا یسہل علیہم فیما بعد ان یکونوا فی مساواۃ
مع غیرہم فلو تناولہم العدل انفلتوا منہ وطلبوا اثارۃ الفتنۃ
طلبا فی نیل رغباتہم واولئک ہم اغلب الرؤساء فی القوم فان اقرہم الامام
علی ما کانوا علیہ من الامتیاز فقد اتی ظلماً وخالف شرعاً الی ان قال فاین المحجۃ
للوصول الی الحق علی امن من الفتن وقد کان بعد بیعتہ ما انذر بہ قبلہا
اس سے ظاہر ہوا کہ وجہ اکراہ کی وہ واقعات آیندہ تھے جنکی طرف آپنے اشارہ فرمایا اور
وہ واقعہ جمل و صفین و نہروان مین علی الاعلان اور زمان خلافت ظاہری مین باوقات مختلف
بکلام وطعن پیش آتی رہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیفیت زمانہ کی جو شارح نے بیان کی وہ
حالت طغیانی کی ہی کیونکہ ممالک اسلام مین ہر چہار طرف دور بنی امیہ کا ہو رہا تھا مدعی الاسلام

لے الملخص ترجمہ یہ ہی کہ یہ آپکا فرمانا بوجہ طمع کرنے گروہ کثیر کے تھا کہ بعہد عثمان بن عطایا غنایم مین اپنے حصے اور وں سے
زاید لیا کرتے تھے پس آپنے سمجھ لیا کہ اونپر آپکی تقسیم بحصص مساوی شاق ہوگی اسوقت وہ مرتکب فتنہ و فساد ہونگے
پس اگر امام معصوم اونکی خواہش کی موافق اقرار فرما لیتے تو ظلم کو بجا لاتے اور خلاف شریعت کے
عمل کرتے پس کہان حکم شریعت رہتا اور وصول الی الحق کے لئے راہ مستقیم کب باقی رہتی اور فتنہ سے امن
کس طرح ملتا اور وہی بعد بیعت کے پیش آیا جو آپنے بیعت قبول فرمانے سے پہلے ارشاد فرمایا تھا انتہیٰ۔

مین عثمان غنی کے بذل وعطائی مستحق وغیر مستحق کے حرص وطمع کو روز افزون کر دیا تہا اور
ہر صوبہ پر بنی امیہ اور اونکے ہواخواہی فایز تھے اونکی تسلط وناحق کوشی نے سفہا کو ناحق طلبی
مین زیادہ تر دلیر بنا دیا تہا چنانچہ شام مین معاویہ مصر مین عبد اللہ بن ابی سرح کوفہ مین
سعید بن العاص بعدہ ولید بن عقبہ فاسق القرآن بصرہ مین ابن عامر برادر خالوی عثمان یمن مین
یعلی بن منیہ صاحب جمل عایشہ عامل تہی جسکی ثبوت مین واقعہ جمل وصفین کافی وبس ہے کہ جو بیہ
بانبوہ کثیر خلیفہ عصر سے لڑی اور خرق اجماع سے نہ ڈری اور اسمین حدیث خیر المرسلین عہدہ نقض
ہی کہ فرمایا اذا بلغ بنوابی العاص ثلثین کان دِینُ اللہِ دَخلًا وفی نفطۃ وَفلاۃ ومال اللہ
دَولاً وعبادُ اللہِ خولاً کما فی کنز العمال پس یہ تسلط جبروتی اور ناجائز مال پر خوگر فتگی پہلی
اسوقت سی کب شایع تہی جو دونو زمانہ یوم سقیفہ اور بعد قتل خلیفہ کی حالت انکار اور طلب
خلافت مین یکسان قیاس کیجاوی اور علاوہ اسکے سبب آپکی اکراہ کا خلافت سے اسوقتمین یہ اور
تہا کہ عوام الناس بیعت مین شرط سیرت شیخین کی چاہتے تہو آپنے اس شرط کے پیش کرنیسے
اونکو بقولہ ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب کر باز رکہا چنانچہ ابن ابی الحدید
نے اسی خطبہ کی شرح مین نقل کیا ہی کہ ان الذین را دوہ علی البیعۃ ھم کانوا العاقد بن
بیعۃ الخلفاء من قبل وقد کان عثمان معھم او منع کثیر امنہم حقہ من العطاء لان بنی امیۃ

ع۱ جب پسران ابو العاص بن امیہ تیس نفر ہو جاینگے دین خدا کو فاسد یا فرمایا مغشوش کرینگے اور اللہ کے مال اپنے
دولت بنا وینگے اور بندگان خدا کو اپنے غلام وخدمتگار گردانین گے ع۲ مین کسی کہنے والے اور کسی عتاب
کرنے والے کیطرف کان ندونگا ع۳ یہ ساتوین جزو شرح نہج البلاغہ مین ہے کہ تحقیق او ن

استاصلوا الآیام فی آیام عثمان فلما قتل عثمان قالوا لعلی علیہ السلام نبایعک علی ان تسیر فینا سیرۃ ابی بکر و عمر الی ان نقل فطلبوا من علی البیعۃ علی ان تقسیم علیہم بیوت الاموال قسمۃ ابی بکر و عمر فاستعفاہم و سألہم ان یطلبوا غیرہ من یسیر بسیرتہما ایسی صورت لاحقہ مین آپ اوس بیعت سے کیونکر اعراض نہ فرماتے جس مین شرط سیرت شیخین کی شامل کیجاتی تہی اور جس سیرت کو کہ آنحضرت ولایت منزلت تمکن خلافت ظاہری کے سراسر جور اور اہل سیرت کو عاملین بالجور فرماتے تھے کما نقلہ ابن قتیبہ فی کتاب السیاسۃ والامامۃ فی روایۃ رجل من بنی خثعم اور جناب امیر نے تو اس شرط سیرت پر قصہ شوری مین خلافت مدعو سے دست برداری فرمائی تہی اور اس شرط کو قبول نکیا تہا کما فی تاریخ الخلفا للسیوطی پس جسکو جس علت پر آپ پہلے بہی ترک فرما چکے تہے مکرر اوسی علت پر اوسکو کس طرح قبول فرمالیتے کہ اوسمین عمل بجور کرنا

اون لوگون نے آپسے بیعت کا ارادہ کیا تہا کہ جو خلفاے سابقین کی بیعت کر چکے تہے اور جو عطاے عثمان غنی سے محروم کر دئے گئے اسلئے کہ بنی امیہ نے زمانہ عہد خلافت عثمان مین مستاصل کر دیا تہا پس جبکہ عثمان قتل ہوگئے تو اون لوگون نے آپ سے درخواست بیعت کی کی کہ ہم تمہاری بیعت کرتے ہین بنا بر اسکے کہ ہمارے ساتھہ سلوک کرین مثل سلوک کرنے شیخین کی اور خواستگار ہوئے آنحضرت ع سے امر بیعت مین اس معاہدہ کے کہ جس طرح شیخین مال غنائم ہمکو دیا کرتے تو آپ بہی اوسیطرح عطا کرین پس آنحضرت ع نے اونسے بچنا چاہا اور فرمایا کہ تم میرے غیر کو ڈہونڈہ لو جو شیخین کی سیرت پر سلوک کرا کرے

۲۷ اور ملخص ترجمہ روایت خثعمی کا یہ ہے کہ جناب امیر ع ایک شخص سے جو بنی خثعم سے تہا بیعت طلب فرمائی اوسنے بیعت مین شرط سیرت شیخین کی لگائی کہ مین حسب حکم قرآن و سنت نبی و سیرت شیخین کی بیعت کرتا ہون آپنے شرط سیرت شیخین کو منع فرمایا مرد خثعمی نے ترک سیرت شیخین کو قبول نکیا آپنے فرمایا کہ تو کس لئے اونکی سیرت پر اصرار کرتا ہے ہما کانا عاملین بالجور یعنی وہ دونو ظالم تہے وہ شخص تہا ناخنے کہ جنگ نہروان مین آپکے مقابلہ مین بہرا ہوا خوارج مارا گیا

لازم ہوتا جو محتاطین و عدول و ثقات و متقین و ابرار سے بخیلے لبعید ہے چہ جائیکہ حضرات معصومین اوسکو اختیار فرمالین اور متن خطبہ سے یہ کہان پایا جاتا ہے کہ آپنے انا وزیراً الخلیفۃ لکم خیر فرمایا ہے جو آپکے کلام پر وزارت خلیفہ کا افترار کیا جاتا ہی یہ عہدہ وزارت ایام خلافت ثلاثہ مین مقرر ہی نہین ہوا تھا جو کوئی وزیر اوسپر قایم ہوتا پس منصب غیر واقع کو کس لئے آپ اپنے لئے تجویز فرماتے خصوصاً جبکہ فرمانروایان ماضیہ کو آپ عالمین بالجور جانتے تھے او عثمان غنی کی خلافت کی مدح اسی خطبہ کے شارحین نے لکھی ہے اور آپنے عاقدین بیعت سے یہ ہی فرمایا کہ یطلبوا غیری ان لیس یشبہنا پس خلیفہ بالجور کا وزیر لامحالہ بالجور ہوگا تو ایسے خلیفہ متبع بالجور کی وزارت قبول نہ فرما سکتے تھی یہان پر الفرار من المطر والقیام تحت المیزاب صادق آتا اور یہ کلام آپکا موہم عدم استحقاق آپ کی خلافت کا نہین ہی بلکہ یہ ایسا کلام فصاحت نظام بلاغت انضمام جامع صنایع لفظی و بدائع معنوی و محسنات ظاہری مقتبس از کلام آلہی و احادیث رسالت پناہی ہے کہ محو حیرت کر دیا ہے اور دریا کو کوزہ مین بند فرما دیا ہی سچ ہے قال ع احدیث آل محمد صعب مستصعب لایومن بہ الاملک مقرب او نبی مرسل او عبد امتحن اللہ قلبہ للایمان اگر اسپر ایمان نہین ہی اور کلام ما یہ شبہ و اعتراض در دل ہے تو اسکو ملا علی متقی نے بھی

۱؎ ایمہ آل محمد کی احادیث عسیر الفہم اور مشکل ہین اونپر کوئی ایمان نہین لاتا ہی مگر فرشتہ یا رسول یا وہ شخص جسکے قلب کا امتحان ایمان خدا نے کر لیا ہی کما فی الاساس و ہکذا نقلہ ابن ابی الحدید فی شرحہ علی نہج البلاغۃ من الجزو السادس علی الصفحہ ۱۰۳

کنز العمال مین بذکر خلافت ظاہری جناب امیر کے یہ آپکا قول بدین الفاظ نقل کیا ہو فانی وزیراً خیر منی لکم امیراً اب خصوصیت جواب مین بذمہ داری فرقہ شیعہ کے نہین رہی بلکہ اہلسنت والجماعت کو بہی اس اعتراض کا جواب بحمایت خلافت رابعہ کے واجب و لازم ہے مگر وہ کیا جواب دین گے بجز اِس کے کہ پیروی خوارج مین شبہات ہی وارد کرین ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید ٭ قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند اولاً جواب اجمالاً حوالہ قلم دقت نگار کیا جاتا ہے قال اللہ تعالے فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین وقال صلعم فی قصۃ القرطاس دعونی ذرونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ فی المشکوۃ اب غور کرنا چاہئے کہ وقت اعراض کرنیکے مشرکین سے حضرت رسالت نبی برحق تہا اور اعراض کرنا ظاہر منافی منصب نبوت تہا کہ بحالت توجہ ہدایت فرماتے یا جہاد عمل مین لاتے پس یہ اعراض خلاف امتثال احکام رسالت کے کیا معنے رکہتا ہی جو فوائد رسانی ہدایت جہاد سے بحکم اعراض کا بارگاہ خداوندی سے صادر ہوا اور قولہ صلعم دعونی ذرونی جناب امیرؑ کے کلام دعونی والتمسوا غیری الخ سے بہت ہی مطابق ہے کہ آنحضرت صلعم نے نزاع صحابہ سے جو دربارۂ منع قرطاس اور امتثال امر مابین اونکے پیش آیا اوسکے قول فیصل فرمانے سے پرہیز کیا اور عبادت خداوندی اور اپنی مشغولی اوقات کو یاد

۱؎ پس بجالا اوس چیز کو جسکا تجہکو حکم دیا گیا ۲؎ یعنے چہوڑ دو اور ترک کرو مجہے پس وہ امر کہ مین جسمین مشغول ہون بہتر ہے اوس چیز سے کہ تم مجہے اوسکی طرف بلاتے ہو —

خدا مین اوس سے بہتر فرمایا حالانکہ قول فصل بظاہر عہدہ نبی ہے فما ھو جوابکم ھھنا فھو جوابنا اب متن متین کلام مبین کی رموز جو ملہم اقتباس از کلام رحمن اور مخبر بدائع بلاغت نشان ہین بعنوان تفصیلی بنظر غور سمجھنے چاہین کہ بیان وزارت و امارت مین محسنات لفظی و مناسبات عرفی ہین اور باعتبار معنی کے اقتباس آیات کریمہ و احادیث خیر البریہ سے اسمین مکنون ہے اول وہ آیہ وافی ہدایہ جو در بارۂ استخلاف کے آیا ہے نقل کیا جاتا ہے قال اللہ تبارک وتعالیٰ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ وَوَضَعۡنَا عَنكَ وِزۡرَكَ الَّذِيٓ أَنقَضَ ظَهۡرَكَ (الی قولہ تعالی) فَإِذَا فَرَغۡتَ (من حجۃ الوداع) فَٱنصَبۡ (علیاً علی الخلافۃ) وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَٱرۡغَب اور وزیر صیغہ اسم فاعل کا لفظ وزر بمعنے بار و بوجھ سے مشتق ہے جسکے معنی یہان پر بار رسالت کا بٹانے والا اور اوٹھانے والا ہوئے اور حدیث قدسی اَیَّدتُہٗ بِوَزِیرِہٖ وَ نَصَرتُہٗ بِوَزِیرِہٖ بحق جناب امیر منطوق کلام اس معنی کی مبین ہے اور حدیث لَا یُبَلِّغُ عَنِّی اِلَّا اَنَا اَو رَجُلٌ مِنِّی جو آنحضرت صلعم نے مخاطباً بابی بکر بوم تبلیغ سورہ برات فرمائی ہے بمفہوم مرام وزارت جناب امیر پر دلالت کرتے ہین حدیث وزارت بشان شاہ ولایت پناہ اصحاب رایت بطرق متعددہ و بالفاظ مختلفہ و بمعانی

ع۱ ایا ہمنے تیرے سینہ کو ای نبی نہین کھولا اور اوتارا ہمنے تجہہ سے بوجہہ تیرا ایسا بار کہ پیٹھہ تیری دگرانباری رسالت سے) توٹی جاتی تھی (سانہہ قایم کرنے علے کے وزیر تیرا) پس جب وقت تو فارغ ہو حجۃ الوداع سے پس (علے کو خلافت پر) مقرر فرما دے انتھٰی ع۲ یعنے میری طرف سے کوئی پیغام نہین پہونچا سکا مگر مین خود یا وہ شخص جو مجہہ مین سے ہووے۔

متحده بکثرت وارد ہین اور بوجہ گنجایش نہین رکھنا جو اونکو نقل کیا جاوے وتلک الاحادیث فی مودۃ القربی للہمدانی وغیرھا لغیرہ اور حدیث تبلیغ برأت سے یہ واضح ہوگیا کہ سوائے نبی کے یا سوائے اوس شخص کے جو نبی کا قرابت مین جزو قریب ہووے کوئی بار متعلق رسالت و تبلیغ کے اوٹھانے والا نہین ہوسکتا اور جو رسالت کا بوجہ اوٹھاے گا وہی وزیر ہوگا پس غیر شخص نبی کا وزیر نہین کہا جاسکتا اور موید اور موکد اس خصوصیت جزو نبی کی وزارت کے لئے آیات مذکورہ صدر ہین جو ضرور قابل اعادہ ہین قال اللہ تعالی واجعل لی وزیرا من اہلی ھارون اخی وقال اللہ وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیرا اور اخوت حضرت ہارون با حضرت موسے کتب علماء سیر و اخبار سے سب کو معلوم ہے پھر یہان پر آیات مذکورہ مین بعد ذکر اسم ہارون کے جو اوس اخوت کا انتباہ فرمایا گیا وہ خالی فائدہ سے نہین ہی ورنہ الفاظ بے ضرورت کا استعمال کلام الٰہی مین لغو ہوجاتا ہے وَہُوَ مُحَالٌ پس وہ فائدہ یہ ہی کہ وزارت مخصوص بل قرابت مین وہ بھی جزو قریب مین من عند اللہ عطا ہوتی ہی اور خلاف اسکی مصداق وَلَا تَجِدُ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیلًا واقع نہین ہوتا اور کتاب امالی ابن بابویہ علیہ الرحمہ سے صاحب غایت المرام نے نقل فرمایا ہی رسولخدا صلعم سے کہ فرمایا خداوند تعالے نے کہا کہ انا اللہ لا آلہ الا انا خلقت الخلق بقدرتی واخترت منہم من شئت من انبیائی واخترت من جمیعہم محمدا حبیبا وجلیلا وصفیا

تتمہ ہر سہ آیہ کی صفحہ ۴۴ پر مذکور ہوئے ۱ اس حدیث قدسی سے وصی و وزیر مقرر ہونا جناب امیر کا من عند اللہ ظاہر ہے ۲ یعنی مین نے

وبعثہ رسولا واصطفیت لہ علیا فجعلتہ اخا ووصیا ووزیرا ومودیا عنہ من بعدہ[1]
الی خلقی وخلیفتی علی عبادی لیبین لھم کتابی ویسیر فیھم بحکمی وجعلتہ العلم
الھادی من الضلالۃ الحدیث پس قولہ وزیرا ومودیا عنہ من بعدہ الے آخرہ
مخصوص عہدہ وزارت بعد النبی پر دلالت کرنیوالا ہے بناءً علیہ اس کلام بلاغت نظام
مین جو آپنے اپنی وزارت کو ارشاد کیا ہے وہ بطریق اقتباس مذکور وزارت من حضرۃ النبوی
عہدہ عطیہ الٰہی ہے اور یہانپر ذکر اس وزارت کا بکلام مختصر وارد ہے آنحضرت علیہ السلام نے
حدیث انشاد مین جو استدلال خلافت پر اس وزارت سے فرمایا ہے اوس مین وزارت کا
من عند الرسول حاصل ہونا مذکور ہے کما قال فانشدت باللہ الی الوزارۃ مع رسول اللہ
والمثل من ہارون من موسیٰ ام لک قال ابو بکر بل لک وکما قال فی حدیث آخر فانشدک
باللہ الی الوزارۃ من رسول اللہ الخ ماقال اور فرمایا انا اخو رسول اللہ ووصیہ و
ولیہ ووزیرہ وصاحبہ وصفیہ وحبیبہ وخلیلہ الحدیث ہذہ فی کتب الاخبار
مثل الامالی لابن بابویہ والاحتجاج للطوسی وغایۃ المرام للہاشم البحرانی علیہم الرحمۃ پس اخبار
مذکورہ سے معلوم ہوا کہ قبل اس خطبہ کے آنحضرت اپنی اس وزارت کو دیگر مواقع پر ازمنہ
سابقہ مین بھی صاف فرما چکے ہین کہ میری وزارت من عند النبی ہے اور یہانپر اوسکو باعتماد
اظہار وتبیین ماسبق بکرر کے بالفاظ مختصر ارشاد کیا ہے اور یہ اصول مین مقرر ہے

---

[1] کو برادر اور وصی اور وزیر اور پہونچانیوالا احکام شریعت کا نبی کی طرف سے گردانا بعد نبی کے مخلوق کی جانب اور اپنا نائب اپنے بندون پر کیا تاکہ بیان کرے اونسے کتاب میری اور اونمین سلوک کرے میرے حکم کیساتھ اور گردانا اوسکو علم اور نشان ہدایت کرنیوالا ضلالت کے راستہ سے قسم دیتا ہون تجھکو اللہ کی وزارت پیغمبر سے نسبت ہارون کی موسیٰ سے یا تیرے لئے ابو بکر نے کہا بلکہ تیرے لئے میں بھائی پیغمبر کا اور وصی اور ولی اور وزیر اور مصاحب اور صفی اور حبیب اور خلیل اونکا ہون۔

القران یفسر بعضہ بعضا و الحدیث یفسر القران والحدیث یفسر بعضہ بعضا
اور کلام موجز عام اس سے کہ قرآن ہو یا حدیث بلا توفیق دوسری آیت یا دوسری حدیث
کے سمجھ لینا سخت دشوار ہے اور جو معنے کسی آیت یا کسی حدیث کے دوسری آیت یا حدیث
کے معنی شامل ہوکر پیدا ہوتے ہیں وہ اشارات لفظی سے ماخوذ نہین ہوتے ہین
پس یہ کلام رشادت التیام انا لکم وزیرا خیر منی لکم امیرا آپکے اوس کلام ہدایت
نظام وحجت انتظام سے توفیق وتطبیق کرنا چاہئے کہ جو قبل اس کے یوم شوری آپنے نقل
حدیث رسولخدا صلعم کی اپنے حق خلافت مین احتجاجا پیش فرمایا ہی اور اوسمین ذکر اس
وزارت کا بھی وارد ہی کہ قال صلعم علی اخی و وزیری و وارثی و وصیی و خلیفتی
فی امتی و ولی کل مومن من بعدی الحدیث کما رواہ ابراہیم بن محمد الحموینی وہو من
اعیان محدثیہم فی کتاب فرائد السمطین جس سے معلوم ہوا کہ آپنے جو اپنے کو وزیر فرمایا ہی وہ آپکی
وزارت من عند النبی ہی نہ وزارت کسی خلیفہ سابق یالاحق کی اور امیر ہونے سے جو وزارت
کو بہتر ارشاد کیا ہی وہ یہ ہی خلافت من عند اللہ و وزارت من عند النبی ہی کما عرفت اور
جس امارت سے کہ آپنے اعراض چاہا تہا وہ امارت دنیوی ہی جسکو صدر مین مفصلا نقل کیا
گیا ہی اور وہ تابع امارت دینی کے ہے کہ خلیفہ نبی مستحق اس امارت کا بحکم ولقد کتبنا
فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کے ہے اور یہ امارت
دنیوی ایک ایسا حق اختیاری ہی کہ مستحق چاہین اوسپر قابض ہون چاہین بمصلحت زمانہ

ترجمہ قرآن کی بعض آیات بعض آیتوں کی تفسیر کرتی ہین اور حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر ہے

اوسکو ترک کر دین چہوڑ دین اور جب مناسب دیکہین اختیار فرمالین دیکہو حضرت خلیل
جلیل ع نے بقولہ رب ہب لی حکماً کی اور حضرت یوسف ع نے بقولہ اجعلنی علی خزاین
الارض کی درخواست کر کے تصرف و حکومت فی الارض کو اختیار فرمایا اور رسولخدا نے
اوس میراث و حق تصرف کو ہجرت اختیار فرمالینے سے بلد الامین سے اوٹہا لیا کیونکہ
ہجرت اوسیکو کہتے ہین کہ جس مین تمام تعلقات اوطان سے ترک اختیار کر لیا جاوے پہر
سال فتح مین اوسے بلد الامین کو آنحضرت صلعم نے اپنے تحت تصرف و حکومت مین
اختیار فرمالیا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہ حق ترک و اخذ مین امر اختیاری انبیا علیہم السلام
کے رہا ہے اور اوسکی ترک سے ازالہ حق جایز کا کبہی نہین ہوا ہے و یاتی بیانہ فی الباب الثانی
مفصلاً پس آپنے اوس وزارت اور منصب کو بہتر امارت سے فرمایا کہ جو حدیث قدسی
فجعلتہ اخا و صبیاً و وزیراً و مودیاً عنہ الخ مین مذکور ہے اور اسی لئے امارت کو قبول
نہین فرمایا تہا کہ طغیانی ظلم اہل زمانہ سے آپ بخوبی واقف تہے کہ موافق شریعت کے
یہ لوگ سلوک کرنیوالے نہین ہونگے اور روزگار کی عدم مساعدت سے امارت کو استحکام
نہ ہوگا تو آنحضرت ولایت منزلت کا اعراض فرمانا بالضرور حق و صدق اور عقلاً مناسب
و انسب تہا اور جو آپنے امارت و خلافت کو قبول فرمایا وہ بکمال جبر و اکراہ کے تہا جسکی
خبر خطبہ شقشقیہ مین ماثور ہے کہ آپ فرماتے ہین والناس یعوذ الی کعرف الضبع قد انثالوا علی من
کل جانب حتی لقد وطی الحسنان و شق عطفای مجتمعین حولی کربیضة الغنم

ع یعنے لوگون نے بیعت کرنے کی غرض سے میری طرف ہجوم بسرعت تمام کیا مثل ہجوم کرنے کفتار کے اور ہر طرف سے مجہپر ازدہام کر لیا یہانتک کہ حسنین بسبب کثرت ہجوم کے پامال ہوگئے اور شانہ میرا پہٹ گیا یا فرمایا کوفتہ ہوگیا اور وہ لوگ مثل گلہ گوسفند کے میرے گرد جمع ہوگئے انتہی

بعد ملاحظہ کرنے واقعات مذکورہ کے کوئی شبہ قلوب مومنین مین باقی نہین رہ سکتا ہے
ولم یجعل لہ نورا فما لہ من نور اور جو امام زادے متصدی خروج خلفائے دوران
پر ہوئے اونکی سیرت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خلافت اجماعی اہل جور کو باطل
جانتے تھے ورنہ خروج خلفاء مجمع علیہم پر نہ فرماتے اوجس خلافت کو کہ وہ خلفائے
اعصار سے اخذ کرنا چاہتے تھے وہ خلافت دنیوی ہی تھی اور یہ کہنا کہ وہ دینی یا دنیوی
خلافت کے مدعی استحقاق تھے یہ کہین ثابت نہین کہ جو اونکی خلافت کو من عند الشارع
سمجھ کر مدعی اور متصدی خروج ہوئے ہون بلکہ خروج کرنا امام زادون کا حقیقۃً تا دم
اساس سقیفہ ہوا ہی اور اونکے اجبار و تعدی پر دفاع کیا گیا ہی والباقی سیاتی....

باب سوم

ذکر مصالحت امام حسنؑ مجتبیٰ مین امیر معاویہ سے ہی یہان اسقدر انتباہ کرنا کافی ہے
کہ یہ مصالحت و تفویض خلافت متعلق امارت ملکی و خلافت دنیوی کے تہی جسکو بتوضیح
ما لا کلام و بصراحت تمام صدر مین لکھا گیا ہے اور امر خلافت مین آپکا مذہب بنا بر
اجماع امت اسی امارت ملکی کی نسبت تہا کہ تصرف و تحکم بلا اتفاق رعیت و غلبہ و استیلا
میسر نہین ہوتا اور باب اول مین مدللاً و مصرحاً حالی کیا گیا ہے کہ بیعت کرلینا کسی کا
بوجہ مغلوبی کے خلافت دنیوی پر کسی متغلب و ملک عضوض کے موجب خلع امامت
من عند اللہی کا اور ثابت کر لینے والا خلافت دینیہ اوس متغلب جبع کا نہین ہوتا

کیونکہ نفس بیعت علی ما افاد امامہم النواوی صرف معاہدہ ہی محض اطاعت کی لئے او ر اطاعت
بوجہ تا ملوک دنیا کی بھی واجب و لازم ہوتی ہے کما عرفت پس مصالحت یا بیعت علی
ما رواہ مجمع کر لینا امام حسن علیہ السلام کا اسی نوع سے تہا اسلئے کہ آپکے مضمون مصالحت سے
واضح ہوگا کہ آپنے معاہدہ عدم منازعت پر بقبول خلافت ملکی امیر معاویہ کے فرمایا تہا
نہ باقرار خلافت دینیہ کے اور آپ کے کسی کلام اور کسی عمل و سیرت سے خلافت دینیہ کا
باجماع امت متحقق ہونا ہرگز ثابت نہین ہی اور واقعہ مصالحت اور تفویض خلافت
کا بحالت مجبوری و بملاحظہ شباب زمان الف شہر کے پیش آیا ورنہ کوئی وجہ نہین تہی جو
بطوع و رغبت اختیار فرماتی اور اپنے کو خلافت سے خلع فرما لیتے اور امام معصوم کی یہہ
مصالحت بہت مشابہ صلح حدیبیہ حضرت رسالت ؐ سے ہی کہ رسالتمآب صلعم نے بھی بنظر
اصحاب ظاہر کے حدیبیہ کی صلح کو بزمان اقتدار و فتوحات دیار و امصار و غزوات قابل
یادگار و جمعیت لشکر بیشمار سے بہ تجربہ بین مغرورین بدر و احد و خندق سے اختیار
فرمایا اور اپنے حق انما الامر لله ولرسولہ سے کما ہو فی سنن ابی داؤد اور تصرف
اس سوا اہل مکہ دخول بیت الحرام سے بہ تحریر صلحنامہ کے دست برداری فرمائی اس
مضمون سے کہ لشکر اسلام داخل مکہ نہوگا بلکہ مدینہ منورہ کو مراجعت کریگا اور مابین
مسلمین و مشرکین کے خلاف حکم قتال قاتلوا المشرکین کافۃ[1] اور خلاف حکم بشارت
فان حزب الله ھم الغالبون کے مقاتلت و محاربت نہوگی اور باہمدگر امن و سلامتی
کے ساتھ ایک فریق دوسرے فریق کے بلاد و امصار مین آمد و رفت رکہین گے

[1] مقاتلت کرو تمام مشرکین سے [2] تحقیق الله کا لشکر ہی غالب ہو

اور سال آئندہ جو مسلمان کہ مکہ مین بہ نیت مناسک حج آئینگے تین روز سے زاید
قیام نکرینگے اور ہتیار نہ باندہین گے اور جو شخص مکہ سے بلا اذن کفار قریش کے
بہاگ کر اہل اسلام کے سایہ حمایت مین آئیگا اوسکو اہل سلام باوجود اوسکے مسلمان
ہونے کے حوالہ مشرکین کردینگے اور جو شخص بلا اذن اہل سلام کے مشرکین سے جاملیگا
اوسکو مشرکین واپس نکرین گے اور نیز رسولخدا صلعم نے بر طبق تعرض کفار قریش کے
کتابت صلحنامہ سے بجاے تحریر محمد رسول اللہ کے محمد بن عبداللہ لکھا جانا ہی منظور
فرمالیا اور کتابت محمد رسول اللہ کو محو فرمادیا کما ہو فی مدارج النبوۃ وغیرہ اسی مقام
پر فوائد عبارت صلحنامہ امام حسن عم مجتبی کو لکھنا الغرض موازنہ مضمون ہر دو صلحنامہ کے
مناسب ہے امیر معاویہ نے عہد نامہ صلح مین اقرار اپنا یہ مندرج فرمایا تہا کہ ولیس لمعاویۃ
بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من بعدہ عھداً وعلی الناس امنون حیث
کانوا من ارض اللہ وعلی ان اصحاب علی وشیعتہ امنون علی انفسھم واموالھم
ونسائھم واولادھم پس اہل نظر بملاحظہ مضمون ہر دو صلحنامہ کے خود اندازہ کر سکتے
ہین کہ حفاظت مسلمین کی جان و مال و اولاد اور اونکی بود و باش مین امن و سلامتی
کونسی صلح مین مندرج تہی اور نکث وانحراف کا وہی فریق ذمہ دار ہوسکتا ہی جو اوسکا
مرتکب ہوئی نہ فریق مقابل جو کبہی نکث اپنے عہد سے نکرے پس جس طرح سے کہ پیغمبر خدا

علـ یعنی معاویہ کو یہ حق نہین ہی کہ کسیکو اپنا خلیفہ مقرر کرے اور معاہدہ صلح اسپر ہے کہ لوگ مامون و محفوظ رہین
جس حیثیت سے کہ زمین خدا پر بود و باش رکھتے ہین اور اسپر صلح کیجاتی ہے کہ اصحاب علی اور شیعہ آپکے اپنی
نفوس و اموال و نسوان و اولاد کی طرف سے محفوظ و مصئون رہینگے انتہے کما فی مدارج النبوۃ

صلعم دست برداری تصرف ارض مقدس مکہ معظمہ اور اپنے حق جائز تسلط فی امور الرعایا سے بروایتے تین سال وبروایتے دس سال کے لی جو یہ مدت آخر ایتہاے عمر شریف آنحضرت صلعم سے بھی متجاوز تھی اور محو فرمانے لفظ رسول اللہ سے معزول النبوۃ نہین ہوئے کیونکہ یہ تصرف حق تفضلی بالاے منصب نبوت و منصب خلافت دینیہ کے ہوتا ہی اسکی دست کشی سے اصل رسالت یا دینی خلافت مین کچہ خلل واقع نہین ہو سکتا اسی طرح امام حسن علیہ السلام کی صلح کا حال بع شے زائد ہے کہ امام معصوم نے اپنی دست برداری خلافت دنیویہ سے بشرط تحفظ نفوس و اموال مومنین کے باندراج صلحنامہ اختیار فرمائی تھی اور جو صلح حدیبیہ مین تصرف علی الملک سی دست برداری تھی وہی دست برداری اس مصالحت مین ہوئی نہ مغائر اوس جنس صلح حدیبیہ کے اگر مصالحت امام حسنؑ کی موجب شماتت عوام الناس ہوئی زیادہ اوس سے صلح حدیبیہ مین خواص صحابہ نے شماتت فرمائی تھی حتی کہ پیغمبر خدا کی نبوت و رسالت سی بد اعتقاد ہوگئے تھے حضرت عمر کا قول ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ[ع] کتب اخبار و سیر مین مسطور اور السنہ اہل دین و دیانت پر مذکور ہی اور اتک پیروان حضرت عمر در بارہ صلح حدیبیہ کے طعنہ زن رسول خدا ہو رہین چنانچہ شیخ المحدثین عبد الحق مدارج النبوۃ مین ذکر شرائط صلحنامہ مین لکھتے ہین و شرط دیگر عجیب شنیع آنکہ ہر کہ از ما بی اذن وجود پیش شما بیاید او را بیش ما باز فرستد اگرچہ مسلمان باشد و ہر کہ از شما پیش ما بیاید او را با

[ع] مین نے کبھی امر رسالت پیغمبر مین شک نہین کیا جب سے کہ مین اسلام لایا ہون مگر آج شک کیا ہی

نفر ستیم مسلمانان ازین شرط تعجب کردند و گفتند سبحان اللہ چگونہ باز فرستیم کسی را کہ مسلمان آمدہ چون سہیل ذکر این شرط کرد حضرت فرمود ہمچنین باش عمر گفت الخ ما نقلت عنہ اور یہ عجیب شنیع شرط نہ باعتبار شرط کرنے مشرکین کے ہے ہو سکتی ہے بلکہ اس شرط کو جبکہ رسولخدا صلعم نے قبول فرمایا اگرچہ پیش کردہ مشرکین تہی لہذا ظاہر ہے اور ہر طرح حق و صدق ہی نہ عجیب ہو سکتی ہی نہ شنیع ورنہ قبول کرنا اوسکا بہی حاشا اللہ عجیب شنیع ہو جائیگا کیونکہ تقبیہ شارع پر عندہم جائز نہین ہی اور اگر صحت صلح حدیبیہ مین توجیہ ہی تو مصالحت امام حسنؑ مجتبی با معاویہ مین زیادہ تر توجیہات صحیحہ و مصالحہ ظاہرہ پائی جاتی ہین اسلئے کہ توجیہ قاضی کو امام نواوی نے باب صلح حدیبیہ مین شرح صحیح مسلم کی بدین عبارت نقل کیا ہے ان للامام ان یعقد الصلح علی ما راٰہ[۱] مصلحۃ للمسلمین و ان کان لا یظہر ذلک لبعض الناس فی بادی الرای و فیہ احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منہا او لتحصیل مصلحۃ اعظم منہا اذا لم یکن ذلک الا بذلک انتہی یہان پر فوائد ہر دو صلح کے بنا بر مذاق اہل نفاق واصحاب وفاق دکہلائے جاتے ہین کہ صلح حدیبیہ کی برکات سے فتوحات ما بعد حدیبیہ ہوئے کما قالت العلماء اور یہ کہ حضرت عمر کی عقیدت باطنی کا راز کہل گیا جو قولہ ما شککت الخ سے ظاہر فرما دیا اور یہ کہ دیگر صحابہ نے اس عمل پیغمبرؐ سے ناخوش ہو کر اپنی خود رائی

[۱] یعنے امام کے لئے جائز ہے کہ صلح کرے بنا بر اپنی مصلحت کے جو مسلمین کے حق مین مفید ہو اگرچہ بعض لوگون کے سرسری نظر مین وہ مصلحت نہ آوے اور اوس صلح مین مفسدہ خفیفہ کا احتمال ہووے اور مفسدہ عظیمہ اوس صلح سے دفع ہوتا ہو یا لغرض حاصل کرانے مصلحت عظیمہ کے جو بمقابل مفسدہ صلح کے زیادہ تر مفید ہو بشرطیکہ وہ مصلحت مفیدہ بلا اوس صلح کے حاصل نہو سکتی ہو انتہے

اعتراض جماسئے اور یہ کہ صلح با مشرکین جنپر حکم سیف نافذ ہوا ہی جائز و ثابت ہوئی اور یہ کہ
صلح با مشرکین مین شرط امن و امان مسلمین کی ضرور نہین اور یہ کہ پیغمبرؐ یا امام اپنے جائز حق کو
جو تصرف فی امور الرعایا اور تسلط ملکی ہی چھوڑ سکتا اور دست بردار صلح مین ہو سکتا ہی
وہی مطلوب ہنا اب اسباب ضروری مصالحت امام حسن ع کو بیان کیا جاتا ہی کہ امام معصوم نے بلحاظ خطر
غدر و بیوفائی اہل کوفہ کے اور اونکی سازش با معاویہ سے مجبوراً صلح اختیار کی تھی نہ بطوع و رغبت
جسکو مفصلاً عنقریب ذکر کیا جاویگا اور ظاہراً یہ مجبوری حدیبیہ مین پیش نہین آئی اور یہ کہ صلح
مین پاس و لحاظ نفوس و اموال مومنین و عامۃ الناس کا اول مرعی فرما لیا اور بالاتر انکہ
اس صلح مین بنظر تحفظ دماء مسلمین کے اپنے حق جائز تصرف ملکی سے قطع نظر فرما دے
اور یہ کہ حق مقطوع النظر خلافت دنیویہ ہی تہا اور یہ امر احادیث کثیرہ و افادات معتقدین
معاویہ سے بخوبی واضح ہے مشتے نمونہ لکھا جاتا ہے کہ حدیث معتبر علی زعمہم و بسیار
مشہور مین الجمہور الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم یکون ملک عضوض کما مضی
فی الصدر مخبر ہے کہ زمانہ مصالحت پر خلافت ختم ہو گئی تہی بعد از ان تسلط ملک عضوض
کا ضروری تہا جو سنہ چالیس ہجری مین حادث ہوئی ہی کما سبق سابقاً پس سال جماعت مین
جو عہد دولت امیر معاویہ کا ہوا بدو زمان ملک عضوض کا تہا اگر آپ صلح نفرماتے اور خلیفہ ہو رہتے
تو معاذ اللہ آپ ہی مصداق ملک عضوض کے ہو جاتے اور جو حدیث امیر معاویہ کی محدث
ترمذی سے علامہ علاء الدین نے اپنی کتاب محاضرات الاوائل مین نقل کی ہی کہ ما زلت
اطمع فی الخلافۃ مذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن

کماذکرنُسنابقا اوس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہی کہ خلافت امیر معاویہ ملک داری بنابر حدیث نبوی کے تہی اور تملک و خلافت مرادف المعنے بہی ہین اِس لئے کہ پیغمبر خدا نے بشارت مُلک کی سنائی اور امیر معاویہ نے جو مفوض الیہ خلافت تھے اوس ملک کو خلافت سی تعبیر کیا تو خلافت بمعنی ملک و سلطنت ثابت ہوئی اور قاموس مین بہی الخلیفۃ السُّلطان الاعظم لکھا ہی اور یہ حدیث صاحب اوائل نی ذکر تفویض خلافت امام حسنؑ مین بہی نقل فرمائی ہے جس سے مَلِک ہونا امیر معاویہ کا بعقیدت صاحب اوائل ثابت ہوا و فی تاریخ الخلفاء للسیوطی واخرج ابی شیبۃ فی المصنف عن الشعبی قال دخل شاب من قریش علی معاویۃ فاغلظ له فقال ابن اخی انہاک عن السلطان ان السلطان یغضب بغضب الصبی و یاخذ اخذ الاسد کما مضی اس روایت سے واضح ہوا کہ امیر معاویہ جزماً و یقیناً اپنے کو سلطان دنیا جانتے تھے اور امام حسنؑ علیہ السلام نے بہی جو مُفوِّض الخلافۃ تھے اوس خلافت مُفوَّض کردہ کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا ہی جبکہ کسی شخص نے مثل عمر خطاب طاعن صلح حدیبیہ کے حضرت امام حسنؑ سے کہا السلام علیک یا مُذِلّ المومنین تو آپ نے فرمایا لستُ بمُذِلِّ المومنین و لکنّی کرھت ان اقتلکم علی الملک کما ھو فی تاریخ الخلفاء للسیوطی پس کلام مُفوِّض و مفوض الیہ و نیز عقیدت پیروان مفوض الیہ سے ثابت ہوا کہ خلافت مفوضہ ریاست دنیویہ تہی نہ خلافت دینیہ اور جسکی خلافت امیر معاویہ کو مخبر صادق نے سلطنت فرمایا اور مفوض اور مفوض الیہ نے بہی سلطنت

ےؔ اے امیر سلام ہو اے آ ذلیل کرنیوالے مومنین کے ۔ ےؔ یعنی مین ذلیل کرنیوالا مومنین کا نہین ہون لیکن مینے کراہت کی اس امر سے کہ ملک پر تمکو قتل کرادون انتہی

ہی سمجھ کر دیا اور لیا تو وہ خلافت دینیہ کس طرح سمجھی جا سکتی ہی اور امام معصوم کیونکر خلافت ناقابل الانتقال و ناقابل الخلع کو ممکن الایصال و سہل التفویض فرما سکتے تھے کہ تقرر اسکا من عند اللہ ہوتا ہی اور متصرف امور کے لئے وہ زمانہ ملک عضوض کا مقدر ہو چکا تھا تقدیر الٰہی مین وہ زمانہ اندر الف شہر کے آگیا تھا یہ اسکو کسطرح صالح خلافت حقہ دینیہ بنا سکتے اور یہ امام معصوم نے مصالحت کسی مشرک یا کافر معلن سے نہین کی بلکہ طرف مقابل مسلمان صورت مدعی اسلام تھے خلاف طرف مقابل صلح حدیبیہ کے کہ علی الاعلان مشرک و کافر تھے اور یہ کہ اس صلح کو تا حیات معاویہ محدود فرمایا تھا دواماً اوسکے اور اوسکی اولاد کیلئے خلافت کو تفویض نہین کیا خلاف صلح حدیبیہ کے کہ معاہدہ دس سال کیلئے مشرکین سے کیا گیا گویا کہ آپنے بقیہ عمر کی مدت رسولخدا صلعم نے کہین زاید قبول فرمالیا تھا کیونکہ صلح حدیبیہ ۶ہجری مین ہوئی اور وفات آپکی ۱۱ھ کے اوائل مین حادث ہوئی جس مین دست برداری اہل اسلام کی تصرف و تملک ارض مقدس بلد الامین سے بعد الرسالۃ بھی مستلزم تھی مگر تقدیر ایزدی نے اوسکو نافذ نہین رکھا اور یہان امیر معاویہ نے اپنے نکث و تخلف و انحراف و غدر سے اوس خلافت کو اپنی اولاد مین نافذ فرما دیا اور جماعت اسلام نے اس غدر کو جائز گردان لیا اب بنظر توضیح و تصریح واقعہ مصالحت امام کو و نیز بعض وجوہ مصلحت و مجبوری کو اونحضرت علیہ السلام کے ابوالحسن المدائنی سے جو ابن ابی الحدید نے سولہوین جزو شرح نہج البلاغہ مین بعد نقل واقعہ بیعت اہل کوفہ کے لکھا ہی حالی کیا جاتا ہی ثم وجہ عبید اللہ بن عباس

ع۱ یعنے امام حسنؑ نے بعد بیعت لینے اہل کوفہ سے عبید اللہ بن عباس کو مع قیس بن

ومعہ قیس بن سعد بن عبادہ مقدمتہ لہ فی اثنی عشر الفاً الی الشام وھو یرید المدائن فطعن بساباط وانتھب متاعہ ودخل المدائن وبلغ ذلک معاویۃ فاشاعہ وجعل اصحاب الحسن الذین وجہ مع عبید اللہ یتسالمون الی معاویۃ الوجوہ واھل البیوتات فکتب عبید اللہ بن العباس بذلک الی الحسنؑ فخطب الناس وقال خالفتم ابی حتی حکم وھو کارہ ثم دعاکم الی قتال اھل الشام بعد التحکیم فابیتم حتی صار الی کرامۃ اللہ ثم بایعتمونی علی ان تسالموا من سالمنی وتحاربوا من حاربنی فقد اتانی ان اھل الشرف منکم قد اتوا معاویۃ وبایعوہ الی ان تقتل عنہ وارسل عبد اللہ بن الحارث بن نوفل الی معاویۃ یسالہ المسالمۃ واشترط علیہ العمل بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ ان لا یبایع لاحد من بعدہ وان یکون الامر شوریٰ وان یکون الناس اجمعون امنون انتھیٰ بقدر الحاجۃ ابو الحسن نے بجای

عبادہ سردار لشکر و بارہ ہزار محاربین کے شام کی طرف روانہ فرمایا اور خود حضرتؑ بعد روانگی لشکر کے مدائن تشریف لیجانے کا قصد کیا حتے کہ اثنائے راہ مین بمقام ساباط زخمی کئے گئے اور وہاں متاع غارت کیا گیا اور آپ داخل مدائن ہوئے اور یہ خبر معاویہ کو پہونچی اسنے اسکو مشتہر کیا و یاران لشکر مین عمائد اور اہل وجاہت نے معاویہ سے سازش و آمیزش کرلی اور یہ خبر سازش کی عبید اللہ نے خدمت مین امام ہمام کے لکھ بھیجی تو آپ نے خطبہ ادا فرمایا اور اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ تم وہ لوگ ہو کہ تمنے میرے پدر بزرگوار سے مخالفت کی یہانتک کہ قصہ تحکیم پیش کیا کہ وہ جناب اُس سے کارہ تھے پھر اُن جناب علیہ السلام نے بعد قصہ تحکیم کے تمہین دعوت قتال کی اہل شام پر فرمائی اور تمنے اُس سے انکار کیا حتی کہ اُن جناب نے وفات پائی پھر تم نے میری خلافت پر بیعت کی اس شرط پر کہ جس شخص سے کہ صلح کرون تم بھی اُس سے صلح کرو اور جس کسی سے کہ مین جنگ کرون تم بھی اُسسے جنگ کرو اور مجھے خبر ملی کہ تم مین اہل شرف نے معاویہ سے بیعت کرلی ہے انتہی

واقعہ کے نقل کیا ہی کہ آپنے معاویہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اس شرط کی ساتھ کہ رعایا سے برطبق احکام خدا اور رسول کے سلوک کرے اور یہ کہ اپنے بعد اپنا خلیفہ مقرر نکرے اور یہ کہ تقرر خلافت کا برطبق مشورت مسلمین کے ہووے اور یہ کہ تمام لوگ مامون اور محفوظ ظلم و جور و قتل و نہیب سے رہین انتھے اور ابن ابی الحدید نے دوسرے مقام پر اپنی شرح مین مدائنی سے اس طرح بھی نقل کیا ہی جو فے الجملہ منافی روایت مذکورہ کی ہی اور حاصل اوس روایت کا یہ ہی کہ جب امام ہمام نے خطبہ مین حال بیوفائی اہل عراق کو اعلام فرمایا تو اہل ساباط نے آپکے قول انکم بایعتمونی علیٰ ان تسالموا من سالمت وتحاربوا من حاربت سے یہ استنباط کیا کہ آپ معاویہ سے صلح کرنا چاہتے ہین اس لئے شکایت بیوفائی اور ترغیب صلح کی فرماتے ہین حالانکہ یہ خطبہ ظاہراً بدریافت حال سازش کوفیان کے ارشاد فرمایا ہے اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ امام علیہ السلام کو خبر سازش لشکر کی قبل اس خطبہ کے پہونچ چکی تھی اوسکی دریافت حال مین آپنے استمزاجاً ذکر مصالحت کا فرمایا تھا چنانچہ قولہ قد اتوا معاویۃ وبایعوہ جو شامل خطبہ مذکورہ ہے اسکا مخبر اور مظہر ہے بھر بعض اسپر وہ ساباطی بدگمان ہوگئے فقال الناس ما قال ہذا القول الا وہو خالع نفسہ وسلم الامر لمعاویۃ فثاروا بہ فقطعوا کلامہ وانتہبوا متاعہ وانتزعوا مطرفا کان علیہ الی ان نقل واختلف الناس فصارت طائفۃ معہ واکثرہم علیہ فقصدوا سنان بن الجراح الاسدی الی مظلم ساباط فاقام بہ فلما دنا منہ تقدم الیہ بکلمہ وطعنہ فی فخذہ بمعول طعنہ

کا دت تصل الی العظم فغشی علیہ الخ اور واقعہ بدگمانی اور ضرب سنانی
اور انتہاک حرمت بارتکاب غارت وغیرہ کا قبل از وقوع صلح کے ہے پس ان واقعات
و حوادث ناہنجار ان پر اگر آپنے نصرت اعوان سے قطع امید فرما کر مصالحت فرمائی بعد
اسکے کہ آپکو قبل از انحراف اہل ساباط کے معلوم ہو چکا تھا کہ عمائد لشکر نے معاویہ سے
آمیزش کر لی ہے اور مصلحت صلح بنا بر افادہ قاضی عیاض کے آنفا معلوم ہو چکی کہ
امام مجاز اوسکا ہے تو اس مجبوری پر کوئی سقم شرعی اور عقلی اس مصالحت مین نہین
عاید ہو سکتا نہ اس مین تفویض خلافت دینیہ کی متوہم ہو سکتی ہے اور معاہدہ بیعت
بھی بعد دریافت ہونے اقسام موسعہ بیعت کے کہ بیعت علی السلطنۃ و بیعت بالکراہتہ
و بیعت علی الضلالۃ و بیعت فضولی وغیرہا بنا بر سیرت صحابہ جایز ہین تو آپکا بیعت
کرنا اگر ثابت ہووے تو وہ منحصر بیعت علی الخلافۃ الدینیہ کے نہین ہو سکتا اور جبکہ خلافت
امیر معاویہ کی بنصوص کثیرہ و افادات جمّہ ریاست و سلطنت دنیوی تھی تو کسی معتقد
کی بیعت علی الخلافت الدینیہ سے ایسی خلافت کی اور ایسے خلافت کیلئے جسکا کفر
و فسق بھی مباح ہی قلب ماہیت نہین ہو سکتا کما فصلت فی الصدر تفصیلا وافیا
پس یہ صلح حسب افادہ قاضی عیاض کے بھی موجب خلع امامت حقہ و خلافت

حاشیہ صفحہ ۱۰۰ آپنے لوگون نے کہا کہ یہ کلام اونہون نہین ادا کیا مگر یہی ذات کو خلافت سے علحدہ کر لیا اور معاویہ
کو خلافت حوالہ کر دی ہے پس وہ لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپکا کلام قطع کر دیا اور مال و اسباب آپکا لوٹ لیا
اور آپ کی چادر زیر کو اوتار لیا اور یہ لوگ دو گروہ ہوگئے کچھ آپکے تابع رہے اور بہت سے لوگ آپ سے
منحرف ہوگئے (قرآن مین بھی گروہ قلیل کی مدح اور طوائف کثیرہ کی مذمت جابجا وارد ہے) سنان
بن الجراح اسدی ساباط کی اندھیاری مین پیشقدمی کر کے جا کھڑا ہوا جب آپ اوسکے قریب پہونچے سنان نے طعن نیزہ
سے اقدام کیا کہ جو آپکے فخذ مبارک پر زخم آیا قریب تھا کہ ہڈی تک پہونچے پس آپ غش ہوگئے انتہے

دینیہ نہین ہے وہو المطلوب اور بلاشبہ آپ ور دیگر حضرات امامت ودرجات خلافت دنیویہ کو باعتبار قبض وتسلط کے اہلبیت مین محدود نہین سمجھتے تھے بلکہ اہلبیتؑ مین مفقود دیکھتے تھے اور ہر غیر مقید شخص وطاغی و باغی کے بیعت طوعًا ناجایز اور کرہًا جایز جانتے رہے ہین پس تابع خلفاے جور کے رہنا ائمۂ طاہرین کا آپ حضرات کی امامت حقہ وخلافت دینیہ کے مزیل ومنافی نہین ہو سکتا حضرات انبیاء علیہم السلام اکثر تابع ملوک وسلاطین دنیا کے رہے ہین مگر انکی نبوت ورسالت مین شرعًا فرق نہیں آیا چنانچہ بعد انقراض زمانہ خلافت ونبوت حضرت آدم کے حضرت شیث پیغمبر کیومرث بادشاہ کے بعد اور حضرت ادریس نبی بعد قلع وقمع کرنے اولاد قابیل کے اور حضرت نوح بعد زوال سلطنت فرعان شاہ مصری کے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بعد ہلاکت نمرود بابلی کے اور حضرت یوسف نبی بعد وفات ریان بن ولید بادشاہ مصری کے اور حضرت موسیٰ بن عمران بعد غرق ولید بن مصعب فرعون مصر کے اور حضرت یوشع بعد قتل کر دینے بالق بادشاہ بلقان کے اور حضرت داؤد پیغمبر بعد قتل کرنے جالوت کے اور حضرت سلیمان نبی اللہ بعد تسخیر جنات وطیور وغیرہا کے جامع النبوۃ والسلطنۃ ہوئے ہین اور قبل اسکے اکثر حضرات ان مین سے اور دیگر انبیاء ذوی الاحترام اپنے اپنے زمانہ نبوت مین تابع ومطیع ورعیت ملوک دنیا کے رہے ہین مثل حضرت الیاس وحضرت الیسع کے کہ عہد سلطنت کیقباد کیانی مین نبی تھے اور مثل حضرت ہود او حضرت صالح کے کہ زمانہ مملکت مین جمشید ملک عجم کے او مصر بادشاہ مصر کے اور افریدون وادیانی کے

یہ سب ملوک رہنما انبیاء

اور مثل حضرت یونس و دانیال پیغمبر کے اور مثل حضرت ارمیا کے جو تابع سکندر کے تھے اور مثل
حضرت زکریا و یحییٰ و حضرت عیسیٰ کے عہد بادشاہت خاندان اشعانیہ کے بسر فرماتے
رہے اور حضرت یوسف نبی اللہ تو عزیز مصر کے تابع و منقاد بحیثیت عہدہ وزارت و
خدمت ملازمت کے رہے ہین جیسا کہ محاضرۃ الاوائل مین علامہ المتعصبین علاء الدین نے
نقل کیا ہے و فرعون یوسفؑ الذی استوزرہ و ملکہ علی مصر مگر انبیاء کہ مطیع ہوئے
وہ سلاطین عصر دینی خلیفہ نہین ہوئے حالانکہ جملہ حضرات انبیاء مستحق وراثت ملکی حضرت
آدم و حضرت شیث و حضرت نوح کے بالقطع والیقین تھے مگر اون مین بعض جامع
النبوۃ والسلطنۃ بعد از انقراض مدت نبوت کی ہوئی اور اکثر انبیاء کو سلطنت حاصل
ہی نہین ہوئی بلکہ مفہوم آیہ و یقتلون الانبیاء بغیر حق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ
حضرات بحالت مغلوبی کے شہید ہو گئے پس یہی حال حضرات ائمہ اطہار نوابان سید ابرار
کا گذرا ہے کہ بعض حضرات جامع الامامۃ الحقۃ الدینیہ والخلافۃ الحقۃ الدنیویہ ہوئے اور اکثر ائمہ
کے مغلوبی کی حالت مین بسر کرتے رہے جس طرح انبیاء کی نبوت مین بوجہ حرمان سلطنت کے
کوئی رخنہ نہین آیا اسیطرح حضرات ائمہ معصومین کی امامت دینیہ مین بوجہ فقدان تسلط و
تصرف مذکور کے نقصان پیدا نہین ہوا ہے جو تاریخ الانبیاء و کتب سیر و اخبار بامعان
نظر دیکھے ہوئی ہے اوسکو امام ہمام کا معاویہ کے تابع ہو کر رہنے مین کوئی شبہ و سفسطہ
آپکی امامت حقہ مین عارض نہین ہو سکتا ہے اور حدیث ما منا احدٌ الا وقع ف
عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ سے یہ متوہم نہین ہوتا ہے کہ بیعت کرنے سے ہر صاحب

شوکت خلیفۃ المسلمین ہو سکتا ہے بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بیعت طاغی زمان کر لیجاوے
وہ طاغی کا طاغی باقی رہتا ہے اوس مین کچھ تغیر نہین ہوتا اور یہ حدیث منافی احتجاج
انا احتج علیکم کما احتججتم کے بھی نہین ہے اسلئے کہ دعوی خلافت بنابر قرابت
باعتبار استحقاق کے تھا اور تسلیم خلافت بسبب تغلب و استیلاء کے واقع ہوئی
اور وہ تغلب بنی امیہ سے ہو یا بنی عدی سے اُسکے لئے خصوصیت کسی قبیلہ کی نہین
پس وہ بنی ہاشم سے کب مختص و مخصوص ہوسکتی ہے اس مقام سے یہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہے کہ جسطرح
بیعت اہل الحل والعقد سے خلافت حقہ کیا خلافت مطلقہ عام اس سے کہ علی السلطنۃ ہو یا
بنابر عہد مستخلف کے ہو یا باطلہ ہو متحقق نہین ہوتی کالبیعۃ للمعاویۃ فی قصۃ
الحکمین وبیعۃ مروان وعبد الملک فی زمان ابن الزبیر عندھم فھکذا بیعۃ
معاشر الخلفاء منھم عندنا اسیطرح تسلیم خلافت سے خلافت باطلہ منقلب ہو اپنے بطلان
سے حق کی طرف نہین ہوتی ورنہ فضل فاضل کتاب ابطال مین نفرماتے واما معاویۃ
فانہ کان من ملوک الاسلام والملوک فی اعمالھم لایخلون عن المطاعن فافہم
پس اگر امیر المومنین ع وامام حسن ع سبط خیر المرسلین ص نے اون امراء کی بیعت بھی کر لی ہو جنکی
امارت کا ذکر اور جواز انکی بیعت کا احادیث ملاحم و فتن مین ماثور ہے جیسا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے بجواب ابوذر غفاری کے اطاعت امرائے جور مین حکم فرمایا کہ

۱؎ جیسا کہ بیعت معاویہ کے قصہ حکمین پر اور بیعت مروان اور عبد الملک کی حیات ابن زبیر خلیفۃ الاسلام مین نزدیک اہلسنت کے بھی غیر موثر و باطل و عبث تھی پس اسیطرح بیعت معاشر خلفاء کے نزدیک ہمارے غیر موثر و باطل ہوئی ہے معاویہ ملوک اسلام سے تھے اور ملوک اپنی حالات مین مطاعن سے خالی نہین ہوتے۔

تسمع وتطیع وان ضرب ظہرک واخذ مالک فاسمع واطع یعنی امرائے
جور کی اطاعت کر اگرچہ وہ تجھے ماریں اور تیرے مال کو غصب کرلیں تاہم اونکے حکم
کو بگوش تعمیل سن اور امتثالاً اطاعت کر انتہی اور معاہدہ بیعت مین بھی یہ ہی الفاظ
بالسمع والطاعۃ ہوتی ہین تو بعد از جواز شرعی بیعت امرائے جور کے آپ حضرات
کی بیعت کر لینے خلافت دینی اور امامت یقینی کو ثابت کرنے والی نہین ہی اول تو الفاظ
بیعت ہر دو حضرات کے کہین نقل نہین ہوئے ممکن ہی کہ وہ بیعت علی السلطنت
صراحتاً یا بیعت علی الخلافہ مجملاً و مبہماً ہون دوسرے عام لفظ بیعت کیلیے بالسمع والطاعۃ للخلیفہ
ہین جو واسطے خلیفہ دین و ملک دنیا کی مستعمل ہوسکتے ہین اسلیے کہ اطاعۃ السلطان واجبۃ بھی متفق علیہ
اور حدیث ابوذر غفاری اوسکی موید ہے تیسرے اگر بیعت مین لفظ صحیحہ شرعیہ والشان فی ذالک بھی شامل ہون تاہم
بعد جواز اطاعت سلطان اطاعت اوسکی صحیحہ شرعیہ کہی جاسکتی ہی چوتھے اطاعت امرا و ائمہ جبروت مین صحابہ نے
عبادات مین ترمیم کردینی کو جائز رکہا ہی اور امور ملکی معاہدات دنیوی مین بدرجہ اولی اطاعت کرنے امرا جور کی
شرعاً مشروط ہوسکتی ہی چنانچہ ازالۃ الخلفا مین ماثور ہی کہ صلی ابن مسعود بمنی مع عثمان اربعاً
فقیل لہ اتحد ثنا ان رسول اللہ صلعم صلی رکعتین وابابکر و عمر فقال بلی ولکن عثمان امام اوخالفہ
والخلاف شر واضح ہو کہ اس حدیث مین لفظ امام بسیاق لفظ شر کے بمعنی بادشاہ کی ہی اور صاحب تحفہ نے بھی عقیدہ
ششم باب ہفتم مین افادہ فرمایا ہی کہ امامت نزدیک اہلسنت بمعنی پیشوائی در دین اطلاق کنند الی ان
قال وگاہے امامت بمعنی بادشاہت وریاست نیز اطلاق کنند فتدبر

لہ یعنی ابن مسعود نے (جو اصحاب کالنجوم کے نجم طالع ہین) خلیفہ ثالث کے ساتھ بمقام منی (کہ وہ
حالت سفر مین قصر نماز کی تھی) چہار رکعت نماز پڑھی آپ سے کہا گیا کہ آپنے مجھ سے نقل نہین کیا کہ رسول خدا اور شیخین نے دو رکعت نماز [illegible]
مین پڑھی ابن مسعود نے کہا کہ ایسا ہی ہو لاکن عثمان بادشاہ ہین [illegible] انکا خلاف کرنا [illegible] ہو سکتا ہو [illegible] بادشاہ کی خلاف کرنے مین شر [illegible] انتہی

اور مثل اسکی روایت مشکوۃ شریف کی ہے کہ ابن عمر خلیفۂ ثالث کیساتھ چار رکعت بحالت سفر اور تنہائی مین دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے اور سیرت صحابہ سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر خدمت مین سلاطین وملوک اسلام کے ناجائز بلکہ موجب اہانت خدا قرار پایا گیا ہے کہ جو شخص بھی ارادہ نہی عن المنکر کا کرتا تھا حضرات صحابہ سے تخویف کیجاتی تھی کہ خدا اہانت کرتا ہے اوسکی جس نے بادشاہ کی اہانت کی تو ایسے جلالت اور جبروت والے امرا اسلام جنکے فسق پر نہی کرنا عند الصحابہ موجب اہانت خدا کا تھا باقتضای زمانہ بنظر تحفظ نفوس واموال مومنین کے لیسے امراء جور واجب الاطاعۃ ضرور تو چنانچہ مشکوۃ کی کتاب الامارۃ و الخلافۃ مین زیاد بن کسیب عدوی تابعی سے منقول ہے قال کنت مع ابی بکرۃ تحت منبر ابن عامر وھو یخطب وعلیہ ثیاب رقاق فقال ابو بلال انظروا الی امیرنا یلبس لباس الفساق فقال ابو بکرۃ اسکت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ رواہ الترمذی اور یہ ابن عامر صحابی ہے جو طرف سے امیر معاویہ کی والی مصر وبصرہ تھا اور نام صحابی موصوف کا عقبہ بن عامر اور الجہنی باعتبار نسب کے ہے اور بنا برافادہ صاحب تقریب یہ صحابہ مین فقیہ وفاضل کہا جاتا ہے اسوجہ سے کہ یہ از جملہ روسا رمجاہرین امیر المومنین کے تھا اس روایت سے بھی تملک دنیا ہونا والیان معاویہ کا دلیل سلطنت امیر معاویہ کی ہے اور ظہور فسق اونکا ظاہر ہے

یعنی زیاد نے کہا کہ مین ابو بکرہ صحابی کے ساتھ تحت منبر ابن عامر کے بیٹھا تھا جبکہ وہ خطبہ پڑھ رہا تھا اور یہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھا ابو بلال نے کہا کہ دیکھو ہمارا امیر لباس فساق پہنتا ہے ابو بکرہ بولے ساکت رہو مین نے رسول خدا سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے سلطان خدا کی جو زمین پر مسلط ہوا ہو اہانت کی اوسکی اللہ توہین فرماتا ہے انتہی

شاید کہ فسق موجب تفقہ فی الدین ہوا ہو وے پانچوین بیعت آپکی بالکراہتہ خلفائی جور سے کر لینے تمامتر اشکالات کو رفع کرتی ہے جس کے جوابکی اسناد مفصلاً اصد سمین مذکور ہوئین محفوظ

باب چہارم

ذکر امام حسینؑ کی بیعت اختیار نفرمانے مین ہے آپکا بیعت نکرنا اور امیر المومنین اور امام حسنؑ کا بیعت کر لینا علی ما نعمت العامہ کسیطرح متبائن فی السیرۃ نہین ہو سکتا نہ حدیث الخلافۃ محرمۃ علی ولد ابی سفیان و حدیث ما منا احد الا تقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ اہل زمانہ باہم معارض ہین کیونکہ باہم متعارض نہونا ہر دو حدیث کا تو اسوجہ سے ہے کہ خلافت حقہ صادقہ ضرور اولاد ابو سفیان پر حرام ہے اور جہانتک کہ ثابت ہوا اونکی امارت دنیویہ ہی ہو سکتی ہے اوسمین بہی ریاست صادقہ دنیویہ بوجہ اونکی ضلالت اور تابع شریعت نہونے اور علی الاعلان فسق و فجور کرنے کے صادق نہین آسکتی ہے اور اونسے بیعت کرنا نفس فعل بیعت کے مصحح خلافت کسیطرح نہین کما ذکرت مکرراً کیونکہ فسق خلیفہ اور اوسکی بیعت عمل صحابہ و تابعین سے جمع ہوتی پائی گئی ہین کما نبہت علیہ مراراً آپس تناقض و تعارض ہی کیا ہو سکتا ہے اور تبائن فی سیرۃ الائمہ نہونا بیعت کرنے اور بیعت نکرنے سے اقسام خلافت و بیعت سے بہی ظاہر ہو چکا ہے اور جواب اسکا پانچ فصلوںمین مذکور ہوتا ہے فصل اول جواب اجمالی مین فصل دوم جواب تفصیلی مین فصل سوم مین جواب آیات قرآنی سے دیا ہے فصل چہارم مین جواب لفظ بلفظ حسب احکام

ظاہری کے ہی فصل پنجم مین جواب حسب احکام باطنی کے دیا گیا ہے

فصل پہلی

اولاً اجمالاً حالی کیا جاتا ہی کہ حقیقت بیعت عہد خلافت یزید و عبدالملک کے تو معلوم ہو گئی
کہ اوسمین اقرار و معاہدہ عبدیت لیا جاتا تہا اور داغ غلامی بیعت کرنیوالون کے ہاتہون
اور گردنون پر لگائے جاتے تہے اور امام حسین کا یہ فرمانا کہ لا واللہ لا اعطیتکم بیدی
اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید اوسی بیعت کیطرف دلالت کرتا ہی جسطرح
بندگان ذلیل مثل بہائم کے داغ لگائے جاتے تہے اور اقرار رقیت و عبدیت کا لیا جاتا تہا
اور جس خلافت پر کہ بیعت امام حسین سے طلب کیجاتی تہی وہ عہد نامہ امیر معاویہ با امام حسن
سے بالکل خلاف تہی اسلئے کہ بعد امیر معاویہ کے خلافت کا تقرر بربنائے شوری ہونا چاہئے
تہا جو امیر معاویہ نے برخلاف اوس نامہ کے یزید کو خود رائی سے خلیفہ اپنا مقرر کردیا
اور لوگون سے جبراً و کرہاً و تحذیراً عن الفتن بیعت لیلی جو یہ خلافت شرعاً بیعت طلب
اور مستحق للبیعۃ قرار دیجاوی اور حدیث ابن عمر جو صدر مین گذری انکان بلاء صبرنا
اوس بیعت بالکراہۃ والبلاء و تحفظاً عن الشرور کے تصدیق کرنیوالی ہی اور خلافت امام حسن
تک بیعت مین یہ اختراع رقیت و داغ غلامی کا نہین ہوا تہا پس مابین سیر تہای

---

۱ یعنے قسم بخدا مین اپنا ہاتہ تمہارے ہاتہ مین مثل ہاتہ دینے ذلیل لوگون کے ندونگا اور تم سے اقرار
مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی ۲ اگر خلافت یزید کے بلا ہووے تو ہمنے اوسکی ہاتہ بیعت کر لینے پر صبر کیا

ائمہ کے منافات بوجہ تغیر حیثیت معاہدہ بیعت کے نہین ہوئی ممکن ہی کہ یہ اختراع اگر عہد
امامت امیر المومنین یا عہد خلافت امام حسنؑ علیہما السلام مین واقع ہوتا تو یقین ہے
کہ وہ حضرات بھی ہرگز اختیار نفرماتے جو یہ معاہدہ رقیت و داغ غلامی کسی ملت و دین
مین فی وقت من الاوقات انبیا نے بھی بحالت تابع سلاطین ہونے اور اپنے ضعف
واضطرار کے کبھی جایز تجویز نہین فرمائی ہین تو امام پر ایسی بیعت کا لینا جو احاد الناس
کے لیئے بھی اہل اسلام سے کوئی تجویز نہین کرسکتا کس طرح اختیار کرنا تجویز ہوسکتا ہی
کہ بظاہر اسلام رقیت کا اقرار و اطلاق ہر مسلمان پر روا نہین ہوسکتا نہ غیرت عرفی نہ
حمیت شرعی اسکی موئد ہوسکتی ہے اور علاوہ ناجوازی رقیت المسلم اور غیرت تعصم کے
دیکھا جاتا ہی کہ شخص واحد بھی باختلاف اوقات و ضرورت احوال متغیرہ کے متصدی
افعال متنوعہ کا ہوتا ہے اور سچا ہے حضرات ائمہ معصومین کے مطابق سیرت حضرات
مرسلینؑ و برطبق سنت ختم النبیینؑ تھے اور انبیا علیہم السلام کے بھی حالات اور واقعات
باعتبار حوادث واقعہ کے یکسان حالت پر نہین رہی صدہا مین گذرا کہ حضرات انبیا
مین بعض جامع النبوۃ والامارۃ اور بعض صاحب الرسالۃ فقط ہوئے ہین اب اس سے
زاید کہا جاتا ہے کہ حضرات انبیا مین مثل زکریا و یحیی کے جرات سے شہید ہوئے
اور حضرت جرجیس پیغمبر فلسطین کو بادشاہ موصل نے طرح طرح کے عقوبات سے اور مہرق
سلطان بابل نے دانیال پیغمبر کو سخت ایذاؤن سے شہید کیا اور حضرت عیسی پیغمبر
کی رسالت پر نطیخس بادشاہ انطاکیہ بہدایت شمعون نایب عیسی کے ایمان لایا و باالآخر

مہالک و حالات

وہ حضرت یہودیون کی شقاوت سے اس دار دنیا سے اوٹھا لیگئے اور بادشاہ انطاکیہ کچہہ بہی امداد نکرسکا اور نجاشی سلطان حبش رسالتمآب پر اسلام لایا مگر اعانت اسلام مین کفار قریش کو مستاصل نکرسکا محاربات بدر و احد و خندق مین ہوا کین او رآخر حدیبیہ مین صلح باہم اسلام و کفر کی بمذاق صاحب المدارج کے عجیب شنیع ہوگئی اور بعد عزت و غلبہ اسلام و حکم قتال و علی عمہم بعد رفع حکم تقیہ کے واقع ہوئی ہے اور بعض انبیاء مخالف ملوک سے جن مین اکثر قتل ہوگئے اور اکثر موافقانہ بسر فرماتے رہے حضرت یعقوب و حضرت ایوب از انجملہ ہین چنانچہ علماے سیر وجہ نزول مصائب حضرت ایوب مین لکھا ہی کہ جسوقت حضرت شعیب دربار شاہ مین بغرض دعوت اسلام تشریف لیگئے تو حضرت ایوب اوسکی مجلس مین رونق افروز تھے حضرت شعیب نے دعوت اسلام کی اور ملک نے ناشنوائی کی حضرت ایوب نے کچہہ تائید حضرت شعیب کے دربارہ دعوت اسلام کی نہ فرمائی کما فی تاریخ الکامل لابن اثیر جو اس روایت سے مجلس ملوک کفرہ مین شریک ہونا انبیاء کا اور اونکے ساتہہ معاشرت رکھنا ثابت ہوتا ہی ایک کیخسرو بادشاہ مجوسی تہا جسنے چارسو نبی قتل کرڈالے پس کہان معاشرت اور کہان مخالفت اور وہ معاشرت بہی کیسی کہ امر معروف ادا نکرین اور مخالفت بہی کیسی کہ خود قتل ہوجاوین اور حفظ نفس کو جو واجب ہی بجا نہ لاسکین جو فرار وغیرہ سے میسر آسکتا تہا یہان پر سیر تہا سے مختلفہ انبیاء مین تباین کا احتمال کب ہوسکتا ہے بلکہ ہر نبی کو جو مقتضاے وقت تہا بجالانا اوسکا حتماً لازم و واجب تہا انبیاء اللہ کی سیرتون اور خصلتون اور عملون کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ایک وقت

معاشرت انبیاء با ملوک

مین عاجز و ناچار دوسرے زمانہ مین ذی اقتدار ہوئے ہین پس نبی واحد کی اون خصائل
و شمائل و اعمال و اقوال ہین جو بزمانۂ عاجزی اور بمصلحت زمان کی اونسے ظہور مین آئے
اور وہ سیرتین اور خصلتین جو بزمان اقتدار بضرورت مقام اونسے ظاہر ہوئین او نمین
باہمدگر تناقض و تباعد و مباینت بوجہ تغیر مصلحت اوقات کے محظور نہین ہوسکتی یہی
حال سیر و آثار حضرات ائمہ کا ہے اور عہد رسالت ختمی منزلت مین تمام احکام شریعت
قبل از ہجرت نازل ہو چکے تھے مگر حکم زکوۃ و مناسک حج و حکم قتال اوسوقتین معرض
التواء رکھی گئی جو نفاذ اونکا بعد از ہجرت سنہ ۲ ہجری مین بدر کبری سے شروع
کیا گیا چنانچہ تفسیر اتقان سیوطی مین منقول ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن مسعود
فی قولہ جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید قال السیف والایۃ مکیۃ
علی فرض القتال ما اخرجہ الشیخان من حدیثہ ایضا قال دخل النبی صلعم
مکۃ یوم الفتح وحول الکعبۃ ثلثمائۃ وستون نصبا فجعل یطعنہا بعود
کان فی یدہ ویقول جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید وقال ابن الحصار قد ذکر اللہ الزکوۃ
فی السور المکیات کثیرا تصریحا وتعریضا بان اللہ تعالی سینجز وعدہ لرسولہ
ویقیم دینہ ویظہرہ حتی تفرض الصلوۃ والزکوۃ وسائر الشرائع ولم توخذ
الزکوۃ الا بالمدینۃ بلا خلاف الی ان اورد ومن ذلک قولہ تعالی
وآخرون یقاتلون فی سبیل اللہ اور اسی قسم سے مکیہ ہی آیہ واقی ہدایہ

واٰخرون یقاتلون فی سبیل اللہ الاٰخرہ جو سورہ مزمل مین وارد ہی اور اوسوقت
حکم قتال نافذ ہے نہین ہوا تہا پس سیرت باہمدگر انبیا مین تناقض یا تباین یا تخالف
اور امتثال امر شریعت مین حضرت رسالتؐ کے مناقلت کو یا اور کچہ کہا جا سکتا ہو بوجہ
تغیر احوال اور عدم مساعدت روزگار کے نہین کہا جا سکتا ہے نہ کلام ایزد باری پر
ایراد ہو سکتا ہی کہ قبل از وقت بصیغہ مضارع یقاتلون فی سبیل اللہ کیون حکم نازل کیا
اور آیہ لولا رجال مومنون ونساء مومنات الی قولہ لو تزیلوا لعذبنا
الذین کفروا منہم عذابا الیما تو بعد از نزول آیات قتال و بعد از نفاذ جہادات
شتے صلح حدیبیہ کے مصلحت مین خود خداوند تعالے نے ہی نازل فرمائی ہی پس چاہئے
کہ احکام خداوندی مین ہی تشتت اور تباین اور تناقض کا اعتراض وارد کیا جاوے
جو عین کفر ہے اور اصل مابہ المدعا اس شان نزول آیات سے تغیر حالات زمان کو
دکہلاتا ہے کہ حضرت رسالتؐ نے باوجود نزول حکم قتال کے قبل از ہجرت جہاد نکیا
اور بعد ازان اختیار کیا اور ہر دو عمل پیغمبر کو متباین نہین کہا جا سکتا ہی پس اسیطرح

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۱۹ ملخص ترجمہ یہ ہے کہ آیہ جارالحق محکم قتال مین ہے اور یہ مکیہ ہے اور رسولخدا صلعم جب یوم فتح داخل
مکہ ہوئے تو اصنام جو گرد کعبہ تہے اس چہڑی سے گرائے جاتے تہے جو آپکے ہاتہ مین تہی اور آپ یہ آیہ قتال کا مکی
تلاوت فرماتے جاتے تہے (جس سے معلوم ہوا کہ بعد انقراض زمان نزول حکم جہاد ہی فرمایا گیا) اور ماجبل نے
کہا کہ اللہ تعالے نے زکوۃ کو سورہ تہلے مکیہ مین بیان فرمایا ہے بہت جگہ اجمالاً و تصریحاً اور یکہ
تب وعدہ پورا کریگا اللہ اپنے رسول کے واسطے اور دین قایم کریگا او رظاہر فرماویگا یہانتک کہ
نماز و زکوۃ اور تمام احکام مفروضہ شریعت فرض کئے گئے اور زکوۃ نہین لیگئی مگر مدینہ مین ملا اگر کفار مین مرد و عورتین مومن
ملی ہوتی نہوتین یا لی تو اگر مومنین مشرکین سے جدا ہوجاتے البتہ ہم مشرکین پر عذاب الیم کرتے اور محتمل ہی کہ مراد یہی ہو کہ اگر اصلاب
کفار مین مومن نہوتے اور اگر پیدا ہوکر جدا ہوتے تو ہم کفار پر عذاب دردناک کرتے

اگر ایک وقت مین حضرت امام حسن نے مصالحت کو اختیار کر لیا اور دوسرے وقت مین امام حسین نے اوسکو اختیار نفرمایا تو ہر دو امام کے اختیار کرنے و نکرنے پر (مثل سنن مختلفہ پیغمبر کے جو ایک وقت مین جہاد نکیا اور زکوۃ کے احکام جاری نفرمائے اور مناسک حج ادا نہ کئے اور دوسرے وقت مین وقتاً فوقتاً جاری کئے اور پھر بعد از نفاذ جہاد کے حدیبیہ مین صلح فرمائی وبعد ازان وہی احکام جہاد جاری کردیئے اس انقلابی حالت مین باقتضاے وقت) کچہ اختلاف عملی نہین کہا جاسکتا ہے ۔ ہر آنکس کہ فصاحت بکلامی دارد ٭ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامی دارد ۔ اور جس طرح ان للامام ان یعقد الصلح قاضی عیاض نے بعض بعض آیات قتال کے فرما دیا ہے یہانپر باتباع حکم قتال کے کہا جاتا ہے کہ کافی حق امام کو پہنچتا ہے کہ علی ما رآہ مصلحۃ للاسلام قتال کو باوجود قلت انصار کے اختیار فرماوے وانکان لا یظہر ذلک لبعض الناس وفی بادی الرای ایضاً وفیہ احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منہا او لتحصیل مصلحۃ اعظم منہا اذا لم یکن ذلک الا بذلک بل اقول ان للامام ان یجاھد مع قلۃ الانصار علی ما رآہ مصالح لبقاء الاسلام وانکانت لا تظہر لبعض الناس فی بادی الرای وفیہ مفسدۃ بیّنۃ لدفع المفاسد التی تکون اعظم منہا ولتحصیل الفوائد الاقصی منہا اذا لم تکن تلک المصالح الا بذلک اور مقصود اس تقریر سے یہ ہے کہ جس طرح قاضی عیاض اور اونکے اہل النحلہ کے مذہب

مین امام کے لئے صلح کر لینا مشرکین سے بنا بر مصلحت واحدہ خفیہ کے جائز ہے اگرچہ اوس صلح مین مفسدہ یسیرہ ہو بغرض دفع کرنے اوس مفسدہ کے جو اوس مفسدہ صلح سے زیادہ ہووے یا واسطے تحصیل ایسی مصلحت کے جو وہ مصلحت اوس مفسدہ سے زیادہ ہووے اور وہ مصلحت زیادہ نہوتی ہو مگر جبکہ وہ صلح مفسدہ والی اختیار کیجاوے تو مین کہتا ہون کہ امام کے لئے حق پہنچتا ہے یہ کہ جہاد معہ قلت انصار کے بنا بر بلاحظہ مصالح بقاے اسلام کے فرماوین اگرچہ وہ مصلحتین بعض لوگون پر سرسری نظر مین ظاہر نہون اور اگرچہ اوس جہاد مین مفسدہ ظاہرا اپنے تلف نفس و تاراجی خانمان کا ہووے بغرض دفع کرنے بہت سے مفاسد کے کہ جو اسلام مین طاری ہونیوالے زیادہ اوس سے ہون اور واسطے حاصل کرنے بہت سے فائدون کے کہ جو نہایت درجہ کے اوسکے مقابلہ مین ہون اور بلا اختیار کرنے اوس مفسدہ بینہ کے وہ فوائد حاصل نہو سکتے ہون اور جو طریقہ اثر سنت امام حسین کو در بارہ جہاد و عدم بیعت کے دیکھا جاتا ہے تو آپنے ایسا ہی اختیار فرمایا کہ اگر آپ تلف نفس و تاراجی خانمان کو اختیار نہ فرماتے تو تمام ریاضت نبوت حضرت رسالت کی برباد ہو جاتی اور اسلام منقلب بکفر صریح ہو جاتا اور فوائد اقصی بھی حاصل نہوتے۔

فصل دوسری

اب ہم جواب تفصیلی کو بعض دفع مفاسد عظیمہ اور بعض تحصیل فوائد فخیمہ کے بیان سے بھی شروع کرتے ہین کہ دین حضرت رسالت ؐ مین کہ جسکا بقا و نفاذ تا قیامت ثابت ہے اور بعد ختمی نبوت کے

بموجب حدیث متواتر و مشہور انی تارک فیکم الثقلین اہلبیت و عترت پیغمبرؐ میں اصحاب
کساء بس چار باقی رہے تھے جنکے ساتھ حکم تمسک کرنیکا امت کو دیا گیا ہے کیونکہ شان نزول
آیۂ تطہیر سے بروایت صحیح ترمذی دریافت ہوا کہ رسول خدا نے بس انہیں چار پر انحصار
اپنے اہلبیت کا بقولہ ھولاء اھلبیتی فرمایا اور جو ام المومنین ام سلمہ نے اپنا شامل ہونا
اوس کساء میں چاہا تو آنحضرت صلعم نے انت علی خیر فرما کر شامل کساء نہ فرمایا اور وہ چار علیؑ
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی تھے نہ غیر اونکے اور رسول خداؐ نے بارہا حکم تمسک کرنے ثقلین کا امت
کو ارشاد فرمایا ہے حتے کہ آخر تکلم رسول امم یہ ہی وصیت تھی کما فی الصواعق المحرقہ پس
بعد وفات سرور کائناتؐ کے زمانہ دوار نے بفحواے آیہ[۱] افان مات او قتل
انقلبتم علی اعقابکم کے ظہور انقلاب کا دکھلایا کہ بیعت سلاطین کی جبراً و قہراً ابتدائی شروع
ہوگئی اور ان سلاطین کو خلفاے دینی اعتقاد کرنا بالحتم قرار پا گیا تو اوس وقت منقلب میں
جناب امیرؑ و حضرت امام حسن علیہما السلام نے بملاحظہ قہر و استیلاء و تہدید احراق بیوت کے
اور نیز بلحاظ مغلوبی قوم انصار کے کہ سعد بن عبادہ کو پایمال کر ڈالا اور اوس صحابی بدری
کے حق میں قتلہ اللہ کہا گیا مصالحت اختیار فرمائی تھی اور جناب سیدہؑ نے بمصداق روایت
بخاری لم تتکلم حتے ماتت کے خلیفہ وقت کی اطاعت و بیعت وغیرہ ولو کانت علی السلطنۃ
ہرگز قبول نہ فرمائی اگر جناب سیدہ کے عقیدہ میں خلیفہ سقیفہ کی امارت حقہ و امامت دینیہ
و خلافت صادقہ ہوتی تو بنا بر حدیث متفق علیہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات

؎۱ پس اگر پیغمبر وفات پاویں یا قتل کیا جاوے تو تم اپنی ایڑیوں پر پچھلے پاؤں اسلام سے کفر کی طرف پھر جاؤ گے

مِیتَۃً جَاہِلِیَّۃً کے بیعت خلیفہ سقیفہ مین کبھی درنگ نہ فرماتین چہ جائیکہ ترک بیعت
حَتّٰی مَاتَتْ پس امر خلافت مین طریق واضح مذہبین کی نظر مین ملتبس رہا اور یہ اونکو اپنی کتب
صحیحہ سے منکشف نہ ہوا کہ جناب امیر نے مصالحت یا بیعت بلحاظ اونکی خلافت حقہ دنیویہ
کے بالرضا فرمائی تھی کما نقل السیوطی فی تاریخ الخلفاء وابن الحجر فی الصواعق المحرقۃ قال[1] لقد
اَمَرَ النَّبِیُّ اَبَا بَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فَرَضِیْنَا لِدُنْیَانَا مَا رَضِیَ بِہٖ النَّبِیُّ لِدِیْنِنَا یا بوجہ
اضطرار کے جیسا کہ بخاری نے نقل کیا ہے فَلَمَّا[2] مَاتَتْ (فاطمۃ) انصرفت وجوہ
الناس عند (عن علی) الی ان روی فلما رأی علیٌّ انصراف وجوہ الناس عنہ ضرع
الی مصالحۃ ابی بکر الخ یا آپ نے بغرض وغایت محافظت وبقاے نام اسلام اور بخوف
ارتداد کے اونسے مصالحت کو مخالفت سے بدل فرما دیا جیسا کہ ابن عبد البر صاحب
استیعاب نے ترجمہ رفاعہ بن رافع انصاری مین نقل کیا ہے کہ فرمایا جناب امیر[3] اِنَّ اللّٰہَ
عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا قَبَضَ رَسُوْلَہٗ قُلْنَا نَحْنُ اَھْلُہٗ وَاَوْلِیَاؤُہٗ فَلَا یُنَازِعُنَا سُلْطَانَہٗ اَحَدٌ
فَاَبٰی عَلَیْنَا قَوْمُنَا فَوَلَّوْا غَیْرَنَا وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْلَا مَخَافَۃُ الْفُرْقَۃِ وَاَنْ یَّعُوْدَ الْکُفْرُ وَ
یَبُوْرَ الدِّیْنُ لَغَیَّرْنَا فَصَبَرْنَا عَلٰی بَعْضِ الْاَلَمِ الحدیث یا بنابر خلافت حقہ دینیہ کے

[1] تحقیق رسول خدا نے حکم دیا ابو بکر کو یہ کہ لوگونکو نماز پڑھا دین لہذا ہم راضی ہوئے اپنی دنیاوی خلافت پر ابو بکر کیلیے جو رسولخدا ہماری دینی عبادتکے لیے راضی بامامت ابی بکر ہوئے تھے [2] یعنی جب سیدہ کی وفات ہوگئی تو لوگون نے روداری جناب امیر سے منہ موڑ لیا تب آپ مصالحت ابو بکر پر مضطر ہوگئے [3] ہر آئینہ اللہ جل جلالہ نے جب نبی کو اٹھا لیا تو ہمنے کہا کہ ہم اہل اور اولیا پیغمبر کے ہین ہم سے کوئی نزاع نہ کریگا پس ہمپر ہماری قوم نے انکار کیا اور ہمارے غیر کو والی قرار دیدیا قسم بخدا اگر خوف تفرقہ اسلام اور عود کفر اور بربادی دین کا نہوتا تو البتہ ہم بدل دیتے اور تبدیل کر دیتے پس ہم نے صبر ہی بعض الم پر اختیار کیا بسبب خوف امور مذکورہ کے۔

جسکے ثبوت مین اجتک کوئی قول کوئی حدیث کوئی کلام ماثور نہین ہے بعد اسکے زمانہ
عہد خلافت شاہ ولایت ونیز عہد امامت امام حسنؑ سبط رسالت منقرض ہوگیا اور
اوس انقلاب زمان نے پوری ترقی حاصل کرلی اور شباب ایام الف شہر کا شروع ہوگیا
کما قال اللہ تعالے لیلۃ القدر خیر من الف شہر وقال انا اعطینات الکوثر محدث
جامع الاصول نے صحیح ترمذی سے نقل کیا ہے کہ مراد الف شہر سے زمانہ خلافت بنی امیہ کا
ہی اور رسولخدا کو بنظر تسلیہ خاطر کوثر عطا ہوا ہے جو آپ کو بمعاینہ تسلط بنی امیہ کے بعالم
خواب حزن وملال عارض ہوا تہا جس سے معلوم ہوا کہ نظام عالم مین حکمرانی بنی امیہ کی
مقدر بالحتم ہوچکی تہی اور رسول محبوب خدا کے رفع ملال کا تسلیہ کوثر کی عطا سے کیا گیا
مگر بنی امیہ کی ریاست کو ملتوی یا برطرف نہین فرمایا اور امارۃ بنی امیہ کے شرور اور فتن
جو اخبار ملاحم مین ماثور ہین اور ظہور مصائب ومحن اونکے جبروت سے جو اہل زمن کو پہونچے
اور انقلاب شریعت جو اونکے آثار سے ہوا وہ زمانہ پر مخفی نہین ہین کہ اونکا سلوک طریقہ ستمیم
اور اونکی سیرت ظلمت شیم اور اونکی تقلیب ضلالت تحمیم تہی اور کلام منقول فضل فاضل
صاحب ابطال الباطل کہ عامۃ الناس[۱] یاخذون المذاھب من السلاطین
وسلوکھم والناس علی دین ملوکھم الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل
ماھم ہی عادۃً ورسمًا وطوعًا وکرھًا مسلم ومتحتم ہے پس اونکا زمانہ پر از جور وجفا و

---

۱ عام الناس سلاطین کا ہی مذہب اختیار کیا کرتے ہین اور اونہین کے مسلک پر سلوک کرتے ہین اور
آدمی دین ملوک پر ہی ہوتے ہین مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور اعمال صالحہ بجالائے ہین اور وہ
بہت تہوڑے ہین

مخالف شریعت غرّا ضلالات افزا اخبارؑ و واقعاً ضرور ہوا ہے اگر مثالب امراء بنی امیہ بین
کچہ احادیث صحاح کی نقل کیجاوین تو اصل مقصد سے بعید ہوجاتا ہے فمن شاء فلیرجع الی
کتب الامارۃ والخلافۃ وکتب الفتن والملاحم من صحیح البخاری والمسلم اور واسطے
القائے اسلام و ادامت شریعت خیر الانام ضرورت تہی کہ ایسا شخص جو ماحی بدعات
اور نافی ضلالات اور محرف محدثات و مصرف مبطلات بنی امیہ ہووے اور جو مصداق
حتے یمیز الخبیث من الطیب کے فاروق حق و باطل اپنی سیرت و اثر سے ہوجاوے
منجانب شارع مامور ہو اور اہل عالم کو اپنے طریقہ عمل سے بتلادے کہ راہ مستقیم کہان ہے
اور شرور کی راہین کونسی ہین اور مامور ہونا من جانب الشارع حدیث فی کل خلف من
امتی عدول من اہل بیتی ینفون عن ہذہ الدین تحریف الضالین وانتحال
المبطلین وتاویل الجاہلین کما فی الصواعق المحرقہ سے بخوبی واضح ہے اور اوسوقت
بین بعد وفات شاہ ولایت اور سبط اکبر نبوت پس امام حسین ہی بقیہ اصحاب کسا تہے
جو یہ عہدہ تحریف ضالین کا اسوقت مین آپکی ذات سے مختص ہوگیا تہا اور حالت یہ تہی کہ عامۃ
الناس باعتقاد صحیح اوسکو خلیفہ برحق و امام صدق علی العموم سمجہنے لگے تہے کہ جس کے
ہاتہہ پر بیعت کرنا جبراً طوعاً رضاً جس طرح پر ہو واقع ہوجاوے پس اہل انصاف تجویز
فرماوین کہ کیا سبیل تہی تحریف ضالین اور انتحال مبطلین اور ابطال خلافت مضلین

۱؎ یعنے ہر پچہلے زمانہ مین میری امت مین عدول میرا اہلبیت سے ہونگے پس وہ دور کرینگے اس دین سے تحریف و
تبدیل گمراہون کو اور مبطلین و مفسدین کی اوس نسبت کو جو وہ اپنے حق مین کہین گے کہ ہم خلفائے نبی ہین اور
جاہلون کی تاویلات کو انتہے

سبد عین و محدثین کے اگر امام حسینؑ بقیۂ اصحاب کیسا بیعت یزید کی اختیار فرما لیتے اور نفی تحریف و تصحیف و تاویل کو بجا نہ لاتے تو کیا یہ اسلام اور یہ ایمان جو آج دنیا میں فرقۂ شیعہ میں پایا جاتا ہے صفحۂ عالم سے یک لخت برخاست نہو جاتا اور تمام محنت رسالت برباد نہو جاتی اندرین صورت اصحاب نصفت ہرگز یہ تجویز نہ کرین گے کہ سوائے ابطال خلافت اور انکار بیعت اہل بدعت کے کوئی سبیل ابطال باطل و احقاق حق کی ممکن تھی بلکہ اسلام مین آیندہ کے لئے اگر امام حسینؑ بیعت اختیار کر لیتے تو دیگر حضرات ائمہ طاہرین کا قول جنکو درجہ صحابیت مین نہین لیا گیا کب قابل پذیرائی ہوتا حالانکہ اسوقت تک جناب امیر کے فتوی کو بھی بمقابلہ رجل بوال علے عقبہ کے ترک کیا جاتا ہے کما فی نور الانوار فی اقسام السنۃ مین شاء فلیرجع الیہ یہ ترک کرنا قول جناب امیر تو بچشم انصاف مین علے الرغم پایا ہی جاتا ہے مگر امام حسین کی بیعت یزید کی خلافت پر اسلام کو ضرور مستاصل کرنے والی تھی اسی لئے بغرض ادا امت ایمان و ابقاے اسلام و شریعت خیر الانام کے خروج فرمانا خلیفہ مجمع علیہ پر آپنے بغرض ابطال خلافت اجماعی و ریاست قہری کے واجب سمجھا اگرچہ اوسکا نتیجہ تلف نفوس و تاراجی خانمان تھا اور وہ پیش نظر بھی تھا مگر اسکو بمقابلہ مصلحت بقائے اسلام کے سہل تر گردانا اور بقاے دین محمدی کو گران تر ولقد ما احسن ما قال من قال ؎ سر داد و نداد دست در دست یزید؛ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین کیونکہ اوسوقت مین خلافت یزید پر موجود مین صحابہ نے جنمین بدریین و رضوانیین و سابقین و مہاجرین و انصار و الذین اتبعوہم حاضرین سقیفہ و تابعین خلیفہ بھی شریک ہو گئی تھی

اور عبداللہ بن عمر اپنے حشم و خدم بلکہ اہل عالم کو یزید کی مخالفت پر تخویف فرما رہے تھے کہ مین نے سنا ہے کہ رسولخدا صلعم فرماتے تھے ینصب لکل غادر لواء یوم القیمۃ[1] اور اس حدیث کو انحراف بیعت یزید پر اس طرح منطبق کرتے تھے کہ ہم نے یزید کی بیعت کرلی ہے اور مین نہیں دیکھتا ہون اس انحراف سے زیادہ کوئی غدر کہ ایک شخص کی بیعت کیجاوے پھر اوسی شخص سے مخالفت و محاربت کرین انتہے آس تمام قصہ تخویف کو امام بخاری نے نافع سے نقل کیا ہے تو خلافت حقہ دینیہ نظر عوام و گروہ انام مین بعد اس اجماع صحابہ و تخویف غدر اصحابہ لامحالہ حق خالص ملوک جبابرہ و سلاطین فجرہ و امراے فساق و اصحاب نفاق کا قائم و مستحکم قرار پاتا اور انحراف کو اونکی امارت سراسر ضلالت سے موجب غدر اعظم حسب تہدید صحابی معظم جزماً و یقیناً سمجھا جاتا پھر تو سیرتین اور خصلتین اون خلفاے جبابرہ اور امراے فسقہ کے اگر امام حسین کا جہاد اور اختیار فرمانا مصائب کا درمیان مین نہوتا ضرور واجب الامتثال ہوکر تمام امت مین داخل دین رسالت اور اون اصحاب فجور کی اطاعت فی المعصیۃ و سنت و سیرت مشحونہ الضلالۃ عین عبادت رب العزت و ہم درجہ سنت ختمی منزلت اور ہر قول و ہر فعل فجرہ فسقہ کا سلف سے خلف تک مستحبات اور واجبات مین شمار ہوا کرتا پس ایسی حالت التباس و امر حق دور از قیاس مین اگر اصحاب کسا کلہم اطاعت و مصالحت کے لباس مین خلفاے وقت سے معاشرت رکھتے تو کیا کیا کچھ اصل شرع مین افراط و تفریط مستقر و قایم ہوتی اور سراغ حقیقت دین مبینہ

[1] یعنے ہر غادر اور بدعہد کا بروز قیامت جھنڈا نصب ہوگا۔

خدا کا روز قیامت تک دقیق نظروں کو بھی نہیں ملتا اور حضرات ائمہ طاہرین آخرین کی کوئی بھی نہیں سنتا کہ اونکو بھی بسبب استیلاء بنی امیہ و بنی عباس کے حق تصرف کافی اسوار رعایا میسر نہیں آیا جو اونکی شوکت سے لوگ شنوائے حق ہوتے یہ امام حسینؑ کا ہی کام تہا کہ باوجود قلت اعوان دین خدا کو تہام لیا اور حق کو باطل سے اپنے طریقہ عمل محاربت و خروج علی الخلیفۃ المبطلہ سے متمیز فرمادیا اور یہ تمیز بین الحق والباطل کبھی بھی حاصل نہوتے تا ہنگامیکہ امام حسینؑ اس بار عظیم شہادت کو اختیار نہ فرمالیتے ولقد ما احسن ما قال من قال سہ کارے کہ حسین اختیار کردی ❊ در گلشن مصطفےٰ بہار کردی از ہیچ پیمبرے نیامد این کار ❊ واللہ کہ ای حسین کارے کردی

فصل تیسری

آپکے عدم بیعت اور لقصدی محاربت مین اور بہی وجوہ عدیدہ و اسباب سدیدہ اور تحقیق فوائد جدیدہ ہین لاکن یہان پر آیات ہی شروع کیا جاتا ہی فوائد جدیدہ باسناد اخبار کے بعد ازان نقل کیجائیگی از انجملہ قولہ تعالےٰ و تبارک مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ الآیۃ[1] جبکہ مصیبت کا مقدر ہونا پیدایش سے پہلے بنص قرآن مقرر ہوچکا تہا اور امام حسینؑ کو اس واقعہ سے اطلاع دیگئی تہی اور اوسکی قبولیت کا میثاق لیا گیا تہا کما یاتی بیانہ لہذا

[1] یعنے کوئی آفت ملک مین اور تمہاری جانون پر نہین پڑی مگر وہ لوح تقدیر مین لکہی گئی پہلے انکی پیدایش سے اور یہ خدا پر آسان ہے انتہی

آپ بعلم تقدیر مذکور کے جواب مین اپنے خیراندیشون کے اسی آیہ وافی ہدایہ کے مفہوم اور ماحصل اور معنے کو مختلف الفاظ مین ادا فرماتے تھے چنانچہ وقت نہضت فرمانے کے جب ام المومنین ام سلمہ نے فرمایا کہ مین نے تمہارے دادا رسولؐ سے سنا ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ ارض عراق مین قتل کیا جائیگا اوس جگہہ کو کربلا کہتے ہین پس ای بیٹا مجھے اپنے سفر عراق سے غمناک نکرنا آپ نے فرمایا یا اماہ[۱] وَاَنَا وَاللّٰهِ اَعْلَمُ ذٰلِكَ وَاِنِّي مَقْتُو لٌ لَامُحَالَةَ وَلَيْسَ لِي مِنْ هٰذَا بُدٌّ وَاِنْ لَمْ يَخْرُجْ اِلَى الْعِرَاقِ يَقْتُلُوْنِي اَيْضًا وَاِنِّي وَاللّٰهِ لَاَعْرِفُ الْيَوْمَ الَّذِيْ اُقْتَلُ فِيْهِ وَاَعْرِفُ مَنْ يَقْتُلُنِيْ وَاَعْرِفُ الْبُقْعَةَ الَّتِيْ اُدْفَنُ فِيْهَا وَاِنِّيْ اَعْرِفُ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ اَهْلِبَيْتِيْ وَقَرَابَتِيْ وَشِيْعَتِي الروایۃ اور بطن عقبہ مین جبکہ عمر بن یوذان نے سفر بجانب کوفہ سے منع کیا اور حالات آمادگی اہل کوفہ بیان کیے تو آپنے یہ فرمایا کہ لَيْسَ يَخْفٰى عَلَيَّ الرَّاْيُ[۲] اور فرمایا وَاللّٰهِ لَا يَدَعُوْنَنِيْ حَتّٰى يَسْتَخْرِجُوْا هٰذِهِ الْعَلَقَةَ مِنْ جَوْفِيْ كَمَا فِي اعلام الورےٰ اور یہ روایت ناسخ التواریخ مین بسند دیگر بدین الفاظ ماثور ہے کہ لَيْسَ يَخْفٰى عَلَيَّ الرَّاْيُ[۳] وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُغْلَبُ عَلٰى اَمْرِهِ الخ اوسکو کوئی اپنی تدبیر یا کسی حیلہ وغیرہ سے بچنا چاہئے تو حکم الٰہی خالی نہین جاتا ضرور

---

[۱] یعنے ای نانی صاحبہ اور مین بھی قسم بخدا جانتا ہون کہ لامحالہ مین قتل ہونگا اور اوس سے مجھے کوئی چارہ نہین ہے اور اگر مین عراق کو نہ جاونگا تاہم مجھے وہ قتل کرینگے اور مین قسم بخدا البتہ جانتا ہون اپنے روز قتل کو اور اپنے قاتل اور مقتل کو اور اپنے مدفن کو اور مین جانتا ہون ان ملاعنہ کو جو قتل کرینگے میری اہلبیت اور میرے قرابتدارون اور میرے شیعون کو الخ

[۲] یعنے مجھپر یہ رائے مخفی نہین ہے قسم بخدا وہ لوگ نہی اییکے مجھے نہ چھوڑینگے یہان تک کہ میرا دل یا فرمایا میرا جگر میرے جسم سے نہ نکال لین [۳] یہ امر مجھپر پوشیدہ نہین ہے لاکن اللہ تعالے اپنے نفاذ حکم مین مغلوب نہین ہوتا ہے انتہے

اسپر جاری ہوتا ہی اور اسی طرح آپنی اپنی ہمشیرہ صدیقہ صغری زینب کبری سے تسلیتہً
ارشاد فرمایا کہ یا اختاہ کل الذی قضی فھو کائن اور مخفی نرہے کہ مابین من
یعلم ومن لا یعلم کے بہت فرق ہے عارف امور شدنی کا وہی کیا جاتا ہی کہ جو قضا و
قدر پر رضا و تسلیم اپنا شعار رکھتا ہووے اگر اعرف امور شدنی سے گریز کر جاوے وہ
حکم مقدر تو محو نہو گا بلکہ ضرور جاری ہوگا مگر صابرین کی فہرست سے نام اوسکا محو و حک
کر دیا جاتا ہے کما فی روضۃ الشہداء فی قصۂ زکریا علیہ السلام کہ از سرادقات غیبی ندا ے
بزکریا رسید کہ ہا تا نوانی فغانی و آہے مکنی کہ نامت از جریدۂ صابران محو کنم انتھی اسمقام
پر شبہ مشہور کو رفع کرنا ضرور ہے اور وہ مسئلہ جبر و اختیار مین ہی کہ جو ہر موقع پر شتبہ
ہوتا ہے یہا پر اسیقدر رفع شبہ کافی ہے کہ نزول مصائب و ورود بلایا کا سبب
دو وجہ پر پایا جاتا ہے ایک موافق اس آیۂ کریمہ الا فی کتاب من قبل ان نبرآھا [۱]
کے دوسرے بر طبق مفاد آیہ وافی ہدایہ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم
ویعفو عن کثیر کے [۲] اور دونون مقام پر نزول بلایا کے تقدیم نہین ہوا کرتی تا نیکہ
موافق الا فی کتاب من قبل مین فائدہ مزید اس مصیبت سے جو مقرر ہوئی ہے اسکے
یا اوسکے منصب کے لئے مقدر نہو جاوے اور دوسری جگہ کسب اعمال کو بعد نہ قبل
حدوث اوسکے لان اللہ لیس بظلام للعبید [۳] آیات قرآنی سے ثابت اور متحقق

۱ یعنے اے خواہر وہ امر کہ حکم قضا اوسپر جاری ہوگیا پس وہ ضرور ہونیوالا ہے انتھی ۲ تمہین کوئی مصیبت نہین
پہونچتی مگر وہ جو تمہارے ہاتھون نے کسب کیا ہے اور اللہ بہت سے کسب معاصی سے درگذر بھی فرمادیتا ہی ۳
اسلئے کہ اللہ ظالم اپنے بندون کے حق مین نہین ہے۔

ہی اور دوسری آیہ کے مفاد سے ظاہر ہے کہ نزول مصائب کا مکافات اعمال نہین
کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہین اور اِس شہادت امام حسینؑ کے بعض مقاصد و نکات جو
بیان ہوئے اور جو بعض آیندہ معرض تحریر آتے ہین وہ نزول مصائب کی وجہ کو بخوبی
منکشف کرنیوالے ہین کہ خداوند تعالے انبیا اور اولیا پر جو مصائب مقدر کرتا ہے
سبب اُسکا فائدہ مزید سے خالی نہین ہوتا خواہ وہ فائدہ مصیبت زدہ کی ذات سے
متعلق ہو یا اُسکے منصب ورعہدہ کے مقتضی ہو دوسری آیہ قُلْ اِنْ کانت لکم الدار
الآخرۃ عند اللہ خالصۃً من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین
ولن یتمنوہ ابداً بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین سے شبہ وارده رفع
ہوتا ہے اس آیہ کے مفاد سے و نیز آیہ قُلْ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ
اَوْلِیَاۗءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ کے معنے سے مستدرک
ہوتا ہے کہ موت سے بھاگنا اور کراہت کرنی ظلم ہے اور تمنا کرنا موت کا عند اللہ صادقین
کا مرتبہ ہے نہ عامۃ الناس کا اور جنکے لئے دار آخرت ہوتا ہے اور وہ عارف مایکون
ہوتے ہین وہی لوگ موت کی آرزو کیا کرتے ہین اور اسی تمناے موت کے معنے مین صحابہ
عظام سے معاہدہ بیعت لیا جاتا تھا کما فی المسلم فی روایۃ سلمۃ اَنَّھُمْ بَایَعُوْہُ یَوْمَئِذٍ
یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ عَلَی الْمَوْتِ اور مفسرین نے مثل علامہ زمخشری و ثعلبی و امام الرازی

ع۱ کیونکہ مفاد آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ کہو اے پیغمبر اگر دار الآخرۃ اللہ کے نزدیک مخصوص تمھارے لئے ہی اور دیگر مردمان اُس سے بے نصیب ہین تو تم موت کی آرزو کرو (تا کہ بہشت مین پہونچ جاؤ) اگر تم سچے اپنے دعوے مین ہو اور وہ لوگ دعوی کرنیوالے دار آخرۃ کا ہرگز موت کی تمنا نکرینگے بسبب اُس سیہ کاری کے جو اُنکے ہاتھون نے اقدام اُسکا کیا ہی اور اللہ خوب جانتا ہی ظلم کرنیوالونکو انتہے۔

ع۲ کہو اے پیغمبر یہودیون کو اگر تمنے زعم کیا ہی کہ ہم اللہ کے دوست ہین نہ اور لوگ پس تم موت چاہو اگر تم سچے ہو۔

ونظام الدین نیشاپوری وقاضی بیضاوی ومسعودی وبغوی صاحب معالم التنزیل
نے آیہ موصوفہ کی تفسیر مین نقل کیا ہے کہ کان علی رض یطوف بین الصفین بصفین
فی غلالۃ فقال لہ ابنہ الحسن علیہ السلام ما ھذا زی المحاربین فقال علیہ السلام
یا بنی لا یبالی ابوک سقطت علی الموت او سقط الموت علی وزاد الحافظ ابو نعیم و ابن
ابی الحدید لسندہ فی ہذا الکلام واللہ ان ابن ابی طالب یلعب بالموت کما یلعب الصبی
بثدی امہ اور اس آیہ کریمہ سے مفرورین جہاد کا موت سے ہرب کرنا دلیل اونکے ظالم ہونیکی
ہو پائی گئی اور ظالم کو بحکم لا ینال عھدی الظلمین کے منصب امامت نہین پہونچتا ہے پس
جو لوگ کہ غزوات سے بہاگے وہ ظالم تھے نہ امام عالم اور امام حسینؑ نے موت سے فرار نہین کیا
اور مثل شیر خدا کی تقبول سقطت علی الموت او سقط الموت علی کے مصداق ہوکر اپنے کو امام
ہونا ثابت کر دیا اور مدارج صادقین کو تمنائے موت سے زینت فرمادی پس امام حسینؑ کا
موت کی طرف جانا ممدوح ہے نہ معیوب اور یہ فعل بنا بر آیہ کریمہ شریفہ کے ہے اور یہ منافی قولہ
تعالے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کے نہین کہا جا سکتا چند وجہ سے از انجملہ اس
تہلکہ سے حکم حذر کرنے کا ہے کہ جس مین سوائے ہلاکت کوئی فائدہ ظاہری یا باطنی نہو
مثل خودکشی کے اور بلا ضرورت کے وہ عمل کرنا کہ جو تلف جان ومال کا باعث ہو اور ثواب
اوس پر مترتب نہ ہو بلکہ عدم فعل اور عدم اظہار کسی قول اعتقادی کا مرخص ومباح ہو وے

لہ یعنی جناب امیر جنگ صفین مین دونو صفونکے درمیان باریک لباس پہنے ہوئے پہرا کرتے تھے امام حسنؑ نے عرض کی کہ یہ محاربین کی شناسی نہین فرمایا کہ
اے پسر تیرا باپ نہین کہتا ہے خواہ مین موت پر گر جاؤن یا موت مجھپر گرے قسم بخدا ہر آئینہ پسر ابو طالب موت سے اس طرح کہیلتا ہے
جیسے طفل شیر خوارہ اپنی ماں کی پستان سے کہیلے کرتا ہے انتہی ۔ ۲ ترجمہ صفحہ ۲۵ پر گذرا

تو ایسے عمل سے حذر کرنا تحت حکم آیہ ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ کے آسکتا ہی اور اسی بے سود موت کیلیے کہا جاتا ہے سہ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ٭ تو مرو در دہان اژدرہا۔ کیونکہ دہان اژدرمین بالقصد جانے اور مرجانے سے جزا اور مدارج علیا نہین ملتے بلکہ موجب مواخذۂ اخروی ہے لہذا یہ آیہ اس مقام پر صادق نہین آتا اور نہ جو حضرات انبیاؑ و مرسلین ظلم و تعدی منکرین اور اشقیاے امت کے ہاتھہ سے بجرم دعوت اسلام کے شہید ہوگئے وہان بھی بدلیل آیہ شریفہ کے کہا جاسکتا ہے کہ بجاے دعوت اسلام کے اپنے گھر خاموش کیون نہین بیٹھے رہے اور اگر دعوت کرنے اسلام کی واجب تھی بعد اداے حق دعوت فرار کیون نہین فرمایا اور ایسے موقع پر کیون نہین چھپ رہے جو قاتلین کو اون مواقع پر دسترس نہوتی یہ سفسطیات جو امام حسینؑ کی جناب مین عاید کیجاتی ہین وہ سب اون حضرات انبیا علیہم السلام کی شان مین بدرجۂ اولی صادق آسکتی ہین جنکا ذکر آیہ شریفہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق مین آیا ہے تیسرے آیہ وافی ہدایہ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون[۱] ہونا اسکی آیات دیگر مین جنسے ضروری ہونا امتحان اہل ایمان کا پایا جاتا ہے قال اللہ تعالی احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا

تیسری آیت

---

۱ اور البتہ ہم امتحان کرین گے ضرور تمہارا ساتھہ کسی شے کے از قسم خوف اور گرسنگی اور نقصان اموال و تلف نفس و ثمرات کے اور بشارت دیدے اے پیغمبر صابرین اور ثابتین کو کہ جب اونکو مصیبت پہونچتی ہی تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہین وہی لوگ ہین کہ انپر صلوٰۃ ہے اونکے رب کی جانب سے اور رحمت ہی اور وہی لوگ ہدایت پاے ہوئے ہین انتہ

وھم لا یفتنون وقال اللہ تعالی ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم الذین جاھدوا منکم
وقال اللہ تعالے ولنبلونکم حتے نعلم المجاھدین منکم والصابرین بلکہ بہشت برین
کا داخلہ مومنین کا امتحان جہاد پر ہے پایا جاتا ہے چنانچہ آیہ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ
ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین اس معنی مین ناطق ہے
وقال ومن الناس من یقول آمنا فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ
الآیۃ اور آیہ مستدلہ لشان امام مظلوم بالکل مطابق ہی جسکی تفسیر علمائے شرح وبسط سے فرمائی ہی
مگر اس مقام پر احتجاج بنوع دیگر مطلوب ہے کہ قولہ تعالے ولنبلونکم سے یہ امر محکم پایا گیا کہ نزول
مصائب کا بغرض امتحان اہل ایمان کے بحکم واجب الاذعان ایزد سبحان کے بھی ہوتا ہی پس امام حسین
نے بلحاظ امر مقدر کے جو بتحتم طریقہ پر آپکو اپنے جد بزرگوار سے معلوم ہو گیا تھا تو کل الذی قضے
فھو کائن فرماکر اپنی معذوری کو ظاہر فرمایا اور بغرض حصول مراتب صابرین وبشارت رحمت
ومورد صلوات کے کہ یہ مدارج مخصوص انہین لوگون سے ہو سکتے ہین جو جامع مصائب مذکورہ
الآیہ ہون تمام مصائب امتحانی کو اختیار کر لیا اور جامعیت اسکی بلا اختیار کرنے مصائب
واشجان ونوائب وامتحان تشنگی وگرسنگی وقتل ونہب اموال وتلف اولاد کے جو ثمرات
قلب ہین ممکن نہین ونہین تھی لہذا آپنے جملہ تکالیف ناقابل برداشت کو اپنے لئے آسان
کر دکھلایا اگر آپ صبر وثبات ورضا وتسلیم کو کام نفرماتے اور قتل نفوس اور تاراجی اموال
اور بھوکھ وپیاس اور طرح طرح کے جراحات لسانی اور بد زبانی فرقہ اشرار کا تحمل نفرماتے
اور خوف وہراس اہل حرم کا کرتے تو یہ جامعیت آپکی مصائب مین کہان حاصل ہو سکتی

اور چشم نابینا مین ہو آپ کس طرح مستحق صلواۃ و رحمت پروردگار کے دکھلائی دیتے یہان
پر بھی موازنہ حضرت شعیا پیغمبر اور امام حسینؑ سبط پیغمبر کی سیرت اور اسوہ مین دکھلایا جاتا ہی
کہ حضرت شعیا پیغمبر کما فی التاریخ الکامل لابن الاثیر الجزری جبابرۂ بنی اسرائیل کے خوف سے
درخت کے تنہ مین جا چہپے اوس درخت کو اشقیاے امت نے مع آنحضرت کے چیر ڈالا اور
امام حسین نے ان مصائب کو جو اذا اصابتہم مصیبۃ مین مقدر کی گئی تہین بلا ہی
حذر اور روپوشی کے عارفانہ برداشت کر لیا اگر آپ بہی اختیار نفرماتے تو ہو مثل حضرت
شعیا پیغمبر کے آپکو اون بلایا گریز میسر نہوتا اور مصداق لایدعو ننی حتی یستخرجو
ھذہ العلقۃ من جوفی صادق آتا اور حکم لاکن اللہ نعم یغلب علی امرہ کا اور کل
الذی قضی فھو کائن کا ضروری جاری ہوتا فالعاقل تکفیہ الاشارۃ والا لایکفی لہ
البشارۃ چنانچہ حضرت عثمان غنی نے کیا کیا انتظام اپنی حفاظت کا نہ فرمایا آیہ لا تلقوا
بایدیکم الی التھلکۃ کو پیش نظر رکھکر ہلاکت اور موت بالشہادۃ سے بچنا چاہا اور
اور حویلی مین چہپے بیٹہے رہے اور میدان مین مردانہ جانا اور بلوائیون سے مقابلہ کرنا باوجود
حشم و خدم کی کثرت کے مصلحت نہ سمجہا اور بالاے بام سے ہی کلمات مصالحت خیز
و موافقت آمیز ادا فرمایا کئے اور کمال مرتبہ تقیہ بجالاے جو اب حرام کہا جاتا ہے حتی کہ عطیات
بنی امیہ کی والپسی کا بہی وعدہ ذاتی مال سے اور معزولی عمال بنی امیہ کا اقرار تقرر عمال جدید
صلحاء کے ارشاد کیا اور ہر قسم کی رضا جوئی فرمائی کما ہو مذکور فی تاریخ الاعثم الکوفی مگر وہ
حذر اور وہ تقیہ اور وہ وعدہ اور وہ رضا جوئی کسی طرح سودمند نہوئی اور قضاء الٰہی

جاری ہوگئی پس ایسی مرنے سے تو مرد شجاع کا کارزار مین بقولہ یَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ کے قتل کرنا اور قتل ہونا ہے با اظہار شجاعت بہتر ہے اور شجاعت بہی وہ جو امام حسین ع نے اور آپکے انصار قلیل التعداد نے لاکھون کے مقابلہ مین بحالت عاجزی ومحصوری وگرسنگی وشدت تشنگی کے دکہلا دی کہ جو بہادران عراق اور تہوران آفاق انکے آب شمشیر سے سیراب ہوکر عالم گرمائے جہنم مین پہونچے اور بیوفایان کوفہ وساباط اونکی ثابت قدمی سے بیتاب ہوکر پسپا ہوگئے مگر یہ کہ سیرت عثمانی محبوب و ممدوح ہو اور شجاعت امام حسینؑ نامرغوب و مقدوح ہو آنزاچہ علاج یہی اختلاف مابین صحابہ و ائمہ کا تباین مذہبین کے ثبوت مین کافی ہوسکتا ہے کہ جو اس سیرت عثمانی کو امام حسینؑ نے اختیار نہین کیا اگر موت بالسیف سے چہپ کر مکہ یا مدینہ کے امن مین محصور رہتے اور خون شجاعت بہاتے اور آبرو مردانگی کی کہوتے تاہم امر شدنی کُلُّ الَّذِیْ قُضِیَ فَهُوَ کَائِنٌ پیش آتا ایسے مواقع کے نسبت امام حسینؑ نے فرمایا ہے ۵ فَاِنْ تَکُنِ الدُّنْیَا تُعَدُّ نَفِیْسَۃً ٭ فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰهِ اَعْلٰی وَاَنْبَلُ وَاِنْ تَکُنِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا فَقِلَّۃُ سَعْیِ الْمَرْءِ فِی الْکَسْبِ اَجْمَلُ وَاِنْ تَکُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ فَقَتْلُ امْرِءٍ بِالسَّیْفِ فِی اللّٰهِ اَفْضَلُ اور فضل ہونا اوسی وقت صادق آئیگا جو جہاد سے فرار نکرے اور بلا اختیار خود محاربت کو اختیار کرے اور صبر و ثبات پر قائم رہے نہ یہ کہ جو سر پر آجاوے اور اوسکے

---

(۱) یعنی اگر دار دنیا نفیس شمار کیجاوے پس دار ثواب خدا کا ہے اوس سے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے اور اگر رزق بندگان کا مقدر ہوچکا ہے تو قلیل کوشش کسب معاش میں زیادہ جمیل و نیکو ہے اور اگر انسان کے بدن موت کیلئے پیدا ہوئے ہین (کہ حکم کل من علیہا فان اونپر جاری ہوتا ہی) تو راہ خدا مین قتل ہونا افضل اور بہتر ہے

لئے موقع عذر کا نہ ملے اور گریز کرنے کے حیلے معطل ہوں پس اوس وقت وہ فضیلت
نہین ہے جو بحالت قدرت کے اختیار کرنے مین ہے اور عبد اللہ بن زبیر نے مکہ
معظمہ مین جو بحکم من دخلہ کان امنا کے مامن عام سلمین کے لئے ہے اپنی حفاظت
اور خلافت مین بمخالفت یزید کے کافی ترقی حاصل کر لی تھی اور عبد اللہ بن حنظلہ
نے مدینہ منورہ مین علم محاربت یزید کی مخالفت پر اوٹھایا تھا اور باجماع اہل مدینہ
وبقایاے صحابہ اپنی قوت کو بیعت عامہ سے جمع کر لیا تھا اور ان دونون ذی شوکت
رئیسون نے حرمین کو اپنا جاے پناہ گردانا تھا مگر الف شہر کی تاثیر نے باوجودیکہ
کسی نے ان مین سے باہر حرمین سے قدم نہین نکالا دونون کو نہ وبالا کر دیا کہ یکے
بعد از دیگرے قتل کر دیئے گئے اور موجب ہتک حرمت حرمین شریفین کے
ہوگئے اور جو جو خرابیان اُنکی اقامت کی وجہ سے حرمین شریفین مین یزیدیون اور
لشکر عبد الملک کی بدکاریون سے ظہور مین آئین اہل سیر نے اُنکو مجمل ومفصل
لکھا ہے اگر امام حسینؑ بھی ایسا ہی عمل فرماتے تو امر کائن تو ضرور پیش آتا مگر آپکی
اقامت بھی سبب ہتک حرمت کسی حرم کا حرمین سے ہو جاتی اب ہم مجموع آیات
مذکورہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ اور قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ
دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ الخ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ
الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ الخ سے قدراً مشترکاً و نیز مجموع

ان آیات سے جو ذیل آیہ ولنبلونکم بشیٔ کی نقل کی گئین ہین ایک آیت احسب الناس ان
یترکوا اور دوسری ام حسبتم ان تترکوا تیسری ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین
منکم چوتھی ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ پانچوین ومن الناس من یقول اٰمنا
الآیہ ہین تحصیل مصالح وفوائد و دفع فتن ومفاسد کو جو قاضی عیاض نے امام مصلحہ کیلئے
جایز تجویز کی ہین اس شہادت امام حسینؑ مین ثابت کرتے ہین پس مخفی نرہے کہ آیات کریمہ سے
قدر مشترکا مصائب کا اہل ایمان کے لئے مقدر ہونا بلا مکافات کے اور امتحان کا ضروری جاننا لیا
اور امتحان مین تمنائے موت وجہاد مفنی جان وخوف وجوع ونقصان مال ونفوس وثمرات
کا شامل ہونا اور جنت مین بلا امتحان کے داخل نہونا پایا جاتا ہے انبیاء علیہم السلام جنکے
مدارج کہین مومنین سے اعلی وارفع ہین طرح طرح کے مصائب ونوائب مین مبتلا ہوتے رہے
اور قتل ہوا کئے جو مصداق من عبادہ المومنین کے امتحان سے مستثنی نہین کئے گئے بلکہ ابتلاء
انکا عام مومنین سے زیادہ تر ہوتا رہا ہے حدیث البلاء موکل بالانبیاء ثم الاوصیاء
ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل فی درجات العلی اسکی شاہد ہے مگر حضرت ابراہیم خلیل
جلیل کا امتحان ذبح اسمعیل مین جسکی خبر آیہ قال یٰبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر
ماذا تری مین آئی ہے بحکم محکم وفدیناہ بذبح عظیم کے سبدل بفدیہ عظیم ہوگیا چونکہ
حضرت تقدس وتبارک وتعالے نے اوس فدیہ کے واقع ہونیکو فرما دیا تھا اور ظہور اوسکا الفحوائے
کل الذی قضے فہو کائن کے لابدی تھا اور فدیہ اسمعیل کے لئے اولاد اسمعیل ہی سزاوار تھے
نہ اولاد حضرت اسحاق سے لہذا انبیاء بنی اسرائیل مین جو شہید ہوئے وہ فدیہ اسمعیل

ؑ بلا مقرر کو گئی انبیاء کیلئے پہر اوصیاء پہر اولیاء پہر انکی امثال اور انکی امثال کیلئے درجہ بدرجہ ؑ کہا ابراہیم نے ای میرے

نہین قرار پائے پس وہ عظیم فدیہ از منہ انبیا مین سلف سے خلف تک ملتوی ہوتا چلا آیا حتے
کہ حضرت عبداللہ پدر عالی قدر پیغمبر بھی وہ فدیہ مقرر ہوئے آخر وہ بھی مستثنیٰ کردیئے گئے
اور تصدیق کریمہ صدقت الرؤیا کے عالم شہود مین بوجہ فدیہ عظیم مقرر بنا پانیکی نہوئی
کہ فدیہ معصوم کا معصوم سے مقبول درگاہ و منظور نظر بارگاہ قدس تہا پس بدستور وہ فدیہ عظیم
ظہور مین نہ آیا لاکن اوس فدیہ کی خبر حضرت زکریا پیغمبر اور ہماری نبی آخرالزمان کو کھیعص مین دیگئی
ہے چونکہ سرور عالم سید وُلدِ آدم ختم المرسلین جامع فضائل اولین و آخرین تہے اور انبیا و
مرسلین مین اکثر حضرات انبیا امتحان شہادت مین کامیاب ہوے تو وہ فدیہ عظیم بعرض
حاصل ہونے جامعیت کمالات مدارج انبیا رکے بہی آنحضرت صلعم کیلئے زیبا اور ضروری
تہا ورنہ وہ جامعیت صادق نہ آسکتی تہی مگر آنحضرت صلعم بہی بوجہ ختم نبوت و بقاے
دین تا یوم قیامت کے درجہ شہادت سے باز رکہے گئے تاکہ کوئی معاند اسلام وستمگر داز گروہ
ظلام نہ کہہ سکے کہ مسلمانون کے پیغمبر نے دعوی نبوت کیا تہا آخر اپنے دعوے مین
سچے نہین تہے احقاق حق نکر سکے لہذا قتل کردیئے گئے اوسوقت بنابراس اعتراض کے
تمام نظام شریعت رب العزت جسکا بقا الی یوم القیامۃ ہے اور رہیگا بوجہ قتل پیغمبر کے
درہم وبرہم ہوجاتا اور مثل قصۂ اُحد کے ہَلمّ اِلیٰ اَدیَانکُم خاص و عام پکارنے لگتے
اس التواے شہادت نبی کے سبب ضرور تہا کہ بدل مین آپکی فدیہ قرار پانیکے کوئی ہم مثل
آپکا فدیہ کردیا جاوے چونکہ آپنے بحق امام حسینؑ حُسَینٌ مِنِّی وَاَنَا مِن حُسَین فرمایا ہے لہذا معلوم
ہوا کہ وہ ہم مثل آپکا بس حسینؑ ہی تہی جو فدیہ کے لئے آپکے بدل قرار پائی اور یہ آنحضرت صلعم

ع ۱ اپنے پہلے دین کی طرف پہر جاؤ ۲ حسین مجہ سے ہے اور مین حسین سے ہون

کا امتحان مثل دیگر انبیاء سلف کے امر شہادت مین باقی رہگیا تھا اسی لئے آپکے کمالات جامع مین بمقابلہ شہداے مرسلین کے کمی تہی اوسکو امام حسینؑ کی شہادت نے پورا کر دیا گویا کہ امام حسینؑ متمم کمالات رسالتمآب ہو گئے اور رسالتمآب نے اسی لحاظ و نیز دیگر مدارج متعددہ کی نظر سے حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنْ حُسَیْن فرمایا۔ اگر آپ بھی ... کرتے اور وعدہ شہادت کا نہ فرماتے تو فدیۂ عظیم ٹلنے والا نہین تھا اور رجع ہوا کمالات ... سلین کا بھی ... وخاتم النبیئن ہین ضرور تھا تو وہ فدیہ یا ذات بابرکات سرورکائنات کے ہونے یا بوجہ محذورات صدر کے آپکی ذریت طیبین مصداق اوس فدیۂ عظیم کے کیجاتے کیونکہ اب موقع اوس فدیہ کے ملتوی رہنے کا آئندہ کے لئے باقی نہین رہا تھا او خداوند تعالیٰ قد صدقت الرویا الی قولہ وترکنا علیہ فی الاخرین فرما چکا تھا لہذا واقع ہونا اسکا لابدی وضروری حتماً وجزماً ہو گیا تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اور کوئی مصداق اس فدیہ عظیم اسمعیل کے لائق بھی نہین تھا اوسکو بس خاصہ آل عبا نے ہی اختیار فرما لیا پس جو ذبح اسمعیل مین واقع ہوا تھا اور خداوند تعالے نے حضرت ابراہیم کی امتثال مین امر خواب کے قد صدقت الرویا تا آیہ وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ فرمایا ہے اسکو کٓہٰیٰعٓصٓ پر عالم اعیان مین ظاہر کر دیا کما مضی کہ ان حروف مقطعہ مین کاف سے کربلا اور حرف ہا سے ہلاکت اور یا سے یزید اور عین سے عطش اور صاد سے صبر حسینؑ مراد ہے اور خبر اس فدیہ کی حرف مقطعات مین اس وجہ سے صادر فرمائی اور واضح ارشاد نکیا کہ یہ امر شدنی عالم اسباب مین رمز خفی رہے تاکہ خلفاء اپنے افعال کو عالم تکلیف

---

۱ تو نے اے ابراہیم اپنی خواب سچی کر دی ۲ اور ہمنے پچھلے لوگون مین اوسپر باقی رکھا ۳ اور فدیہ دیا ہمنے اسمعیل کا ساتھ ذبح عظیم کے

ہین تابع مشیت الٰہی نہ سمجھے لیکن غرضکہ یہ حادثہ شہادت کا بوجوہ عدیدہ ناگزیر ہےتا اورگریز کرنا خاصان خدا کے خواص وشعار سے لامحالہ محال عادی ہے ۵ اگر زکوہ فرو غلطد آسیا سنگی ؛ نہ عارفست کہ از راہ سنگ برخیزو ۔

فصل چوتھی

اب ہم بعد شواہد قرآنی کے بعالم اسباب ظاہری کے امام حسینؑ کی مجبوری کو ثابت کرتے ہین کہ آپ کو بلا اختیار کرنے سفر عراق وورود کربلا کے وبلا اختیار کرنے مقاتلت کے چارہ کار ہی نہین تہا اس وجہ سے کہ بعد تسلط یزید کے مدینۂ منورہ مین آپ اس خوف سے اقامت نہ کرسکتے تھے کہ جناب امیر نے جو بزمان خلافت ابوبکر کے اہل مدینہ سے خانہ بخانہ تشریف لیجاکر اپنی نصرت کی ترغیب دی تو سوائے وعدہ ہائے زبانی کے کسی نے انصار سے آپ کی نصرت نہ فرمائی کما رواہ الجوہری فی کتابہ السقیفہ وفدک نقلہ ابن ابی الحدید عنہ فی شرحہ علی نہج البلاغہ اور مکہ معظمہ مین بھی آپکے جان نثارون مین کوئی سوائے خیر طلبان زبانی کے موجود نہین تہا بلکہ کلہم منحرفین مبغضین دونون مقام پر بلکہ اکناف واطراف عالم مین بہرے ہوئے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے ابوجعفر اسکافی سے نقل کیا ہے کہ کان اہل البصرۃ کلہم یبغضون علیاً وکثیر من اہل المدینۃ واما اہل مکۃ فکلہم یبغضونہ قاطبۃ وکان قریش کلہا علی خلافہ اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین نقل کیا ہی اخرج السلفی فی الطیوریات عن عبداللہ بن احمد بن حنبل انہ قال سئلت

ابی عن علی و معاویۃ قال نعم اعلم ان علیا کان اکثر الاعداء چونکہ دونوں حرم میں آپ کو ہتک حرمت کا بھی پاس ولحاظ بمعاینہ امر شدنی شہادت کے بہت تھا جو وہ عبداللہ بن حنظلہ و عبداللہ بن زبیر کی اقامت میں پیش آگیا تھا ذکر جا اُتما اور یمن اور حوالی مین یمن اس وجہ سے اقامت کو قبول نہین رکھا کہ جنگ جمل کا منبع فساد یمن ہی تھا ابو یعلے بن منیہ یمن سے ہے وہ جمل لائے تھے جس پر ام المومنین سوار ہوکر میدان جنگ مین آئین تھین اور ابو یعلی کی کمک پر طلحہ و زبیر مراد اجنگی ہوگئی تھی بہر نوع یمن مین منخنین کا مجمع بجیلہ جون عثمانی کی مستقر تھا کما ہو فی کتب السیر مذکور مفصلاً پھر کس طرح ہوسکتا تھا کہ آپ الفرار من المطر والقیام تحت المیزاب کی مثل مین تشریف لیجا کر اعتبار کرتے اور باقی ممالک اسلام بھی تسلط بنی امیہ سے مبرا نہین تھے سوا اسکے کہ بعد شہادت امام حسن ع کے بس اہل عراق نے ہی سلسلہ جنبانی نصرت و اعانت کی جناب امام حسین سے کی تھی چنانچہ ابو مخنف نے لکھا ہے کہ تحرکت الشیعۃ بالعراق وکتبوا الی الحسین بعد قتل اخیہ فی خلع معاویۃ والبیعۃ لہ اور جلد عاشر بحار مین اس طرح مذکور ہے و بلغ اہل الکوفۃ ہلاک معاویۃ وعرفوا خبر الحسین فاجتمعت الشیعۃ فکتبوا الیہ ثم سرحوا بالکتاب مع عبداللہ بن مسمع وعبداللہ بن وال الی ان نقل ثم لبثوا اہل الکوفۃ یومین بعد تسریحہم بالکتاب وانفذوا قیس بن مسہر و عبدالرحمن بن عبداللہ وعمارۃ بن عبداللہ الی الحسین ع

مخفی نہ رہے صفحہ ۱۴۲ سے در روایت کا یہ ہے کہ کل اہل بصرہ اور اکثر اہل مدینہ اور کل اہل مکہ و قریش جناب امیر کے عدو تھے اور جناب امیر سے بہت دشمن تھے انتہیٰ ۔ یعنی بعد شہید ہونے امام حسن ع کے اہل عراق نے درخواستین خدمتمین امام حسین ع کی دربارہ معزولی معاویہ یا اسکے خلع کرنے بیعت کی اسکی خلافت سے بھیجین تھے کہ معاویہ کا انتقال ہوگیا ۔ ۲ یعنے اہل کوفہ کو مرگ معاویہ

ومعہم نحو مائۃ وخمسین صحیفۃ من الرجل والاثنین والاربعۃ وھو مع ذلک یتانّی
ولا یجیبہم فورد علیہ فی یوم واحد ستمائۃ کتاب وتواترت الکتب حتی اجتمع
عندہ فی نُوب متفرقۃ اثنا عشر الف کتاب انتہی پس روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ
اہل عراق نے حیات امیر معاویہ سے ہی خلع بیعت معاویہ پر ارادہ کر کے امام حسینؑ سے
اجازت چاہی تھی اور بعد معاویہ کے تو اونکی اصرار نے کوئی حد ہی نہین رکھی آپ کہانتک
حجت خدا کو تمام نہ فرماتے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اطراف ممالک اسلام مین تو آپکی
معاند جمع تھے مدینہ منورہ چھوڑکر اونکی طرف کس طرح جاتے اور یہان اہل عراق اپنی حجت
خطوط متواترہ کے ذریعہ سے تمام کر چکے تھے پس بحکم شریعت ظاہرہ امام حسینؑ ضرور مجبور تھے
کہ بغرض اتمام حجت عراق ہی تشریف لیجائین دیگر مقامات کی طرف نہ جائین اور باسباب
ظاہر اونکی طلب پر کوئی وجہ انکار کی پیدا ہی نہین تھی مگر آپ نے حضرت مسلم کو بغرض
نقادی قلوب اہل عراق کے بھیجا امام شعبی سے مروی ہے قال بائع الحسینؑ
اربعون الفا من اہل الکوفۃ علی ان یحاربوا من حارب ویسالموا من سالم

کی خبر پہونچی اور او نہین دریافت ہوا کہ امام حسینؑ مدینہ سے مکہ مین تشریف لے آئے ہین تو شیعان کوفہ جمع ہوئی اور
آپ کو خطوط طلب مین لکھا اور ہمراہ ابن سمع اور ابن والی کے بھیجے پھر دو دن کے بعد ڈیڑہ سو خط قیس و عبد الرحمن
و عمارہ کے ہاتھ ایک ایک اور دو دو چار چار شخصون نے لکھکر روانہ کئے اور امام حسین خطون کے پہونچنے
پر تامل کنان تھے اونہین جواب نہین دیتے تھے اسپر چھ سو خط ایک دن مین آپکی خدمت مین پہونچے اور متواتر
خطوط آتے رہے یہان تک کہ متفرق اوقات مین بارہ ہزار خط جمع ہو گئے یعنے امام حسین عؑ کی بیعت چالیس
ہزار اہل کوفہ نے اس معاہدہ پر کی تھی کہ جس سے امام حسین عؑ لڑین ہم بھی لڑینگے اور جس سے صلح کرین
ہم بھی صلح کرینگے۔ اسکے بعد اخبار صحابی پر آپ اعتماد کر کے کسطرح نقض عہد سلمین کو منظور فرماتے

جب آپ کو خبر بیعت اہل کوفہ معلوم ہو گئی اور مکہ مین اشرار خونخوار بلباس حجاج جمع ہونے
شروع ہو گئے تو پاس حرمت حرم آپنے فرما کر سفر عراق اختیار فرمالیا پس آپکا عراق کو
تشریف لیجانا باسباب ظاہر بوجہ ماموں نہونے صفحات اسلام بخوف تعرض عامل مدینہ
و بدخواہی والی مکہ اور بوجہ طلب و اتمام حجت اہل کوفہ اور بغرض ہدایت امت اور مخلصی
رعیت کی پنجۂ اہل ضلالت سے ضروریات سے ہوگیا تھا نہ یہ کہ اپنی تنہائی اور اہل کوفہ
کی بیوفائی پر بھی آپنے قصد جہاد مورد ایراد مصمم و متحتم فرمالیا تھا جو محل
اعتراض ہوسکے پس اس مقام سے وہ شبہ بوجہ احسن مرتفع ہوتا ہے کہ جو مفاد آیہ فان یکن
منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین سے پیدا کیا جاتا ہے تاکہ امام حسینؑ نے بلاحظہ عدم لشکر
غیر موجود کے ترک عزم سفر کو اختیار فرمالیتے کیونکہ یہ احکام بحالت اختیار جہاد کے
لئے وارد ہوئے ہین اور بحالت اضطرار و معدومی قلت اعوان و انصار کے
اوسی محاربت کو دفاع لکھتے ہین کہ جو بغرض دفع ضرر پیش آمدہ کے کیجاوے اور اس مین
کسی عدد اعوان کی شرط نہین ہے اور آثار راہ مین جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو معلوم
ہوئین تو ایسی حالت مین کہ آپکے لئے کہین جگہ رستگاری کی نہین تھی تمام عالم دشمن
تھا یا گروہ عہد شکن تھا کہ نصرت پر آپکی آمادہ نہوا کیونکہ اہل مکہ و اصحاب مدینہ سب جانتے
تھے کہ یہ سفر آپکا خالی ہلاکت سے نہین ہے مگر کوئی ان مین سے سوائے عزیز و قریب
قلیل العدد کے ہمراہ نہوا آپ کہان واپس تشریف لیجاتے اہل کوفہ نہ تھے کہ جنکو
غیرت دلا کر تابع فرما سکتے اور وہ نہین رہے حجت اپنی طلب کی ختم کر [illegible] و جہ [illegible]

عہ ترجمہ [illegible]

قریب کوفہ پہونچے اور نوبت داخلہ شہر کوفہ کی نہین پہونچی تھی کہ وہ امر تقدیری آپکو بمقام کربلا پیش آیا جو رسولخدا کو حدیبیہ پیش آگیا تھا کہ ناقہ سواری پیغمبر کا یکایک بیٹھ گیا صحابہ نے ہر چند ناقہ کو سرزنش کیا مگر وہ نہین اُٹھا اوسوقت آپنے فرمایا ماخلات القصوٰی وما ذالک لہا بخلق ولکن حبسہا حابس الفیل ثم قال والذی نفسی بیدہ لایسألونی خطۃ یعظمون فیہا حرمات اللّٰہ الا اعطیتہم ایاہا الخ کمافی المشکوۃ وہ حالت آپکو ذوالجناح کے رُک جانے سے بمقام کربلا پیش آئی کہ ہر چند آپنے ذوالجناح کو بڑھانا چاہا اوسنے ایک قدم بڑھنا نچاہا کمافی روضۃ الشہدا پس جس طرح رسولخدا نے اپنے ارادہ دخول حرم کو بوجہ مانع ہونے امر تقدیری کے ملتوی فرمایا اور خلاف مصالح ظاہری چشم کوتاہ بینان کے نہ حکم سیف جاری کیا نہ داخل حرم ہوئے اسیطرح امام حسینؑ نے حکم تقدیری کی انتثال مین قیام کرکے اقامت کربلا کی اختیار فرمائی اور کوئی حیلہ یا دوسری جگہ اختفا کی تلاش نہ کی کیونکہ امام حسینؑ کے مرکب کا کربلا مین رکنا اور آگے نہ بڑھنا مصداق ماخلات القصوٰی کے واقع ہوا اور جس طرح پیغمبر خدا نے حدیبیہ کی صلح پر فرمایا تھا کہ مین وہی منظور کرونگا جو مشرکین چاہینگے جس مین تعظیم کعبہ رہے اسی طرح امام حسین نے بھی یہ باور فرمالیا تھا کہ اشقیا کو میرا قتل کرنا مقصود ہے اور بیعت وغیرہ کا بہانہ ہے کیونکہ امام حسنؑ مصالحت کرکے سم قاتل سے کب بچے

۱؎ یعنی ناقہ قصوٰی کی عادت ایسی نہین تھی تھک کے بیٹھنے کی مگر اسکو اوسنے روکا ہے جس نے فیل ابرہہ کو روکا تھا اور قسم بخدا کہ قریش کچھ خواہش مجھسے نہ کرینگے کہ جس مین تعظیم حرم ہو مگر میں کہ مین اُسے قبول کرونگا انتہےٰ

جو بین بعد بیعت محفوظ رہونگا پس ارادہ قتال کو مسمم و منظور فرما لیا تہا اور یہی امر تقدیر
آپکے لئے مقدر ہوچکا تہا لقد مسا حسن ما قال من قال ۵ چلتے چلتے جو رکا اسپ
تو حضرت نے کہا ÷ نہین معلوم کہ اس دشت کو کیا کہتے ہین ÷ آئی ہاتف کی صدا
گھوڑے سے اوترو شبیر ÷ یہ وہ صحرا ہے جسے کرب و بلا کہتے ہین - یعنی وہ کربلا
جس کا پتہ تمکو رسولخدا صلعم نے دیا تہا کہ وہ تمہارا مقتل ہے پس نوبت یہ آئی
کہ آپ افواج یزیدی کے ہجوم مین محصور ہوگئے اسوقت بہی آپنے لڑائی سے
بغرض اتمام حجت کے بہت بچنا چاہا لاکن سوائے دفاع کے کوئی چارہ کار نہین ملا اور
اسکے ثبوت مین ایک روایت ہے جس مین عمر سعد نے ابن زیاد کو نامہ لکھا ہے
بدین مضمون کہ ہذا الحسین قد عطانی عهداً ان یرجع الی المکان الذی اتی منہ
وان یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلاً من المسلمین لہ ما لهم وعلیہ ما علیهم
وان یاتی الی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فیری ما بینہ وبینہ وفی
هذا رضاء للامۃ صلاح پس یہ نامہ شاہد ہے کہ امام حسینؑ نے انتہا درجہ حجت
اشقیاء امت پر یہ طرح سے ختم فرما دی تہی حتی کہ پسر سعد شقی نے بہی اوسکو تسلیم کرلیا تہا

ع یعنی یہ حسین موجود ہین اللہ مجیب سے انہون نے پیمان کرلیا ہے کہ اپنے وطن کو واپس جائین
یا کسی سرحد کو کنارے کی سرحدون مین سے چلے جائین اور آپ شخص معمولی عام لوگون مین مسلمانون کے
ہونگے اور اونکے لئے وہی حق ہوگا جو عام مسلمانون کے لئے ہے اور اونکے ذمہ پر وہ واجب و لازم رہیگا
جو عوام مسلمانون کے ذمہ ہے اور اگر یزید خلیفہ کے پاس جائین تو اپنا ہاتہ اوسکے ہاتہ مین دیدین گے
اسوقت یزید جو ام درمیان اپنے اور انکے مناسب سمجہے گا اوسی کی موافق ہوگا اور اس مین رضاے
الہی اور امت کی صلاح ہے انتہے

یہان پر یہ شبہ البتہ سخیف ہوسکتا ہی کہ آپکے لئے واپسی وطن کی اور اطراف عالم کی پر خطر تہین تو آپنے وعدہ رجوع اور واپسی کا کس منشاء پر فرمایا اور جب آپ خلافت اولاد ابوسفیان کو حرام جانتے تہے اور داغ غلامی کو کسیطرح گوارہ نفرماتے تہے تو یہان اوسکو کیون قبول فرمایا پس بنابر صحت روایت کے کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب معاہدے حقیقۃ منظور نہین تہی صرف اتمام حجت تہا کما احسن ما قال ؎ حسین اور طلب آب معاذاللہ ٭ تمام کرتے تہے حجت سوال آب تہا۔ اسیطرح اقرار بیعت بغرض اتمام حجت کے تہا ورنہ معاذاللہ اور اس وجہ سے بنی امیہ کی شقاوت و عداوت کو اس انتہاے اقرار سے عالم پر ظاہر کردینا تہا تاکہ اہل زمانہ علانیہ طور پر جان لین کہ مابہ النزاع جو امر بیعت کو کہا گیا تہا وہ بہی بنی امیہ کو مد نظر نہین تہا بلکہ خون عثمانؓ کا بہانہ دل مقصود تہا جیساکہ عبیداللہ بن زیاد کے جوابات سے بنام ابن سعد کے یہ منشاء دلی انکا ظاہر ہوتا ہے چنانچہ عمر سعد کا نامہ جب اوس شقی ازلی کے پاس پہونچا تو یہ شعر لسنے پڑہا الاٰن قد علقت مخالبنا بہ یرجوا النجاۃ ولات حین مناص[1] اور عمر سعد کو لکہا انی لم ابعثک الی الحسین لتکف عنہ ولا لتطاولہ ولا لتمنیہ السلامۃ ولا لتعذر لہ ولا لتکون لہ عندی شافعا الخ[2] اور ایک خط مین ابن سعد کو تحریر

۱ یعنے اب تحقیق طور پر کہ چنگل ہمارے اونکے بدن مین گہپ گئے اوسپر وہ آرزو نجات کی رکہتے ہین حالانکہ وقت رستگاری نہین رہا ۲ یعنے مین نے تجہکو ہرگز امام حسینؑ کی طرف نہین بہیجا تاکہ تو دست کشی کرے انسے اور نہ اس لئے بہیجا ہے کہ تو اونکے بارہ مین فکر کرے اونکی رستگاری مین نہ اسلئے بہیجا ہے کہ اونکے واسطے سلامتی کی خواہش کرے اور نہ اسلئے کہ اونکے واسطے معذرت تہی سی چاہے اور نہ اسلئے کہ تو مجہسے اونکی شفاعت کرے الخ

کیا کہ ان حل بین الحسین واصحابہ وبین الماء فلا یذوقوا قطرۃ کما صنع بالتقی
عثمان بن عفان اور ایک خط میں ابن زیاد نے رقم کیا اذا ورد کتابی فامنعہم من الماء
ما استطعت وضیق علیہم ولا تدعہم یذوقوا الماء وافعل بہم کما فعلوا بالزکی
عثمان یہ مکتوبات ابن زیاد کے بعد ایسے کہ وہ حال الطاعت اور وعدہ بیعت امام حسینؑ
سے مطلع ہوچکا تھا علے الاعلان منادی کنان ہین کہ اگر امام حسینؑ تقیۃً وتحذراً لنفسہ
بیعت بھی فرما لیتے تاہم شر بنی امیہ سے جان بر نہوتے امام حسن نے مصالحت فرما لی تھی وہ
کب شہید ہونے سے محفوظ رہے اور عبداللہ بن جعفر طیار کا امان نامہ عامل مدینہ سے
لکھوا کر پاس امام حسینؑ کے بھجوانا اور قیس بن اشعث کا انزل علی حکم من بنی عمک فانہم
لن یریک والیت الا ما تحب کہنا باعتبار اثر نجات کے بمقابل معاہدہ تحریری صلحنامہ
عامل المومنین امیر معاویہ با حضرت امام حسنؑ کے گیدڑ کا فرمان اور بادشتران تھا
اس لئے کہ امیر معاویہ کی عظمت اور عدالت اور دینی صلابت کے سکے سواد کثیر
کے قلوب پر اب تک منتقش ہین اونکا معاہدہ بھی واجب التعظیم اور واجب الاذعان
ہونا چاہیے اور عامل مدینہ تو وہی شخص اموی تھا کہ جس نے خبر شہادت امام حسینؑ سنکر
شعر عجت نساء بنی ہاشم عجۃ :: کعجیج نسوتنا غداۃ الارنب پڑھا تھا اور انما الدمۃ بالدمۃ لعثمان

ا؎ یعنے درمیان حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے اور درمیان آب پانی کے حائل ہو کہ وہ ایک قطرہ بھی پانی کا نہ چکھین جیسا کہ کیا گیا ساتھ پرہیزگار عثمان بن عفان کے ۔ ۲؎ یعنے جبکہ میرا نامہ پہونچے تو امام حسین اور اون کے اصحاب کو کنوئین ہونے سے حتے المقدور باز رکھ اور اوپر تنگی کر اور اونکو مہلت نہ دے کہ وہ پانی چکھ لین اور اون سے ساتھ وہی عمل کر جیسا کہ اونہون نے عثمان پاک کے ساتھ عمل کیا ہے انتہے ۔ ۳؎ مطلب جسکا یہ ہے کہ زنان بنی ہاشم کا گریہ مثل گریہ زنان بنی امیہ کے روز قتل عثمان کے ہے اور اونکے نوحہ وزاری عوض مین صدمہ عثمان کے ہے

کہا تہا پس ایسا شخص اپنے امان نامہ کی کیا تعمیل کرتا بجز اسکے کہ خدع و مکر سے شہید کردیتا اور قیس بن اشعث خارجی ابن خارجی کا قول و بول برابر تہا اور جبکہ امیر معاویہ جیسا بانی عادل نے اپنے عہد نامہ پر وفا نفرمائی بلکہ عکس و نقیض سے کام لیا تو یہ گروہ غصون عامل مدینہ ہون یا سردار لشکر خلیفہ کب وفا کر سکتے تھے مضمون صلحنامہ امیر معاویہ سابقا گذرا کہ اسمین یہ اقرار انکا مندرج ہوا تہا کہ ان الناس آمنون حیث کانوا من ارض الله وان اصحاب علی وشیعتہ آمنون علی انفسہم واموالہم الخ کما فی الصواعق جو اس صلح کی بنا پر جملہ گروہ صحابہ اور شیعہ علیؑ کا تابع و منقاد انکا ہوگیا تہا اور کوئی ان مین مدعی خلافت اور داعی بغاوت نہین ہوا لاکن ایفا اوس معاندہ امن و امان مردمان و شیعان شاہ مردان کو امیر عادل نے کس طرح نکث سے پورا کیا ہے کہ رشید ہجری اور حجر بن عدی الکندی کو جو ذوی الوجوہ اصحاب امیر المومنین سے تھے مع جماعت شیعہ واتباع امیر المومنین علیہ السلام کے بجرم شیعیت قتل کردیا کہ عراق مین کوئی نام اور شیعان علی سے نہین چہوڑا مگر یہ کہ اوسکو زیاد بن سمیہ عامل معاویہ نے قتل کیا یا اوسکے ہاتہہ پانون کاٹ ڈالے یا اوسکی آنکہین نکال لین یا اسکو سولی دیدی اور بقیۃ السیف کو عراق سے خارج کردیا اس واقعہ کو ابن ابی الحدید نے گیارہوین جلد شرح نہج البلاغہ مین ابو الحسن المداینی صاحب کتاب الاحداث سے شناعات امیر معاویہ مین بسط و اطناب کے ساتہہ نقل کیا ہے اور عبارت موجزہ ملخصہ اسکی یہ ہے[2] وکان اشد الناس بلاءً

---

[1] تحقیق مردمان محفوظ رہین گے جیسے کہ اب مامون ہین خدا کی زمین مین اور اصحاب اور شیعہ اپنی جان او مال سے محفوظ رہین گے [2] یعنی امیر معاویہ کے عہد سلطنت مین شدید تر

حینئذ اھل الکوفۃ من بہا من شیعۃ علی فاستعمل (معاویۃ) علیھم زیاد بن سمیہ وضم الیہ البصرۃ فکان یتتبع الشیعۃ وھو بہم عارف فقتلھم تحت کل حجر ومدر واخافھم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون وصلبہم علی جذوع النخل وطردھم وشردھم عن العراق فلم یبق بہا معروف منہم انتہے اور امام حسینؑ تو ہادی اور پیشواے شیعان تھے وہ بعد اختیار کر لینے صلح کے ناکثین عہد اور بد خواہان دم عثمان کے ظلم وجور وتعدی سے کس طرح مصئون رہ سکتے اونکے دعوے امامت کرنے نکرنے پر کچھ تعدی منحصر نہین تہی اُنکا امام شیعہ ہونا ہی حیلۂ قتل کو کافی تہا یہانتک جواب باسباب ظاہر اور مطابق شریعت مطہر حالی کیا گیا ؛؛

فصل پانچوین

اب باحکام باطنی بنابر بشارات واخبار رسول یزدانی وبرطبق سجایاے انبیاء علیہم السلام کے تکالیف مقربین کو بیان کیا جاتا ہے جس سے مامور ہونا امام حسین کا اخذ شہادت کے لئے ثابت ہوتا ہے مخفی نرہے کہ تکالیف مخصوصہ بندگان مقربین کیواسطے مقرر ہوتی ہین جو عامہ آدمیون سے وہ بالکل متعلق نہین کیگئین اور حضرات مقربین

ترمبتلای بلا اہل کوفہ تہی کہ اُسی جگہ کثرت شیعان علیؑ کی تہی پس امیر معاویہ نے اُنپر اور اہل بصرہ پر زیاد بن سمیہ بد علیہ اللعنۃ ملعون کو عامل مقرر کیا اور وہ شیعان علیؑ کو خوب جانتا تہا اُسنے تتبع کر کے یعنی ڈہونڈ ڈہونڈ کر پتہر اور ڈہیلون کے نیچے شیعونکو قتل کیا اور اُنکو خوفناک کر دیا اور ہاتھ پاؤن اُنکے کاٹ ڈالے اور آنکہیں اُنکی نکال لین اور شاخہاے خرما پر اُنکو سولی دیدی اور عراق کے ملک سے انکو بدر کر دیا اونمین سے کوئی مشہور شیعہ عراق میں باقی نہین چہوڑا انتہے

علے قدر مراتب اُن تکالیف خاصہ کے مکلف کئے گئے ہین حضرت آدم ابو البشر جنت ادنی مین جو باغہائے دنیا سے تہا اکل گندم سے ممنوع کئے گئے حالانکہ گیہون ازجملہ ماکولات طیبہ کے ہے اور خداوند تعالے فرماتا ہے الطیبات للطیبین اور حضرت آدم ضرور معصوم اور طیب تہے تاہم ماکول طیب سے ممنوع کی گئی اور نہی الٰہی ازجملہ احکام شرعیہ ہی باقی نوع بشر مین کسیکو شریعت مین اس ماکول حلال سے ممانعت نہین ہوئی اور ممنوع ہونا آپ کا دلیل مکلف ہونے کی ہی اور مکلف ہونا انکی تکلیف دار مین ہونے کی ہی اور خلد برین دار التکلیف نہین ہے پس وہ بہشت آدم باغہائے دنیا سے تہا ورنہ شیطان رجیم کا خلد برین مین داخل ہونا اور انکو یا حضرت حوا کو اغوا کرنا اور اُن دونون مین سے کسیکا فریب مین آنا اور مرتکب ترک اولی ہونا بفحوائے حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ محال ہی اور فریب وارتکاب وغیرہ خلد برین سے تعلق نہین رکھتا جیسا کہ حضرت آدم وحوا اور شیطان سے ظہور مین آیا نہ کوئی خلد برین سے خارج ہوتا ہے حالانکہ حضرت آدم وحوا جنت سے نکالے گئے اور ابلیس بہی داخل ہوگیا تہا معہ طاوس خارج از جنت کیا گیا اور صاحب مواقف نے بہی تنزیہ حضرت آدم مین آپکا نبی ہونا زمانۂ قیام جنت کے اور حضرت حوا کا آپکی امت مین ہونا بیان کیا ہے اور نبوت اور نبی ہونا اور انکی امت کا موجود ہونا جنت مین دلیل کامل دار التکلیف ہونے اوس جنت کی ہے بہر نوع حضرت آدم پر نہی اکل گندم

یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین کو نکل جاوے۔

کی ذات تکلیف مین وارد ہوئی اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اپنے فرزند اسمٰعیل
کی قربانی پر مامور ہوئے کما مضی ذکرہ اتفاقاً یہ حکم قربانی کا مخصوص ومنہین حضرت کی ذات
خاص سے تہا ورنہ انسان کی قربانی شریعت الٰہی مین بوجہ عام جاری نہین ہوئی اگر یہ
حکم داخل ملت حنیفی ہوتا تو تمام اسلام و یہود ونصاریٰ انکی اقتدا کرتے چنانچہ آیہ
فبھداھم اقتدہ آیا ہی اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ جنگ عمالقہ مین بلاشرط وجود لشکر کم وکمتر
وبیش وبیشتر کے مامور ہوئے تہے اور حکم محکم ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا
مائتین پر آپکا جہاد منحصر نہین تہا اگرچہ بنی اسرائیل ہمراہ آپکے لڑائی مین شریک ہوتے یا وہ
شریک نہوئے اور قولہ تعالےٰ بمقولتہ عنہم اذھب انت والھٰک وانا ھھنا قاعدون
کہکر بیٹہہ رہے ہر حالت مین آپ مامور بجہاد تہے کہ آپکو تن تنہا عمالقہ سے لڑنا
لازم ہو چکا تہا چنانچہ آپ بذات واحد عوج بن عنق کے مقابلہ مین تشریف لیگئے اور
اسکو قتل کیا اگر آپ قتل ہوجاتے تو بوجہ خصوصیت حکم جہاد کے کسیطرح مطعون نہوسکتے
تھے اور حضرت داود پیغمبر نے بہی لشکر جالوت سے تنہا ہی مقابلہ کیا تہا اور تاریخ کامل
ابن اثیر مین منقول ہی کہ حضرت ایوب پر جبکہ مصائب کے شدائد ہوئے تو انکی بی بی نے
کہا کہ تم مستجاب الدعوات ہو دعا کرو کہ یہ مصیبتین ٹل جاوین حضرت ایوب نے قبول نہین
کیا اور صبر کرنا ہی ان مصائب پر اختیار کیا کیونکہ آپ مرتبہ رضا وتسلیم مین فرد کامل
تہے لہذا مال ودر اولاد وزراعت ومویشی کے تلف وہلاک ہوجانے کو اپنے نفس پر آسان
کرلیا اور دعا سے حذر فرمایا تاکہ جریدہ صابرین مین نام مندرج رہے اور رسول خدا صلعم

ع ا ترجمہ صفحہ ۲۶ پر گزرا ۲ تم اور تمہارا اگر لڑنے جاؤ اور ہم یہان بیٹھے ہوئے ہین

بہی بعض تکالیف عبادتی مین مخصوص تہے اور خصائص آنحضرت صلعم بہت ہین جو امت
سے علیحدہ ہے از انجملہ آیہ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج
ہین آپکے لئے ممانعت ہے اور امت کیلئے تبدیل بدل ازواج کے مباح ہے اور
امہات المومنین ازواج ختم المرسلین کے لیے بہی آیہ یانساء النبی من یات منکن
بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لها العذاب ضعفین وکان ذلک علی اللہ یسیرا
ومن یقنت منکن الی قولہ نؤتہا اجرها مرتین الآیہ مین عذاب و ثواب المضاعف
مقرر ہوا ہے جو عامہ امت کی عورتین اور مرد اس مضاعف سے بوجہ عام بری او محروم
ہین اور ان تکالیف مخصوصہ مین وہ امتحان بہی شامل ہوئے ہین جو ما فوق لا حرج
فی الدین کے ہین کما عرفت مفصلاً فبناءً علی ذلک حضرت امام حسین علیہ السلام
بہی خروج الی العراق او محاربت اہل شقاق پر پہلے ہی سے مامور ہو چکے تہے جو بجسب
شرع شریف کے وہ محاربت حکم وفاع کا رکہتی ہے او تکمیل مدارج ختمی رسالت
او شفاعت ملت و فدیہ عظیم صاحب خلت اسپر متوقف تہی اس مقام پر شواہد
دعوی شفاعت و مدارج صاحب شہادت کو نقل کیا جاتا ہی حدیث صحیح مین وارد ہے
کہ قال[1] جبرئیل یا نبی اللہ ان اللہ قد حکم علیہما ان الحسن یموت مسموما
والحسین یموت مذبوحا وان لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فان شئت کانت
دعوتک لولدیک الحسن والحسین فادع اللہ تعالی ان یسلمهما من السم
والقتل وان شئت کانت مصیبتهما ذخیرۃ لک للعصاۃ من امتک یوم

---

[1] ترجمہ یہ ہے کہ جبرئیل امین نے کہا کہ یا نبی اللہ بر آئینہ اللہ تعالے نے مقرر کیا ہے ان دونون

القیٰہ تر فقال النبی یا اخی جبرئیل انا راضٍ بحکم ربی لا اریدالا مایرید لاو
قد احببت ان تکون دعوتی ذخیرۃ لشفاعتی فی العصاۃ من امتی ویقضی
اللہ فی ولدی ماشاء کما فی المنتخب للطریحی اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ رسولخدا
نے قبل از واقعہ شہادت ہر دو صاحبزادگان کی بغرض شفاعت امت کے شہادت
کو قبول فرما لیا تہا پس شہادت سبطین گویا مونہہ مانگی مراد رسول الثقلین کی تہی
اور رسولخدا کی مصلحت اور اقرار اور قبول بالرضا امام حسین کے اختیار فرمانیسے
بدرجہ اقصےٰ اصلح وانسب و مفید تر ہے لہذا امام حسین کو قبولیت اپنے جد بزرگوار
کی واجب الانتثال اور لازم التعمیل تہی ہرچند بلا اجر شفاعت ہوتے اگر محض رضا و
تسلیم ہے اس مین ملحوظ ہوتی تاہم ضروری ولابدی تہی اور جبکہ اوس شہادت میں
ذخائر شفاعت اور حصول مدارج بہی مکنون و مضمون تہی تو اسکا اخذ فرمانا بدرجہ
اولیٰ واقصیٰ وبمرتبہ اعلیٰ وقصویٰ امام حسینؑ کو بطیب خاطر و بشوق مافوق واجب
ولازم ہوگیا تہا اور یہ ہی وجہ تہی کہ امام حسینؑ روز عاشورا بدا کا خوف فرماتے
تہے کہین ایسا نہو کہ شہادت میری ملتوی ہوجاوی اور شہادت امام حسین کی

کے لئے یہ کہ حسنؑ زہر سے شہید ہوں اور حسین ذبح کئے جاوین اور پیغمبر کے واسطے دعاے مستجاب ہے
پس اگر آپ چاہین تو دعا کیجے گا کہ حسنؑ اور حسینؑ کو خداوند جلیل زہر اور قتل سے بچا دیوے اور اگر آپ چاہین
تو یہ مصیبت اون دونوں کی شہادت کی آپ کی امت عاصی کے لئے ذخیرہ شفاعت بروز قیامت ہوجاوے
مین رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اے بہائی جبرئیل مین حکم رب سے راضی ہوں اور مین وہی ارادہ کرنیوالا ہوں جسکا خداوند
عزوجل نے ارادہ فرمایا ہے اور مین دوست رکہتا ہوں یہ کہ میری دعا امت عاصی کی شفاعت مین ذخیرہ ہو اور جو خدا نے میرے دونوں فرزند
حق مین مقدر فرمایا ہے وہ جاری ہو انتہے

خبر بدت مستند قتل واقعہ سے اسرار مخفیہ و امور باطنہ سے نہین رہی تہی کہ زمانہ خلافت
ظاہری جناب امیر مین زبان زد عرفا ۔ و قرع سمع اشقیا ہو چکی تہی جناب امیرؑ نے راہ صفین
مین بمقام کربلا پہونچکر اس واقعہ کے اطلاع اپنے اصحاب کو دی اور آپکی صحابہ جب
عمر سعد کو مسجد کوفہ مین داخل ہوتے دیکہتے تہے تو کہا کرتے تہے کہ ھذا قاتل الحسین
بن علی جسپر عمر سعد نے امام حسین سے کہا کہ سفہا مردم ایسا زعم کرتے ہین کہ مین آپکو قتل
کرونگا امام حسین نے فرمایا انہم لیسوا السفہاء ولکنہم حلماء اما انہ تقرعینی ان لا تاکل
بر العراق بعدی الا قلیلاً[۱] کما فی الارشاد للمفید رح تو یہ خبر مشتہر مسلمات سی ہو چکی تہی جسکے
واقع ہونے کا بالیقین بتحمات سے مستقر تہا اس مین کوئی حیلہ جابری کا مخطور نہین ہونا تہا
نہ یہ امور باطنی سے رہا تہا جسکو احکام ظاہری سے معارض و مخالف توہم کیا جاوے
اور جلد عاشر بحار مین امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ امام حسین نے جب یزید
کا فرمان در بارہ طلب بعیت یا قتل کر دینے کے عامل مدینہ سے سنا تو آپ اپنے
جد امجد کے روضہ مین شب کے وقت تشریف لیگئے اور شکایت امت اور طلب
رخصت فرمائی اور خداوند عز وجل سے مناجات کی کہ الٰہی اس معاملہ مین جو تیری
رضا ہووے وہی مین اختیار کرون اوسوقت امام حسین خضوع و خشوع مین
مصروف بکا تہے اور قبر مطہر رسول داور پر اپنے سر مبارک کو رکہے ہوے مناجات

---

[۱] ہر آئینہ وہ لوگ سفیہ نہین ہین بلکہ عاقل و عارف ہین خبردار ہو کہ میرے خنکی چشم کا باعث ہی کہ تو میرے
بعد عراق کی گیہون نہ کہا ئیگا مگر تہوڑی یعنے میرے بعد دنیا مین کم مدت متمتع ہوگا ۔

فرما رہے تھے کہ جو آپ کی آنکھہ اس حالت خشوع میں جھپک گئی تو عالم رویا میں دیکھا
کہ یکایک پیغمبر خدا صلعم تشریف فرما ہیں اور ملائکہ آپکے یمین و یسار اور سامنے حاضر ہیں
اور آپ فرماتے ہیں حبیبی یا حسین ارٰاک عنقریب مرملا بدمائک مذبوحا
بارض کرب وبلا من عصابۃ من امتی وانت مع ذلک عطشان لا تسقی وظمان
لا تروی حبیبی یا حسین ان اباک وامک واخاک قدموا علی وھم مشتاقون
الیک وان لک فی الجنان لدرجات لن تنالھا الا بالشھادۃ فجعل الحسین علیہ السلام
فی منامہ ینظر الی جدہ ویقول یا جداہ لا حاجۃ لی فی الرجوع الی الدنیا فخذنی الیک
وادخلنی معک فی قبرک فقال رسول اللہ صلعم لا بد لک من الرجوع الی الدنیا
حتی ترزق الشھادۃ وما قد کتب اللہ لک فیھا من الثواب العظیم اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ امام حسین نے مناجات میں اپنا معاملہ بطریق تعدی اشقیا کے خداوند
تعالے کی رضا پر منحصر فرما دیا تھا جو رویاے صادقہ میں اپنے جد بزرگوار رسول مختار
سے امر تقدیری کو سُنلیا کہ پیغمبر خدا نے خبر عالم قدس سے آپکو حالی فرما دی کہ میں تجھے

[۱] یعنے پیارے میرے اے حسین میں تجھے دیکھتا ہوں کہ عنقریب تو اپنے خون میں آلودہ ہے اور اس حالتمیں تو
پیاسا ہے او سیراب نہیں کیا جاتا ہے (کہ اشقیائے امت سے کوئی تجھے پانی نہیں دیتا ہے) و ہر آئنہ پیارے
میرے اے حسین باپ اور ماں اور بھائی تیرے میرے پاس آئے تھے اور وہ تیرے دیدار کے اور تیری
ملاقات کے مشتاق ہیں اور ہر آئنہ تیرے لئے جنت میں البتہ درجات عالیہ ہیں کہ تو اُن مقامات پر فائز ہوگا تا وقتیکہ
شہید ہو وے اس رویاے صادقہ میں امام حسین اپنے نانا کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے یا جداہ مجھے دنیا
کے جانے کی ضرورت و حاجت نہیں ہے مجھے ابھی اس قبر میں لیلیجیے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ تجھے چارہ نہیں ہے کہ تو
دنیا میں نہ جاوے یہانتک کہ شہید کیا جاوے اور وہ ثواب عظیم جو خداوند تعالی نے تیرے لئے مقرر فرمایا ہے تجھے ملے انتہٰے

خون بھرا اور پیاسا اور مذبوح دیکھتا ہون بمقام کربلا کے اور تجھے بلا اخذ شہادت کی چارہ
نہین ہی پس امام حسینؑ سفر عراق اور فوز شہادت سے بعد اطلاع پانے امر تقدیر الٰہی کے کسطرح
باز رہ سکتے تھے جن حضرات اور جن اشخاص نے کہ اپنے کو ہلاکت سے بچانا چاہا چار و ناچار
امر قضا اُنپر بھی جاری ہوگیا کما نبہت علیک سابقًا اور جو امام حسینؑ نے خود برضا و رغبت
اسکو اختیار فرمایا تو آپکے مدارج عالیہ وس سے ظاہر ہوئے کہ رسولخدا صلعم نے حسین
منی وانا من حسین فرمایا پس امام حسینؑ کا طرف کربلا کی جانا برطبق اسوہ ہای اولوالعزم
انبیا کے دو نو وجہ پر صادق آتا ہی ایک یہ کہ اگر آپنے حرمین سے بہ نیت حذر از ہتک
حرمت حرمات اللہ و خوف جان و مال و کف بیعت جو سفر اختیار کیا تھا تو حضرت ابراہیم
خلیل اللہ نے ایک مرتبہ خوف آزر سے کوہستان ایران کو ہجرت فرمائی دوسری مرتبہ
بخوف نمرود کے طرف شام و مصر کی ہجرت اختیار کی کما فی کتب السیر اور حضرت موسیٰ نے
بخوف فرعون کے سفر شام کا اختیار فرمایا دوسری مرتبہ بیت المقدس سے بصرہ تشریف
لے آئے کما قال محمد الحنفیہ فی احتجاج ہجرتہ الی جبل العقیق اور رسالت مآب صلعم نے
بخوف قریش مکہ کے چند مرتبہ طائف وغیرہ آخرش مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی جو سراقہ
بن جعشم نے پیغمبر خدا صلعم کا بہ نیت قتل تعاقب کیا مگر تقدیر ایزدی سے اوسکا ارادہ
پورا نہوا ورنہ مثل حادثہ امام حسینؑ کے یہی سانحہ بسبب عدم نصرت مصاحب کے رسولخدا صلعم
کو بھی پیش آجاتا اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ مطلق ہجرت فرمانا اور سفر عراق اختیار کرنا
معیوب نہین تھا ایسے مواقع پر ہجرت حضرات انبیا پہلی اختیار کر چکے ہین اونکی جان بسلامت

رہنے اور امام حسین کا شہید ہو جانا نہ اونکے قبضہ قدرت مین تہا نہ آپکی اختیار مین تہا بلکہ یہ امور تقدیری ہین اور اگر آپنے شہادت کو جاکر سفر کیا تو آپکا جانا مثل تشریف لیجانے حضرت اسماعیل کے بغرض قربانی بجانب منی کے تہا کہ جس طرح ذبیح اللہ اپنے حال قربانی سے مطلع ہوکر تشریف منی کو لے گئے اور اثناے راہ مین اغوای ابلیس پر ملتفت کچھ بہی نہوئی اسی طور پر امام حسینؑ نے بملاحظہ مصالح و فوائد و حصول مدارج و شفاعت امت کے یہ سفر اختیار فرمالیا اور جو اخبار موحش بیوفائی اہل کوفہ کے اثناے راہ مین آپکو معلوم ہوتی تہین وہ تمام مصدّق آپکی تعبیر رویا کے تہین جبکہ آپ مامور ہوئی تہے تو وہ خبرین آپ کیلئے موجب انصراف کیونکر ہوتین بلکہ سبب زود روی کا طرف شہادت کی سمجھنی چاہئین آپ تو مبشر بہ شہادت تہے اور امر تقدیر الٰہی پر شاکر اور راضی برضاء او تعالی ہو چکے تہے اس مین تو آپکا مرتبہ عرفان مین اعلی و ارفع ظاہر ہوتا ہے اور حال رضا و تسلیم اور پیشقدمی فرمانی آپکی انصار جان نثار ونکا دیکہنا چاہیئے کہ باشتیاق تقرب الٰہی کے پیش قدمی شہادت کیلئے فرماتے تہے اور اپنے سینوں کو تیر و سنان مین دیکر جہاد مین غرق بخون و آلودہ بخاک ہو جاتے تہے پس امام حسینؑ اس ماموری شہادت پر حرمین شریفین مین یا مین یا سواد و نواح بلاد مین کس طرح اقامت اختیار فرما سکتے تہے کہ خود عالم رویا مین رسولخدا صلعم سے بشارت شہادت کی معہ تعین مقتل کے پا چکے تہے اور اوسکا لابدی ہونا معلوم فرما چکے تہے بلکہ اثناء سفر مین جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو ملتی تہین وہ قدرةً مثل اس غرض مصلحت کی ہوگئین کہ جو حضرت اسماعیل کو راہ منی مین منع قربانی

مین بمقام جمرۂ اُولیٰ و وُسطیٰ و اُخریٰ کے حائل گئی تہین اور آسیوجہ سے امام حسین اپنی
خیراندیشون کو بر طبق بیوفائی اہل کوفہ کے فرماتے تہے کہ انّی رأیتُ رسول اللّٰہِ فی المنام
وامرنی بما انا ماضٍ (۱) اور یہ بہی فرماتے تہے کہ للّٰہ الامر من قبل ومن بعد وکل یوم
ربنا ہو فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد اللّٰہ علی نعمائہ وہو المستعان علی
اداء الشکر وان حال القضاء دون الرجاء فلم یبعد من کان الحق نیّتہٗ والتقوی
سریرتہٗ اسیکا ترجمہ ہے جو صدر مین کندا کہ (۲) اگر زکوۃ فرو غلطد آسیا سنگی ٭ نہ عارف
است کہ از راہ سنگ بر خیزد اور امام حسین کا رخصت کی اجازت دینا اپنے رفیقون کو
بقولہ ع فمن احبَّ منکُم الانصراف فلینصرف غیر حرج فلیس علیہ ذمام بوجہ عام
نہین تہا بلکہ یہ خطاب حقیقۃً اونہین لوگون سے تہا کہ جو اثنائے سفر مین آپ کے
عزم کوفہ اور بیعت اہل کوفہ بدست حضرت مسلم و مرگ معاویہ کو سنکر بامید واری منا صب
امارت کی ساتہہ آپکی ہوگئی تہی اور نام اونکی آپکو معلوم تہے کہ فہرست شہدا مین تقدیر
سے درج نہین کئے ہین ایسے طماع لوگ اگر حاضر رہتے تو انسے اندیشہ مخالفت کا تہا
اور وہ زیادہ موثر ہوتا اب ملخص جواب در بارۂ اختلاف سیر تہائی ائمہ علیہم السلام
کے یہ ہے کہ متتبع کتب اخبار و سیر پر پوشیدہ نہین ہے کہ اثار حضرات صحابہ مین علاوہ مز
حرج و مرج بحالت اختیار و اقتدار کے بہت سے تعارض و تناقض ہین جو اس سال

---

(۱) یعنے ہر آئینہ مین نے رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکہا ہے اور مین اُسے بجا لاتا ہون جو مجہو حکم دیا ہے اور ہر امر اللہ ہی کی قبضۂ قدرت مین ہے قبل سے اور بعد سے اور ہر یوم کی نئی شان اوسکی ہی حکم سے ہے اگر حکم قضا نازل ہووے جسکو کہ بندگان مرغوب رکہتے ہین پس ہم اللہ کی حمد اوسکی نعمتون پر کرتے ہین اللہ وہی مددگار اوائے شکر مین ہے اور اگر قضا حیلولہ کرے خلاف امید کے پس وہ شخص کہ نیت اس شخص کی حق کے ساتہہ ہے اور اسکی خصلت مین پرہیزگاری ہے اس قضا سے حذر نکریگا۔

(۲) ترجمہ صفحہ ۲۸ پر گذرا

مختصرہ مین بالاستیعاب نقل کرنا موجب طوالت ہی پس ایسے ایرادات واہیہ تقدماً یا تحفظاً
اور دفعاً للمدخل فی الصحابہ حضرات ائمہ طاہرین پر وارد کیے جایا کرتے ہین تاکہ طرف مقابل
سے کوئی معترض سیرت صحابہ پر نہووے حالانکہ مابین آثار صحابہ اور اسوہ ہاے
ائمہ طاہرہ اسیقدر بون بعید کافی وبس ہی کہ حضرات ائمہ طاہرین بنا بر تغیر حالات
وتبقاضاے مقامات وبضرورت اوقات بسر فرماتے تھے جو بحالات متغیرہ وضرورت
وقتیہ کے طریقۂ عمل آپ حضرات کی مختلف فیہ نظر آتے ہین حالانکہ اصل شریعت سے
کوئی فعل کوئی اثر انحضرات کا متجاوز نہین ہوا جیسا کہ مفصلاً گذرا اور بادی النظر مین
بلالحاظ مراتب بندگان مقربین وبلااعتبار مدارج انبیار وائمہ طاہرین کے کہ اونکی لئے
احکام مخصوصہ اور خصائص مختصہ ہین اگر باحکام ظاہر امر بعیت ومصالحت فی امر
الخلافۃ کو دیکھا جاوے تو یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ جس طریقہ بعیت کو علی زعمہم امیر المومنین
وسبط اکبر ختم المرسلین نے اختیار کرلیا تہا وہ بعیت علی السلطنۃ تھی اور معاہدہ سلوک
کا اوس مین بنا بر حکم قرآن وسنت کے مشروط ہوتا تہا اور حضرات مبیعین باسباب ظاہر
مرتکب فسق وفجور کے جین مصالحت ومبائعۃ نہین تھے اور یزید کی بعیت معاہدہ
عبودیت بلاشرط وشروط کے کیجاتی تہے اور یزید جیسا خلیفہ تہا ضرور ننگ اسلام و
ننگ اہل اسلام وموجب ہتک شرع خیر الانام وسبب شماتت کفرہ ظلام تہا اوسکی بعیت
بین علانیہ مخالفت احکام ملک علام لازم تہی جسکی خبر مخبر صادق مصدوق نے
حدیث اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین مین بقولہ عباد اللہ خولاً کے اعلام فرمادی تہی اور

لے جبکہ اولاد ابو العاص ۳۰ نفر ہوجاوین گے بندگان خدا کو خدمتگار و غلام بناوین گے

اسی خبر کے ترجمہ کو امام حسینؑ نے فی قولہ لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر
لکم اقرار العبید بیعت نکرنیمی یزید کے ارشاد فرمایا تھا لہذا اس مبایعت مزعومہ اور
اس مبایعت مختومہ مین کہ جو داغ غلامی ہی لگائے جاتے تھے تباین کلی ہی اور اوسکے
اختیار کرنے اور اسکے اختیار نہ کرنے مین منافات متوہم ہی نہین ہوتے خصوصًا
درباره خلافت دنیویہ کے جس کا اخذ کرنا اور ترک کر دینا امر اختیاری تھا اور ترک
اوسکا منافی شان خلافت دینیہ کے نہین تھا جیسا کہ گذرا کہ رسولخدا صلعم نے تصرف
وحکمرانی بلدالامین کو صلح حدیبیہ مین فروگذاشت فرما دیا تھا تاہم حضرت رسالت
نبی اللہ متحققا و حقًا تھی اگرچہ شاک فی النبوة شک کنان رہو اسیطرح ائمہ طاہرہ
کی ترک حکمرانی سے اگرچہ تابعین شکک صلح حدیبیہ آنحضرت علیہم السلام کی امامت
سے انکار کرین مگر عند اللہ اونکی امامت متحقق ہی بر خلافت قول وفعل حضرات صحابہ
کے کہ بلا تغیر احوال وبلا توجیہ مآل ازحد گر مخالف فی الفتوی وفی الاعمال ظہور پذیر ہوتے
رہے ہین یہانپر بنظر اسے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے چند تا اختلاف بطور نمونہ از
خروارے حالی کیجاتی ہین سابقًا ارشارةً مذکور ہوا کہ حصص غنائم مین مابین سنت
شیخین کے بون بعید تھا کہ جو عہد رسالت مین اور زمانہ ابو بکر مین مسلمانون کو علی
السویہ تقسیم ہوا کیا وہ عہد خلافت فاروق اعظم مین مبدل ہو گیا کہ حصے مہاجرین
اولین صہ کے آخرین سے اور انصار سے اور اونکے حصّے تابعین سے ازحد گر متمیز فرما دیے گئے
کما نقلہ ابن ابی الحدید فی الجزو السابع ۔ من شرح علی نہج البلاغہ اور عثمان غنی نے

توسب سے علحدہ سنت مقرر فرمائی کہ اپنی قوم کے حقوق کی افزائش مین ایسے بڑھے کہ خزاین ارض اونکے ہی ہاتھہ مین دیدیئے اور فرماتے تھے کہ لو کان بیدی مفاتیح الجنۃ لاعطے بنی امیۃ اور امر استخلاف مین بھی ایسا ہی تباین رہا کہ جمہور صحابہ اور مسلمین نے جنکا اجماع علی خطاء علی اعتقادہم واقع نہین ہو سکتا حضرت عتیق کو خلیفہ بنایا اور حضرت رسالت صلعم کی نسبت کہا جاتا ہے کہ استخلاف من عند النبی و نیز من عند اللہ موجب ہرج ومرج و سبب فتنہ و فساد کا ہو جاتا جیسا کہ صاحب تحفہ نے عقیدہ اول و چہارم مین اس ہرج ومرج کو بسط و اطناب سے افادہ فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ باتفاق رعایا و برضا سے برایا ہی مقرر ہونا چاہئے چنانچہ صاحب تحفہ نے عقیدہ چہارم مین تصفیہ استخلاف مین جو باتفاق رعایا ہو یہ فقرہ تعریضًا بالثلاثۃ و ترجیح نفادہ سہو جواد قلم کیا ہے زیراکہ نصب وی بر ذمہ مکلفین واجب است کہ وقت حاجت بر وفق مصلحت آنوقت یکے را از خود رئیس سازند پس تعیین آن رئیس مفوض بصوابدید ایشان باشد تا در اطاعت او قصور نکنند و مثل مشہور کہ نواختہ را نباید انداخت ملحوظ دارند انتہی بقدر الحاجۃ اور افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ مصلحت وقت حاجت کی ملحوظ خواطر حضرات ثلاثہ نہوئی کہ خلیفہ اول نے نصب واحد کو ذمہ مکلفین کے واجب بنانا اور اس مثل نواختہ را نباید انداخت کو فراموش فرماکر استخلاف من شخص واحد دون الرعایا کو اپنی خود رائی سے اختیار کر لیا اور ثنوی کی حرمت بھی علی عمہم ترک استخلاف مین بادہوائی فرمادی اور خلیفہ دوم نے تو سب سنتون کو بالاے طاق رکھہ کر

استخلاف کو بھی قایم رکھا اور اُسکو ترک بھی کردیا اور مصلحت ذمہ مکلفین کو بھی
ملحوظ رکھا اور اسے ترک بھی فرمایا نہ حق استخلاف ادا کیا نہ ذمہ رکھا یا اُسکو چھوڑا
بلکہ جلسہ شوری پر نصب امام کو منحصر کیا اگر خلافت عثمان غنی کی برطبق اجماع مکلفین
کے ظہور مین آتی تو مصداق نواختہ را نبا بد انداخت کے ہرگز نوبت بلوی کی نہ آتی
لہذا شوری بحکم اجماع امت کی نہین ہوسکتا اور خلیفہ ثالث نے باوجود یقین کر لینے
اپنی موت کے ایک سیر کو بھی شیخین کی اختیار نکیا چالیس روز تک محصور رہے اور کسیکو
اپنا خلیفہ مقرر نکیا نہ کسیکا استحقاق خلافت بیان فرمایا تا امت اُسکو اپنا خلیفہ
بنا لیتے نہ امر خلافت کو شورے پر چھوڑا یہ بھونچال سیر تھائے ثلاثہ حضرات کے اگر صاحب
تحفہ کو مد نظر ہوتین تو ہرگز نصب امام کو بصوابدید مکلفین کے افادہ نفرماتے مگر وہ
کیا کرین ایک قاعدہ بنابر عمل ایک خلیفہ یا برطبق جماعت صحابہ کے مقرر کرتے ہین
وہ دوسرے خلیفہ یا دوسری جماعت صحابہ کے عمل سے منتقض ہوتا ہی کہان تک
ان مل بے جوڑ سیرتون کو صحابہ کی جمع کر سکتے ہین کہ ہر ایک متعارض و متناقض ہے
ہین یہان تو امیر خسرو کا بھی دم بند ہی کہ کسی بیت مین آثار متبائنہ صحابہ کو خسرو
نے باقتضای عاجزی و بے چارگی جمع نہین کیا

باب پنجم

بیان مین اولاد ائمہ طیبین کے دربارۂ دعوے خلافت وانحراف از امامت ائمہ ہدا کے

سے جاننا چاہی کہ خروج فرمانا صاحبزادگان ائمہ معصومین کا دلیل اونکے دعوی امامت
کی نہین ہی اور دعوے خلافت کرنا مخبر خلافت حقہ دینیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ علانیہ خروج
انکا متغلبین پر بنا بر دفاع مظالم تہا یا بالغرض انتزاع خلافت دنیویہ مغصوبہ کے ہوا ہے
جس خلافت کو کہ وہ حق ثابت سادات کا جانتے تھے اگر وہ فقہا سے تھے اور [illegible]
رہتے تاہم یہ امر غیر ثابت تہا کہ اُنہون نے اذن تصرف ائمہ معصومین سے [illegible]
بلکہ ممکن تہا کہ اوسوقت مین تصرف انکا باذن آنحضرات کے بطور جائز ہو [illegible]
نہین ہوا لہذا محض خروج پر اُنکے مذہب کو محمول کرنا بنا بر خلافت اجماعی کے درست
نہین ہوتا اور دعوے خلافت اولاً غیر ثابت ہی ثانیاً خلافت باعتبار معنی کے شبیہ
بوجہ عموم کو ہے ممکن ہی کہ دعوے سلطنت کا کیا ہووی اور خلافت دنیویہ کو اونہون نے
حسب استعمال و عرف کے خلافت سے تعبیر کیا کیونکہ اونکے عہد مین بادشاہون کو اسلام مین خلفا ہی
کہتے تہی چنانچہ عہد خلفاء عباسیہ مین دو دو و تین تین و چار چار فی وقتٍ واحدٍ خلیفہ
ہوئے ہین چونکہ اُن سلاطین کی بہی سلطنت باجماع امت اور بر طبق بیعت از یوم
فلتت مرسوم ہو گئے تھے تو اُن دو دو و چار چار خلفائے دنیویہ کی خلافت و سلطنت
پر عامۃ الناس کی بیعت ہوتی رہی ہو خلفاء المدینہ دیکھو اوائل صدی ثالث مین عباسی بغداد
کے خلفاء اور سادات طبرستان ملک ری و دیلم کے خلفاء اور طباطبائی علوی حسینی
سادات یمن کی خلفاء اور اموی اندلس کے خلفاء قائم و مستقر تھے کما فی تاریخ الخلفاء
للسیوطی پس اسی عہد اور اسی رسم پر اگر دیگر سادات اولاد ائمہ نے بہی سلطنت خواہی

از نام خلافت فرمائی اور اونکے غیر وقتاً فوقتاً سادات اور غیر سادات سے فی وقت
واحد خلفا ہوتے رہے تو یہ خروج اور یہ دعوی انکا کسیطرح اور کسی طور پر موھم
انکی خلافت دینیہ کیلئے نہین ہوسکتا اور چونکہ امارت دنیویہ مین ہی حقیت بہنج غاصب
ہے کما سبق فی الصدر اگر اولاد ائمہ نے اس امارت کو اپنا حق ہی سمجھ لیا ہووے
اور اپنی امارت کو دینی ہی کہا ہو تو امارت حقہ دینویہ کے اقتبار سے تاہم محل اغراض
نہین کہ ائمہ اربعہ کوفی واصبحی و شافعی وشیبانی اس امارت کبرے وخلافت عظمی
کے ممہدہ اور تیار کردہ قواعد اہلسنت سے محض مخالف اور منکر یا نابلد رہے ہین جنکی کہ
بحالت مخالفت وانکار یا عدم معرفت او شناخت امام زمانہ کی بے قضا اکر لئے
اور حدیث من مات[1] ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ پر کچہ التفات نفرمایا نہ بر
سیرت ابن عمر صحابی جلیل کے کہ اونھون نے بپاس حدیث مذکور کے حجاج بن
یوسف کے پاوں پر عبد الملک مروانی خلیفہ کے بیعت فوری کرلی کما نقلہ ابن ابی الحدید
فی الجزو الثالثہ عشر من شرحہ علی نھج البلاغۃ اور موکد اسکی حدیث آخر فانہ لیس احد من
الناس یخرج من السلطان شبرا فمات علیہ الامات میتۃ جاہلیۃ کما فی الصحیح لمسلم ہی
دیکھو خلفاے بنی امیہ وبنی عباس جو ائمہ اربعہ کے امام زمانہم تھے اور جنکی خلافت
باحادیث متوافرہ مرویہ کنز العمال وکتاب الانافہ وتاریخ الخلفا للسیوطی اور نیز
حسب افادت قاضی عیاض وشیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کے خلافت انکی امیہ

---

[1] جو شخص بغیر جانے اپنے امام زمانہ کے مرجاوے تو وہ کافر مرا ۱۲ ترجمہ اسکا صفحہ ۲۳ پر گذرا

مسلم الثبوت اور بنا بر اعتراف ابو شکور صاحب کتاب التمہید کے خلافت عباسیہ داخل شریعت حقہ اور نافذ بغیرہ عیوب تھے وہ ایمہ اربعہ کے مذہب مین ظالم و لص و متغلب تھے اور اونپر خروج کرنا مسلمانون کو واجب تہا چنانچہ علامہ زمخشری نے تفسیر آیہ ولا ینال عہدی الظالمین مین لکہا ہے کہ وکان ابو حنیفہ رحمہ اللہ یفتی سرا بوجوب نصرۃ زید بن علی رضہ وحمل المال الیہ والخروج معہ علی اللص المتغلب المتسمی بالامام والخلیفۃ کالدوانقی واشباہہ وقالت لہ امرأۃ اشرت علی ابنی بالخروج مع ابراہیم ومحمد ابنی عبد اللہ بن الحسن حتی قتل فقال لیتنی مکان ابنک وکان یقول فی المنصور واشیاعہ لو ارادوا بناء مسجد وارادونی علی عد آجرہ لما فعلت اور محمد شہرستانی صاحب ملل نے ترجمہ فرقہ جارودیہ مین لکہا ہے وکان ابو حنیفہ رحمہ اللہ علی بیعتہ (ای علی بیعۃ الامام محمد بن عبد اللہ بن الحسن) ومن جملہ شیعتہ حتی رفع الامر الی المنصور فحبسہ حبس الابد حتی مات فی الحبس ولما قتل محمد بالمدینۃ بقی الامام ابو حنیفہ علی تلک البیعۃ انتہی اور مذہب امام مالک کا باب اول

---

۱ ابو حنیفہ پوشیدہ نصرت زید کی واجب ہونے مین فتوی دیتے تہے اور زید کی نصرت مین اور خروج کیلئے خلفا پر مال بہیجتے تہے کہ وہ زندیق اور مستولی بالقہر نام رکہی تہی ساتہہ امام و خلیفہ کے مثل دوانقی کے اور اوسکے جو مشابہ خلافت اجماعی پر ممتاز ہوئی (زید بن علی نے ہشام بن عبد الملک پر اور محمد و ابراہیم نے دوانقی پر خروج کیا تہا) اور ایک عورت نے ابو حنیفہ سے کہا کہ تمنے میرے بیٹے کو ابراہیم و محمد پسران عبد اللہ بن الحسن بن امام حسن کے ساتہہ خروج کرنیکا اشارہ کیا تہا حتے کہ وہ بیٹا میرا قتل ہو گیا فرمایا کہ کاش مین تیرے بیٹے کی جگہ ہوتا اور ابو حنیفہ فرمایا کرتے تہے منصور دوانقی اور اوسکے مشابہ خلفاء کے حق مین کہ اگر یہ لوگ مسجد بنانیکا ارادہ کرین اور وہ مجہے اوسکی خشت شماری پر مامور کرنیکا ارادہ فرماوین تو مین بجا نہ لاونگا ۲ ابو حنیفہ بیعت پر امام محمد بن عبد اللہ بن حسن کے اور اونکے شیعون مین تہے حتے کہ امر طرف منصور کے مرتفع ہو گیا پس ابو حنیفہ کو منصور نے دائم الحبس کر دیا یہانتک کہ قید مین ہی ابو حنیفہ مر گئے اور جب امام محمد مدینہ مین قتل کئے گئے تو ابو حنیفہ اونکی ہی بیعت پر ثابت رہے اور منصور دوانقی کی بیعت اختیار نہین کی

ذکر بیعت یکرین مین مذکور ہوچکا ہی بلکہ امام مالک بیعت عامہ وخلافت ہر بیگانہ کو دیکھکر
اصل طریقہ خلافت اجماعی واستخلاف اہل الحل سے بدل ہوکر خلافت مروجہ الوقت
مین تمیز شخصے فرماتے تھے چنانچہ ابن الزبیر کی خلافت کو مروان بن الحکم خلیفہ مبیع ومجمع علیہ
الامۃ اور عبدالملک مروانی کی خلافت پر کہ جو بہ خلفاء اثنا عشر سے شمار کیا گیا ہی ترجیح
دیا کرتے تھے کما نقلہ ابن عبدالبر صاحب[ا] الاستیعاب فی ترجمۃ ابن الزبیر حالانکہ یہ انکا عقیدہ
مخالف مذہب جمہور محدثین اہلسنت اور منافی اونکے قواعد وآئین شرائط امامت کے ہے
اسلئے کہ عبدالملک مروانی کو بافادہ راس المحدثین قاضی عیاض وشیخ الاسلام ابن حجر کے
خلفاء اثنا عشر مین منسلک کیا ہی اور خلافت مروان کی بالقطع والیقین منوال سقیفہ
پر منسوج ہوئی ہے اور جو شرط دعوے امامت مع السیف کے خلیفہ وامام کے لئے متخذ
اہلسنت ہی وہ مروان کو فتوحات اور تسلط ممالک اور تسخیر صفحات اسلام اور قبل ازین
بیعت اہل الحل واصحاب دول سے بعدہ وجہ ثابت ہی چنانچہ علامہ دمیری نے حیوۃ
الحیوان مین تحت لغت اُود کی خلافت مروان کو سلسلہ خلافت ثلاثہ مین بعد معاویہ
بن یزید کے اس طرح لکھا ہی ثم قام مروان بن الحکم بویع لہ بالخلافۃ بالجابیۃ[ا]
ثم دخل الشام فاذعن اہلہا لہ بالطاعۃ ثم دخل مصر بعد حروب کثیرۃ فبایعہ اہلہا
اور امام محمد بن ادریس شافعی اپنے امام زمانہ ہارون رشید کی خلافت سے مثل سادات

[ا] پھر مروان بن الحکم قایم ہوا بعد معاویہ بن یزید کے اور اوسکی خلافت پر بیعت بمقام جابیہ کی گئی پس از ان
مروان داخل شام ہوا اہل شام نے اوسکی اطاعت قبول کی پھر وہ بعد محاربات کثیرہ کے داخل مصر ہوا اوسوقت
اہل مصر نے بھی مروان کی بیعت کرلی ؛

بنی فاطمہ کے منحرف تھے چنانچہ بجرم انحراف ہمراہ سادات کے یمن سے گرفتار ہو کر رشید خلیفہ کے حضور میں دس و س ملزم کے شمول میں پیش ہوئے امام رازی رسالہ فضائل امام شافعی میں نقلاً عنہ لکھتے ہیں کہ فلما انتہی الامر الیّ قلت یا امیر المومنین عبدک وخادمک محمد بن ادریس قال الرشید یا غلام اضرب عنقہ قلت یا امیر المومنین کانک اتہمنی بالانحراف عنک والمیل الی العلویۃ انتہی بقدر الحاجۃ اس عبارت سے صاف صاف انحراف امام شافعی کا امام زمانہ رشید خلیفہ مجمع علیہ الامۃ من اہل السنۃ سے ثابت ہوا اور امام احمد بن حنبل شیبانی کا حرمت ... زمانہ وخلیفہ یگانہ معتصم باللہ عباسی کے مذہب خلافت سے ۲۲۰ھ کے واقعہ سے ہی ظاہر ہے جو حافظ سیوطی نے ترجمہ معتصم میں اشارۃً لکھا ہے وضرب (المعتصم) الامام احمد بن حنبل وکان ضربہ فی سنۃ عشرین اور علامہ دمیری نے ترجمہ معتصم میں نقل کیا ہے واستمر الامام احمد بن حنبل محبوساً الی ان بویع المعتصم فاحضر الامام احمد الی بغداد وعقد المجلس للمناظرۃ وفیہ عبدالرحمن والقاضی احمد بن ابی داؤد وغیرہما فناظروہ ثلاثۃ ایام ولم یزل معہم فی جدال الی الیوم الرابع فامر بضربہ فضرب بالسیاط فلم یزل الواعظ فی جدال الی ان قالوا یا امیر المومنین اقتلہ ودمہ فی اعناقنا فرفع المعتصم یدہ ولطم بہا وجہ الامام احمد فخر مغشیاً علیہ ولم یزل احمد یتوجع منہا حتی مات انتہی ملتقطاً

ترجمہ: جبکہ میری باری پیشی کی آئی تو میں نے کہا کہ یا امیر المومنین تیرا بندہ تیرا خادم محمد بن ادریس ہوں رشید نے فرمایا اے غلام اسکی گردن مار دے میں نے کہا یا امیر المومنین کیا تو نے مجھے اپنی خلافت سے متہم بانحراف فرمایا ہے اور جانب دار علویہ کا سمجھا ہے ۔ ۲ معتصم نے امام احمد کو مارا اور امام احمد ایک مدت

پس یہ ایمہ اربعہ اگر مخالف مذہب و عقیدت مین خلفاء زمانہ او رمنحرف اونکی خلافت سے نہوتے بلکہ اونکو خلفاء مفترض الطاعت مین باور کرتے او رپیشوائے دین اونکو مانتے اور اونکے بوجہ اطلاق تابع و منقاد او راونکی خلافت پر صحیح الاعتقاد رہتے تو اونپر خروج کرنے کے فتوے جاری نکرتے او ربیعت کرنے والونکو اونسے انحراف کرنے پر ترغیب نہ لاتے کما مضے فی الباب الاول او رخود حبس او رضرب سے ممتاز نکیجاتے او رمثل سادات علویہ کے گرفتار ہوکر مجرم قرار ندیجاتے او ر اونکو اپنی جان بچانے مین تقیۃً اتہمنی بالانحراف عنک والمیل الی العلویۃ کی عرض کرنیکی ضرورت موافق مذہب شیعہ پیش نہ آتی او راونکی تعمیر مسجد کو ناجائز نگردانتے جو یہ ناجوازی خلفاء کے کفر پر دلالت کرنے والی ہے ورنہ مردمسلم کا تعمیر مسجد کرنا کسیطرح ناجائز نہین ہوسکتا ان تمام واقعات ذلت وخواری اور تعمیر مسجد کی ناجوازی سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرات اربعہ اونہین خلفاء زمان کو جنکی خلافت عامہ مثل خلافت یوم سقیفہ ہجوم مردمان سے قایم او رمستقل ہوگی تھی خلیفہ برحق نہین جانتے تھے جو اس عقیدت سے خلافت ثلاثہ خودبخود مستاصل ہوتی ہے یا یہ کہ یہ ایمہ اربعہ قواعد و شرائط امامت متخذہ اہلسنت سے نابلد تھے جو اپنی امام اور خلیفہ انام کے لئے علماء متاخرین اہل سنت نے

بقیہ صفحہ ۱۶۹ قید مین رہے حتی کہ معتصم سے بیعت کیا گیا او رمجلس مناظرہ منعقد ہوئی تین دن امام احمد سے مناظرہ رہا آخر اونکو کوڑے مارے گئے یہانتک کہ علما نے کہا کہ امام احمد کو قتل کردو خون ہماری گردنون پر ہے اگر یہ صادق ہے پس معتصم نے امام احمد کے مونھہ پر تھپڑ مارا کہ وہ غش کھاکر گر گئے اور ہمیشہ دردناک ہی رہتے کہ مر گئے

وہ شرائط مثل استیلا بر متغلبین و قہر متسلطین و استیصال متبدعین و اقامت جمعہ
و اعیاد و تجہیز جیوش برائے جہاد و تنفیذ احکام اور حفظ حدود دار السلام اور
تزویج صغار اور قسمت غنائم بر انفار قرابت نقادہ سے تجویز فرمائی ہین اور یہ سب
امور خلفائے بنی امیہ و بنی عباس ہین مع استخلاف متخلفین و اجماع مسلمین خاطر خواہ اہل سنت
کے جمع تھے خصوصًا استیصال متبدعین عندہم ہین یہ خلفاء بحکم محکم سرور عالم امراء
جور کے لقب سے سرفراز ہو چکے تھے کہ قتل و استیصال سادات فاطمیہ و علویہ رضیہ
کامل حاصل کر چکے تھے تاہم یہ ائمہ اربعہ حق خلافت مطلقہ اپنی خلفائے زمانہ کے معرفت
حرسکے اور انسے منحرف ہی رہکر رہگرائی عالم بقا ہو گئے یہ حیل علانیہ امام زادو سکے
خروج علے الجبابرہ مجمع علیہم سے جو بنظر دفاع ہوا ہے کہین زائد بلکہ باہم نسبت منافات
کے رکھتا ہے کیونکہ دفاع شرعًا واجب ہے اور عدم معرفت امام زمانہ بالاتفاق مستوجب
موت جاہلیت ہے فافہم و زیادہ ازین ہا احکام شریعت ظاہرہ کے اکثر مواقع پر حضرت
صحابہ بھی مغالطات مین غوطہ زن رہے ہین جنکی تفصیل طویل ہے مختصر ایک دو روایتیں
لکھی جاتی ہین صاحب جامع اصول نے فضائل قبائل مخصوصہ مین عمران بن حصین
سے نقل کیا ہے مات النبیّ وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیفًا و بنی حنیفہ و بنی امیہ
اور ابو ہریرہ سے روایت کی ہے قال رسول اللہ الملک فی قریش پرا بل اکل نے
حضرات صحابہ و تابعین مین سے اسی قوم بنی امیہ کے ملک و سلطنت پر بیعت بنا اہلہ
زندگی خلافت حقہ دینیہ کی فرمائی اور کراہت نبوی کو فراموش کیا کہ آنحضرت تا رحلت

کرین مگر فرقہ اثنا عشریہ اونکو بہر وجہ عالم وفقیہ جانتے ہین اور خروج اونکا متغلبین بنی امیہ پر اگرچہ بہ نیت انتزاع سلطنت کے بھی ہوا ہو لاکن اس مین امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور ملحوظ ہے اور یہ خروج ہرگز خالی اس سے نہین ہوسکتا اور محمد اور ابراہیم کے لئے تو ائمہ وشیوخ اہلسنت نے بھی اجازت خروج کی دی تہی اوپر کیا شماتت ہوسکتی ہی کما مضے فی ذکرہما سابقا اور یہ خروج ذریت رسالت سے جس نیت وارادہ سے کہ ظہور مین آیا اوس سے یہ امر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرات خلافت باجماع امت کی معتقد نہین تھے ورنہ خلفاء مجمع علیہم پر مسلح خروج فرماتے اور اس خروج کی خصوصیت انہی پر نہین یہ خروج وانحراف خلفاء مجمع علیہم پر ہر زمانہ مین ہر ایک قوم مسلمان کرتے رہے ہین اور وہ باعتقاد تابعین خلفاء کے باغی ومرتد کہلائے گئے ہین جو اس انحراف وخروج سے ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی اتفاق کل جماعت واجماع امت برضا ورغبت کسی خلیفہ کے خلافت پر نہین ہوا اس مقام پر اسماء منحرفین کو جدول مین دکھلایا جاتا ہے جسکا پتہ ونشان کتب سیر وتواریخ سے بخوبی ملتا ہے

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	سعد بن عبادہ صحابی مالک بن نویرہ وغیرہ قبیلہ بنی یربوع	مواقف ومنہاج السنہ ونہایۃ العقول انہم قالوا نصلے ولا نزکی کما فی الصحاح صفحہ ۱۳ رسالہ ہذا بافادہ ابن حزم

خلیفہ عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	علی و العباس	قال عمر فرایتماہ کاذبا غادرا خائنا کما فی المسلم
	بنو ہاشم کلہم	صحیح بخاری فی روایۃ الزہری
	امام حسن مجتبی	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	زبیر بن العوام	شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۲۸۰
	مہاجرین و انصار	ایضاً
	قبائل عرب	تحفہ اثنا عشریہ
عمر فاروق	سعد بن عبادہ	منہاج السنہ و نہایۃ العقول
	خالد بن ولید	روضۃ الاحباب در ذکر خلافت ثانی
	طلحہ و زبیر	تاریخ الخمیس و کنز العمال در ذکر استخلاف ابی بکر
	جناب امیر و حضرت عباس	قال عمر انیتمانی کاذبا غادرا خائنا کما فی المسلم
	امام حسین	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	قبیلہ عرب	تحفہ اثنا عشریہ
عثمان غنی	گروہ گروہ قبائل	مدنی و مصری و کوفی و بنی ہذیل و قبیلہ عمار و بنو غفار
	عرب و عراق و مصر	کما فی المعارف و الصواعق المحرقہ

امیر المومنین علی بن ابی طالب و امام حسن مجتبی کے مخالفین و معاندین و مبغضین و منحرفین و ناکثین کی عدد انتہا ہی نہیں کتب سیر انکے ذکر سے مملو ہیں۔

خلیفہ عصر	متحرفین و مخالفین	سند کتب
امیر معاویہ	قبیلہ اوس و خزرج	تاریخ الخلفاء من اخبارہ
	اہل کوفہ	تاریخ ابو الحسن المدائنی و ابو سائب الکلبی
یزید بن معاویہ	اہل کوفہ قاطبۃً	۴ اور ۰۰۰ ۴۰ ہزار کا بیعت حضرت مسلم کی کر لینا
	امام حسین معہ جماعت شہداء	کتب مقتل و تاریخ و سیر
	عبد اللہ بن زبیر معہ اہل مکہ	تاریخ الخلفاء
	عبد اللہ بن حنظلہ معہ اہل مدینہ	ایضاً
عبد اللہ بن زبیر	مروان بن الحکم معہ اہل شام	حیوۃ الحیوان
	اہل مصر اتباع مروان	
عبد الملک	نافع بن ازرق در بصرہ	معارف ابن قتیبہ
بن مروان	مختار بن ابو عبیدہ ثقفی	
	عمرو بن سعید اموی	معارف و میزان الاعتدال
	صالح بن مسرح تمیمی	معارف
	عبد الرحمن بن محمد اشعث	ایضاً
	عبد اللہ بن زبیر و مصعب	ایضاً
ولید بن عبد الملک	سعید بن المسیب	حبیب السیر
	عمر بن عبد العزیز	تاریخ الخلفاء

خلفاء عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
ولید مذکور	سعید بن جبیر	حبیب السیر
	عطا بن مجاہد	ایضاً
	طلق بن حبیب	ایضاً
	عمرو بن دینار	ایضاً
سلیمان بن عبد الملک	قتیبہ بن مسلم حاکم خراسان	حبیب السیر وفی المعارف کان عاملاً للحجاج خفی قتلہ وکیع التمیمی (من قبل الحجاج)
	ابو ہاشم بن محمد حنفیہ	ایضاً
یزید بن عبد الملک	بنی عباس	بہ دعوت خلافت وطلب نصرت زمانہ یزید سے کرتے تھے کما فی حبیب السیر
	ابو عکرمہ	ایضاً
	شوذب	ایضاً
	یزید بن مہلب	ایضاً
ہشام بن عبد الملک	اہل کوفہ ہمراہ زید شہید	مشہور بین الجمہور
ہشام بن عبد الملک	ابراہیم امام	حبیب السیر

خلیفہ عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
"	ابومسلم	حبیب السیر
ولید بن یزید	زید بن ولید	حبیب السیر و تاریخ الخلفاء
	رعایا و برایا	ایضاً

اور یہ اسماء ان اشخاص و قبائل کے ہین کہ جنہون نے علانیہ خلفاے وقت سے مخالفت زبانی یا کراہت قلبی کے یا خروج بالسیف کیا ہے اور یہ وہ خلفا ہین جنکو اہل حدیث نے مثل قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر کے مصداق حدیث لایزال امر امتی قائماً حتی یمضے فیہ اثنا عشر خلیفہ کلھم من قریش مین تجویز و تشخیص فرمایا ہے کما فی فتح الباری اور کلھم یجتمع علیہ الناس کو منطبق کیا ہے اگر کہا جاوے کہ خلافت خلفاء کے بعد قلع قمع و قتل و اہلاک منحرفین کے مجمع علیہ الامۃ و متحقق ہو گئی تہی تو معترض نے خلافت اجماعی انصافاً فرمایا ہین کہ آیا بیعت اہل الحل والعقد اور اونکا او بعض دون بعض کا اجماع علی الخلافۃ اگر خلفاء کی خلافت اور امامت متحقق اور برحق ہونیکو کافی تہا تو یہ خونریزی جماعت مسلمین کی محض ونکے انحراف کی وجہ پر جو انہون نے اتفاق بعض الامۃ مین شرکت نہین کی اور خلیفہ کو مستحق خلافت نہین دیکھا کب شرعاً جائز تہا جو مجبوراً ونکو ہم راے اپنا بنایا جاے اور اگر وہ مجبوراً قہر و غلبہ خلیفہ سے شریک اتفاق بہی ہوئے تو یہ قہری اتفاق کب اجماع شرعی ہو سکتا ہے اور دوسری شق یہ ہے کہ اگر بیعت و اجماع اہل الحل او بعض دون البعض کافی نہین اور خونریزی منحرفین

سے ہی خلافت ثابت ہوتی ہی تو کیا یہ عبث فعل ہوئے اہل الحل والعقد کا رآمد ہوا حالانکہ خلیفہ قاہر کیلیے اپنی خلافت قایم کرنے مین صرف تیغ زنی کفایت کرتی ہے اور حقیقۃً یہ ہی ہوتا ہی رہا ہی کہ یوم سقیفہ سے تا زمان آواخر خلفا بس مخرمین کے قتل وقمع سے استقرار و استحکام خلافت کا حاصل کیا گیا ہے مصرع ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند۔ پھر یہ بدعت خلیفہ سازی اور اہل الحل کی دستار بندی کو کیا دخل خلافت کی صحت مین ہو سکتا ہے جناب امیر کی خلافت پر عامہ امت نے بیعت کی تہی کما فی تاریخ الخلفار صحابہ بدرئین اور اصحاب جمل وصفین نے کب انقیاد وطاعت اختیار کی جو اب امت کو خلافت اجماعی کے برحق ہونے پر ایمان لانے کے خلاف سیرت صحابہ بدر وجمل وصفین کی تکلیف دیجاتی ہی اور جن لوگون نے کہ اولاد ائمہ طاہرہ سے امام العصر کی سعایت جبابرہ سے کی وہ سب مصداق آیہ لیس من اہلک کے بدمذہب اور بے دین ہو گئے تھے ع پسر نوح با بدان بنشست خاندان نبوتش گم شد۔ مثل زید بن الحسن کے کہ ولید بن عبدالملک مروانی سے سعایت کرکے امام محمد باقر علیہ السلام کو شہید کرا دیا اور مانند علی یا محمد بن اسمعیل برادر زادہ امام موسی کاظم کے کہ ہارون رشید خلیفہ عباسی سے سعایت کرکے آپکو محبوس کرا دیا حتے کہ اوسی محبوسی مین آپ شہید کئے گئے اور جعفر بن امام علی النقی کا حال ابتدا مین ضرور قابل ملامت کے تہا کہ انواع انواع کے فسق وفجور مین مبتلا رہا اور وکلاء ناحیہ مقدسہ کی سعایت خلیفہ عباسی سے کی اور خود دعوے خلافت بھی کیا اسیوجہ سے کذاب مشہور ہوئے بالآخر توبہ وانابت کی اور رجوع بحق فرمایا اونکے بارہ مین حدیث صاحب العصر والزمان

حلیف القرآن خلیفۃ الرحمن کی کتاب اعلام الوری مین مروی ہے جو انکو مثل برادران
حضرت یوسف کی مثل فرمایا ہے باقی اولاد ائمہ طاہرین کا مذہب ہرگز مخالف طریقہ
مرضیہ جعفریہ کے ثابت نہین مثل یحیی بن زید شہید اور ابراہیم بن امام موسی کاظم و عبد اللہ
بن الحسن بن امام حسن و ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن المذکور اور عبد اللہ بن حسین بن
زید بن امام زین العابدین و محمد بن عبد اللہ بن الحسن ملقب بنفس زکیہ و زکریا بن امام
محمد باقر و محمد بن عبد اللہ بن الحسن موصوف و یحیی بن عمر کے کہ جو احفاد زید شہید سے ہین
اس مقام پر صاحب تنزیہ اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا ہے کہ مجرد خروج بسیف دلالت
بر انکار امامت امام وقت ندارد فافہم اور سعایت کرنی امام العصر کی جبابرہ وقت
سے نہ بربنا مخالفت مذہبی کے ہے ہو سکتی ہے بلکہ حسد و کینہ و حرص علے الامارت
اکثر بحکم نفس امارہ وبنیات پر غالب ہوتا رہتا ہے چونکہ ہر امام زادے معصوم نہین
ہوتے تو ہر فعل و قول اونکا حجت نہین ہو سکتا فمن ابصر فلنفسہ و من عمی فعلیہ اور
مفہوم حدیث من سلک علی سنتی فہو من آلی نفی سیادت پر حجت عجیب و غریب ہے
اولاً اس حدیث کی سند ہی کیا ہے جو حجت گردانی جاوے اور جس کتاب مین کہ یہ منقول
ہے وہ دیوان حضرت ابو ہریرہ سے ماثور ہوگی نہ کتب صحاح اخبار نبویہ سے ثانیاً اسکے
معارضت مین حدیث دیگر اکرموا اولادی الصالحین للہ والطالحین لی البتہ موجہ ہے
اسلئے کہ اسکے مؤید بہت سے اخبار ہین جیسے حکم تعظیم اہلبیت کی واجب ہونے کا متفق علیہ
ہے چنانچہ حضرات عامہ حدیث ثقلین کو تعظیم اہلبیت پر ہی محمول کرتے ہین پس جبکہ

اولاد طالح آپکی بھی لائق اکرام وتعظیم کے بحکم حدیث ثابت ہوئی تو اوس اولاد کی نفی
آپکی آل سے کسطرح صادق آسکتی ہی لہذا یہ حدیث الطالحین لی لامحالہ مسقط اوس
حدیث مستدل بہ کے ہی ثانیًا سلمناہ مگر یہ کہان معنے حدیث سے پایا گیا کہ اولاد بد مذہب
آل رسول سے نہین ہین یہ معنے اوسوقت صحیح ہوتے جبکہ الفاظ حدیث بدین نہج وارد
ہوتے مَن سَلَکَ مِن آلِی عَلٰی سُنَّتِی فَھُوَ مِنِّی وَمَن لَم یَسلُک عَلَیھَا فَھُوَ لَیسَ مِن آلِی پس بفرض
ورود معنے اس حدیث کے بس اسیقدر ہو سکتے ہین کہ جس شخص نے آپکے طریقہ پر سلوک
کیا وہ شامل آپکی اولاد کے مرتبہ کے ہوگیا اور اولاد نبی ہین صالح و طالح ہر قسم کے
ہین بلکہ مفہوم حدیث مستدل سادات عدیم البصیرۃ پر اسوجہ سے حجت ہے کہ وہ معتقد اوس
خلافت مجمع علیہا کے ہین جو سنت نبوی ہین داخل نہین اور وہ خاص سنت صحابہ مین
حادث ہوئی ہی تو عدم سلوک اونکا مخالف سلوک سنت نبوی کے ہوا پس وہ بنا بر
احتجاج معترض کے ضرور آل نبی سے خارج ہین فتدبر رابعًا بین الآل و بین الامۃ کے
تفریق اور عمدہ شناخت بین الصحابہ و اہلبیت النبی کی تمیز سے جو چند حدیثون سے
ہوگئی ہی واضح ہے جو جائے شبہ و اشتباہ باقی نہین حدیث متفق علیہ شان مین آل محمد کی وارد
ہوئی ہے جو صاحب مشکوۃ نے صفحہ ۴۵۹ پر نقل کی ہے قال صلعم اللّٰھم اجعل رزق
آل محمد قوتا وفی روایۃ کفافًا محشی فرماتے ہین ای بقدر ما یمسک الرمق من المطعم
وقیل ای کفایۃ من غیر اسراف وای قوتا یکفھم من الجوع اور اوسی صفحہ مشکوۃ پر حدیث
متفق علیہ شان مین صحابہ عظام کی منقول ہی قال رسول اللہ صلعم فواللہ لا الفقر اخشٰہ

علیکم ولٰکن اخشیٰ علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علیٰ من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلکم کما اھلکتہم ملخص ترجمہ حدیث اول کا یہ ہے کہ رسول خدا صلعم دعائے فرمائی کہ بارخدایا آل محمد کے لئے رزق بقدر قوت مقرر فرما اور ترجمہ حدیث ثانی کا یہ ہے کہ آپنے صحابہ سے فرمایا کہ مین تمپر فقر کا خوف نہین کرتا لاکن انبساط دنیا کا خوف کرتا ہون جیسا کہ پہلے لوگون پر دنیا منبسط ہوئی تھی اور تم دولت دنیا سے رغبت کروگے جیسا کہ پہلے لوگون نے رغبت دنیا سے کی اور تم ہلاک ہوجاؤگے جیسے وہ لوگ ہلاک ہوئی انتہیٰ اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین تصدیق فرمائی ہے کہ ایسا ہی ہوا اور فتوحات حاصل ہوئین اور باہمدگر اونمین تحاسد وتقاتل واقع ہوا اور وہ مشرک تو نہوئی مگر رغبت دنیا مین آلودہ ضرور ہوگئے جیسا کہ رسولخدا نے خبردی تھی مگر یہ کہ اونکے انبساط دنیا کو ہوا خواہان بیت المال وزلہ خواران مطبخ خلفا وامرا نے دینی فتوحات واسلامی اشاعات سے تعبیر فرمالیا اور کچھہ پاس قول خواجہ کائنات کا نکیا اب دیکھہ لیا جاوے کہ آل محمد کون ہین اور سلف سے کیا اونکی حالت رہی ہے اور صحابہ کون تھے اور کیا شان وشوکت اونکی ہوئی ہے پس مصداق مَن سلکَ علیٰ سنتی فھو من آلی کے کون رسول رسولخدا صلعم کی آل ہونے کے مستحق ہین خامسًا اگر اس حدیث کو صحیح مانا جاوے تاہم سلوک علی السنۃ ہنوز مابین متنازع فیہ ہے پس جس طرح اہلسنت فرقہ شیعہ سے نفی آل نبی ہونے کی کرتے ہین اوسی حجت سے فرقہ شیعہ بھی فرقہ اہلسنت سے نفی آل نبی ہونے کی کرسکتے ہین یہ حدیث بنفسہ و بلفظہ و بمعناہ مثبت

یامنافی آل ہونیکو کسی فریق کے نہین ہے ہان احادیث صدر سے پایا گیا کہ حضرات صحابہ لامحالہ آپکی آل و اولاد مین نہین ہین اور حقیقۃً وہ آپکی نسل مین بھی نہین بلکہ بسط دنیا سے پایا گیا کہ یہ حضرات سالک مسلک نبی نہین تھے اگر سلوک علی سنۃ النبی فرماتے تو دنیا اونپر منبسط نہوتی وما یعقلہا الا العالمون فآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین

صحت نامہ کتاب کشف الخلافۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۶	شیعہ	شیعہ ہی	۹۴	۱۳	حدیث	اورحدیث
۲۴	۱۲	تمام سطر		۹۵	۱۱	ہوجاتاہی	ہواجاتاہی
۴۰	۲	ففقد	فقد	۹۹	۲	یجعل لہ	یجعل اللہ لہ
ایضاً	۳	البنی	النہی	۱۰۰	۳	مارواہم	ماروہا
ایضاً	۳	ازپیغمبر	بعدازپیغمبر	۱۰۵	۷	اخرج	اخرج ابن
۴۵	۱	نہین تہو	نہین سمجہو گے	۱۰۶	۸	ملکت	مملکت
۵۱	۱	بالحق	بالحق مین	۱۱۶	۹	نامہ	عہدنامہ
۵۲	۸	مانزلت	ما زلت	۱۱۷	۵	کاکینا	کاکرلینا
۵۳	۱۵	لفظ	بلفظ	۱۱۸	۱۰	تاریخ	التاریخ
۵۳	۳	یغضب	یغضب غضب	۱۲۰	۳	اورکچہہ	اورجوکچہہ
۵۶	۴	مین دیکھو ہی	اب دیکھو	۱۲۷	۱	یزیدا	یزید
۵۶	۵	اعتراض	[illegible]ض	۱۵۹	۱۱	فرماتی	فرماتا
۵۷	۳	کسطرح	پہر کسطرح	۱۶۷	۲	بغیرہ عیوب	بغیر عیوب
۶۶	۱۰	معاہد	معاہدہ				
۷۰	۱۶	تجہیز	تجہیز				
۷۸	۱۶	جناسب	جناب امیر				
۸۲	۶	الحموینی	الحموینی وتاریخ الخلفا				

کتبہ سید احمد حسین مالک مطبع [illegible]

دفعہ اول قیمت فی جلد [illegible] علاوہ محصول

الحمد والمنة

التماس

سلیس اردو کے شایقین کو اس رسالہ کی زبان اسوجہ سے کہ اسمین عربی لغات اور مرکبات زیادہ
ہین بمقابلہ بول چال اخبارات اور ناولون کے ضرور ناپسند بلکہ بالطبع شدید مکروہ ہوگی حتی کہ ورق گردانی
کے بعد اسکو ردیات مین فروخت کردینا تجویز کرینگے کیونکہ اسوقت مین زمانہ نے اوسی تحریر کو مقبول نظر
کیا ہی جسمین مطلق زبان ہندی ہو اور استعارات بھی ایسی ایسے نئی نئے استعمال کیگئے ہون جنمین وجہ شبہ
کی بھی مشبہ بہ مین حاجت نہو رہے مصنف علام کو بلحاظ رداشت اخوان زمانکے اس بول چال مین لکھنا
دشوار نہین تھا مگر التزام اسکا چند وجوہ سے ضرور مشکل تھا اول یہ کہ واقعات و فرضی حکایات کا ہر زبان مین
قلمبند کرنا اوسکی ماہرین اور انشا پردازون پر کچھ مشکل امر نہین ہی مگر جب کسی خاص علم کو کسی زبان مین لکھا جاویگا
تو اوسمین اوس علم کی مصطلحات کا ترجمہ لغوی لکھنا یا اوسکی بیان مسائل مین معانی لغات مصطلحہ کو ساتھ ساتھ
لکھنا ایسی حالت مین کہ ہر زبان ہر قسم کے مصطلحات علمیہ مین مکمل نہین ہی بالضرور ناممکن ہی اور مثال اوسکی
یہ ہی کہ علم ہیئت مین الفاظ خط استوا او منطقۃ البروج اور شعرا شامی و شعرا یمانی اور معدل النہار
ضروری الاستعمال ہی اردو نویس اگر اپنی زبان مین علم ہیئت کا رسالہ لکھنا چاہین اور وہ ان الفاظ کو
بوجہ اسکے متروک کرین کہ یہ سب مرکبات عربی کے لفظین ہین تو اونکو اردو مین کوئی لغت یا لفظ
ایسا نہ ملیگا جو انکا ترجمہ لفظی ہو سکے اگر وہ ان الفاظ کے معنے اپنی زبان مین بیان کرنا اختیار کرینگے
تو وہ علم ہیئت کا رسالہ نرہے گا بلکہ اوسکو حل لغات و حل مصطلحات کہنا چاہیے

اس دشواری وناچاری سے یہ ضرور ثابت ہوا کہ علمی رسالہ تابع ہر زبان کا نہین ہو سکتا ہے تاوقتیکہ اپنی وسعت لغات سے خود مکمل نہو جاے و تابع اوسکی ہوتی ہی تو یہ کسقدر مشکل تر امر ہی کہ تابعدار کو تابع بنا دیا جاوی اوسپر یہ مستزاد ہی کہ حضرات سلاست پسند اوسی رسالہ وکتاب کو مقبول رکھتی ہین جو اونکی فہم ومذاق سی باہر نہون لاکن اسکا کیا علاج ہی کہ حضرات شائقین علمی مطالب کو جو بلا درس وتدبر کے حاصل نہین ہو سکتی اخبارات او رحکایات کی درجہ مین لانا چاہتی ہین یہ مشکلات کسطرح حل ہو سکین تا منگامیکہ وہ حضرات اپنا تہوڑا سا وقت تحصیل علمی مین صرف نکرین اور مصطلحات دینیہ وعلم مناظرہ سی واقف نہو جاوین اور کم از کم ایسے رسائل کو مکرر [illegible] مطالعہ نفرماوین کیونکہ متعدد مرتبہ کی دیکہنے اور غور وفکر کے ساتہہ سمجہنے سے ضرور سہولت ہو جاتی ہے اور مطلب خود بخود سمجہ مین آنے لگتا ہی اور دوسری وجہ جو ملحوظ خاطر مصنف علام کے پائی گئی ہی یہ ہے کہ عربی لغات کا ترک کردینا جو دین اسلام کی زبان ہی اور انگریزی وغیرہ الفاظ کا استعمال جائز رکہنا عاقبت بین کی نظر مین سبب ضعف ایمان کا ضرور ہی کہ رفتہ رفتہ اس نفرت واجنبیت پر احکام شرعی کے لغات و مصطلحات دلسے محو ہو جاینگے اور بوجہ مانوسیت ومشغولی زبان انگریزیکے نماز جماعت مین قواعد پریٹ کے بولیان بیساختہ زبان سے جاری ہوا کرینگی پس حضرات ناظرین سے بصد التجا گذارش ہی کہ اس رسالہ کو ایک نظر بفہم مطالب ملاحظہ فرمالین یہ باعتبار مطالب اقصی دریا ہے جو کوزہ مین سمایا ہی اس رسالہ کا ناظر اصول مباحث امامت وخلافت سے ضرور ماہر ہو سکتا ہی بشرطیکہ توجہ خاطر سے اسکے مضامین پر نظر ڈالی فقط انا احقر الکونین السید اختر حسین مہتمم مطبع

دو قطعہ تاریخی از جناب سید فقیر حسین صاحب ولد المرحوم عالیجناب سید محمد حسین صاحب قبلہ الرضوی اعلی اللہ مقامہ ونور تربتہ البلوری درگاہ ضلع بستی

قطعہ [illegible]

قیمت مجلد ۶